چادرِ زہراؓ کا سایہ ہے ترے سر پر نصیرؔ!
فیضِ نسبت دیکھئے، نسبت بھی زہرائی مِلی

فیضِ نسبت

مجموعۂ مناقِب

علّامہ پیر سیّد نصیرالدّین نصیرؔ
گولڑہ شریف

نام کتاب	:	فیضِ نسبت
نام مصنّف	:	علّامہ پیر سیّد نصیر الدّین نصیر گولڑوی
اشاعت	:	بارِ چہارم
تعداد	:	2000
کمپوزنگ	:	افتخار احمد گولڑہ شریف
پروف ریڈنگ	:	مولانا محمد اشفاق سعیدی چشتی، پروفیسر محمد اعجاز، ماسٹر منور حسین آتش
سرورق	:	محمد دانش نجم (حمزہ پرویز پرنٹرز)
ناشر	:	مہریہ نصیریہ پبلشرز، گولڑہ شریف
نگرانیِ طباعت	:	حاجی عبدالقیوم گولڑوی
مطبع	:	حمزہ پرویز پرنٹرز، راولپنڈی (051-5521575)
ہدیہ	:	
سنِ طباعت	:	اکتوبر 2010ء مطابق ذیقعد 1431ھ

ISBN 969-8537-00-7

ملنے کا پتہ

اندرونِ ملک: طلوعِ مہر آڈیو ویڈیو لائبریری مکتبۂ مہریہ نصیریہ، درگاہِ غوثیہ چشتیہ نظامیہ مہریہ گولڑہ شریف

E-11 اسلام آباد، پاکستان۔ فون: 0092-51-2106464

نیز: مکتبۂ ضیاء القرآن، گنج بخش روڈ، لاہور

ویب سائٹ: www.pirnaseeruddin.com ای میل: mail@pirnaseeruddin.com

بیرونِ ملک: غفور احمد چشتی 82 Brighton Road, Birmingham,

B12 8QH U.K. Ph: 07976901875 - 0121- 4424548

قاری فضل رسول، جامعہ حنفیہ مہریہ اینڈ مسلم سنٹر INC. ‘32-13 ‘گلی 57th

کوئنز بائیڈ پارک۔ آفس 418 ایونیو، پی بروک لائن، نیویارک 11223

فون 718-274-7813 فیکس 718-3396 385 یو ایس اے

فون 1347-2552-767

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَہُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ○

ترجمہ۔ اور رحمٰن کے (خاص) بندے (وہ ہیں) جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جاہل لوگ جب اُن سے بات کرتے ہیں، تو کہہ دیتے ہیں بس (ہمارا) سلام۔ اور جو اپنے رب کے لیے سجدہ اور قیام کرتے ہوئے رات گُزار دیتے ہیں۔

(القرآن، 25: 63-64)

ارشادِ نبویؐ

خِیَارُکُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُا ذُکِرَاللّٰہُ

ترجمہ

تُم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں
جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے

(الحدیث : مشکوٰۃ شریف، باب الحبّ فی اللہ)

پاکی چو بحر موج زند از جبینِ شاں
قومیکہ از گُدازِ تمنّا وُضُو کُنند

حضرت عبدالقادر بیدلؒ

اِنتساب

بہ اَخیارِ عالَمِ اِنسانیت

ترتیب

آخری تازہ کلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ہست کلیدِ درِ گنجِ حکیم

پیش لفظ

دُرویشانند ہرچہ ہست ایشانند
در صُفّۂ یار در صَفِ پیشانند
خواہی کہ مِسِ مُوجُود زر گردانی ؟
با ایشاں باش ! کیمیا ایشانند
(حضرت ابوسعید ابوالخیر میہنیؒ)

خداست حاصلِ خدمت گزینِ دُرویشاں
مکار غیرِ جبیں ، در زمینِ دُرویشاں
سَپہرِ خرمنِ اقبالِ بے نیازی ہاست
چو بیدلؒ آنکہ بود خوشہ چینِ دُرویشاں
(حضرت عبدالقادر بیدلؒ)

مناقب، منقبت کی جمع ہے، جس کا مادہ نَقْب ہے۔ نَقْب کے لغوی معنیٰ اش، کُرید اور چھان پھٹک کے ہیں ۔ گویا منقبت کسی فرد کے کردار کی تفتیش کرنے کے بعد اُس کے فضائلِ حمیدہ، اخلاقِ حسنہ اور مکارمِ عالیہ کا ایسا بیان ہے، جو نظم یا نثر میں کیا گیا ہو۔ مناقب کی اہمیت کا اندازہ اِس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بہ نفسِ نفیس حضرت حسّان بن ثابتؓ سے حضرت سیّدنا ابُوبکرؓ صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت سماعت فرمائی اور اُس کو پسند فرمایا۔ معلوم ہُوا کہ کسی کے مناقب بیان کرنا اور اُن کا سُننا ایک ایسی روش ہے، جسے تائیدِ نبوی حاصل رہی ہے۔ یہ منظومات چوں کہ نفیس مضامین، عمدہ خیالات اور دلکش پیرایۂ بیان پر مُشتمل ہوتی ہیں اِس لیے براہِ راست تطہیرِ رُوحانی اور اخلاقی اقدار کے فروغ کا باعث بنتی ہیں۔ للٰہذا کسی علمی یا رُوحانی شخصیت کی ذات و صفات سے متاثّر ہو کر اُس کو خراجِ تحسین پیش کرنا ایک طرح کا اعترافِ عظمت ہے اور یہ عملِ ایک مخصوص دائرے میں رہتے ہوئے انجام دینا ممنوع نہیں۔ بلکہ ایک فعلِ مُستحسن ہے۔ یہ روایت عربی، فارسی اور اُردو میں بہت قدیم ہے۔ جس کا تسلسل اسلام کے مختلف اَدوار سے گُزرتا ہُوا ہم تک پہنچا۔ بعض اوقات ممدوح میں ایک ایسی عالی نسبت پائی جاتی ہے جو بجائے خود ایک مقامِ مدح ہو؛ وہاں بھی خراجِ محبّت و عقیدت پیش کیا جا سکتا ہے۔ جیسے حضور علیہ السّلام کے ازواجِ مُطہّرات، ابناء و بنات اور خدّام کرام وغیرھم ۔ کیوں کہ اِن میں ایک عظیم ہستی کی نسبت موجود ہے۔ للٰہذا ایسی ذوات بھی قابلِ ستائش ٹھہرائی جاتی ہیں۔ نسبت کا یہی تسلسل اپنے اپنے مقام اور قرابت و قُربت کے اعتبار سے اہلِ بیت اور صحابۂ کرام علیہم الرّضوان میں بھی بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے، پس حضور علیہ السّلام سے محبّت و عقیدت رکھنے والوں کے لیے یہ ہستیاں بھی قابلِ تعظیم ٹھہرتی ہیں۔ اِن کے بعد صُوفیائے کرام اور علمائے خیر کے دو ایسے عظیم طبقے ہمارے سامنے آتے ہیں کہ اِن کی علمی و رُوحانی حیثیت اور اِن کی دینی و ملّی خدمات کو دیکھتے ہُوئے اِن کے حق میں رطبُ اللّسان ہونا ایک قدرتی امر

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن اکابر نے توحید و رسالت کے لافانی اور مہتم بالشّان پیغام کو اُمّتِ مُسلمہ کے قُلوب تک پہنچانے میں اپنی مقدّس زندگیاں صرف کر دیں؛ ہر دَور کے شاعروں اور نثر نگاروں نے اپنے اپنے احساسات کو اپنی اپنی بساط کے مطابق اُن کی خدمات کے اعتراف میں نہ صرف پیش کیا، بلکہ اُن سے اپنی محبّت و عقیدت کا اظہار بھی کیا۔

مَیں نے مناقب میں کوشش کی ہے کہ اظہارِ عقیدت کے ساتھ عقل و شُعور کا دامن بھی ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ یعنی جو کچھ کسی کے لیے کہا، وہ محض اندھی عقیدت پر مبنی نہیں، بلکہ اُس کی خدمات و صفات کے حوالے سے حقائق کی روشنی میں بات کرنے کی کوشش کی کیوں کہ ہر طرح کی حمد وثنا کے لائق تو صرف اور صرف ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ اِس کے برعکس انسانی تعریف وستائش کا دائرہ بہرحال محدود ہے، جو صفات شانِ اُلوہیت کے ساتھ مختص ہیں، کسی بھی انسان کو اُن کا مستقل طور پر مالک اور متصرّف سمجھنا یقیناً شرک ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔ بعض لوگوں نے اپنے بزرگوں اور مشائخ کی تعریف میں انتہائی غُلو سے کام لیا، مگر مَیں اِس کا ہرگز قائل نہیں۔ میرے بعض اشعار میں احتیاط کے باوجود بھی اگر آپ کو کہیں وارفتگی و خودسُپردگی کا عنصر نظر آئے تو اِسے محض شاعرانہ نکتہ آفرینی، خانقاہی ماحول یا پھر دُنیائے نسبت کے اثرات کا نتیجہ سمجھیے۔ بہرحال دوسرے لوگوں کی نسبت پھر بھی میرے اشعار میں آپ کو احتیاط کا پہلو واضح طور پر نظر آئے گا۔ مَیں نے کوشش کی ہے کہ توحید و رسالت کی حدود کو نہ چُھوا جائے۔ مدد، دستگیری اور سہارا جیسے الفاظ سے میری مُراد معاذ اللہ حقیقی دستگیری اور استعانت ہرگز نہیں؛ بلکہ مجازی یا رُوحانی حوالے سے مقصود ہے، جو میرے خیال میں ممنوع نہیں۔ اُمید ہے کہ اہلِ ذوق بالعموم اور اربابِ نسبت بالخصوص اشعار سے محظوظ ہوں گے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اکابرِ اُمّت اور صُلحائے ملّت کے حسنات کی بدولت میرا اور آپ سب کا حشر بالخیر کرے۔ مجھے یقین ہے کہ باری تعالیٰ محبّانِ اولیاء کو بروزِ حشر نویدِ بخشش سے محروم نہیں فرمائے گا؛ کیونکہ ہم اہلِ سنّت' انبیاء و اولیاء کو منزل نہیں بلکہ نشانِ منزل سمجھتے ہیں؛ منزلِ مقصود صِرف ذاتِ باری تعالیٰ ہے اور یہی انبیاء و اولیاء کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ ہم اِن ذواتِ مقدّسہ کا احترام ضرور کرتے ہیں، مگر ایک متعیّن حد تک۔ احترام بھی اِس لیے کہ اِن کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے قُرب حاصل ہے۔ اور اِن کی عزّت کا واحد سبب اللہ تعالیٰ سے اِن کی لازوال نسبتِ عبدیّت ہے۔ حضرت مولٰنا فخر الدین فخرِ جہاں دہلویؒ کے خلیفہ حضرت شاہ نیازؔ بریلویؒ نے اولیاء اللہ سے نسبت رکھنے کے حوالے سے کیا عمدہ فرمایا تھا ؏

با اولیاست حشرِ محبّانِ اولیا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو تعلیماتِ توحیدِ خالص سے بہرہ ور فرمانے کے ساتھ ساتھ علیٰ حسب المرتبہ انبیاء علیہم السّلام اور صُوفیائے عِظام کی حُدودِ شرعیّہ میں رہتے ہُوئے تکریم و تعریف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نیاز مندِ اولیاء و عُلمائے خیر
نصیر الدّین نصیرؔ کان اللہ لہٗ
گولڑہ شریف

20 اپریل 2000ء

حمدِ باری تعالیٰ

جَلَّ جَلَا لُہٗ

کس سے مانگیں، کہاں جائیں، کس سے کہیں، اور دُنیا میں حاجت روا کون ہے
سب کا داتا ہے تُو، سب کو دیتا ہے تُو، تیرے بندوں کا تیرے سِوا کون ہے

کون مقبول ہے، کون مَردُود ہے، بے خبر ! کیا خبر تجھ کو، کیا کون ہے
جب تُلیں گے عمل سب کے میزان پر، تب کُھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے

کون سُنتا ہے فریاد مظلُوم کی، کس کے ہاتھوں میں کُنجی ہے مقسُوم کی
رزق پر کس کے پَلتے ہیں شاہ و گدا، مسند آرائے بزمِ عطا کون ہے

اولیا تیرے محتاج اے ربِّ کُل ! تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رُسُل
اِن کی عزّت کا باعث ہے نسبت تری، اِن کی پہچان تیرے سِوا کون ہے

میرا مالک مِری سُن رہا ہے فُغاں، جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زُباں
اب مِری راہ میں کوئی حائل نہ ہو، نامہ بر کیا بَلا ہے، صبا کون ہے

ابتدا بھی وہی، انتہا بھی وہی، ناخدا بھی وہی ہے، خدا بھی وہی
جو ہے سارے جہانوں میں جلوہ نُما، اُس اَحَد کے سِوا دُوسرا کون ہے

وہ حقائق ہوں اَشیا کے یا خُشک و تَر، فہم و ادراک کی زد میں ہیں سب، مگر
ماسوا، ایک اُس ذاتِ بے رنگ کے، فہم و ادراک سے ماوریٰ کون ہے

انبیا ، اولیا ، اہلِ بیتِ نبیؐ ، تابعینؒ و صحابہؓ پہ جب آ بنی
گِر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی، تُو نہیں ہے تو مشکل کُشا کون ہے

اہلِ فکر و نظر جانتے ہیں تجھے ، کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے
اے نصیرؔ! اِس کو تُو فضلِ باری سمجھ ، ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے

حمدِ باری تعالیٰ

خدائے کون و مکاں ، سب کا پاسباں تُو ہے
کریم و رازق و خلّاقِ اِنس و جاں تُو ہے

ہر ایک شے میں، ہر اک رُوح میں، رواں تُو ہے
وہاں خرد کی رسائی نہیں ، جہاں تُو ہے

ازل سے خاص حجابوں کے درمیاں تُو ہے
کوئی بتا نہ سکے گا کبھی ، کہاں تُو ہے

روش روش ترے حُسن و جمال سے روشن
چمن میں رنگِ گُل و لالہ سے عیاں تُو ہے

جگہ جگہ تری موجودگی کی آئنہ دار
ہر ایک سُو ترے جلوے ، یہاں وہاں تُو ہے

زباں زباں پہ ہے دن رات داستاں تیری
نظر سے دُور سہی ، سب کے درمیاں تُو ہے

خفی ہے ذات تری ، ہے جلی تری قدرت
جہاں میں برتر از اندیشہ و گُماں تُو ہے

عجب ہے تیرے جمال و جلال کا عالَم
ہر ایک موج میں ، ہر برق میں رواں تُو ہے

ہر ایک شے سے جھلکتی ہے تیری زیبائی
عیاں شعور پہ ہے ، آنکھ سے نہاں تُو ہے

تری ادائے کرم کی ہر ایک شے مرہون
ہر اک وجود کے پیکر میں ضَوفشاں تُو ہے

ہُوا ہے حمد سرا ربِّ دو جہاں کے لئے
نصیر ! آج خود اپنے پہ مہرباں تُو ہے

بحضورِ

سیّدنا **عبدالمطّلب**، جدِّ حضرتِ خَتمِ رُسل صلّی اللہ علیہ وسلّم

دیدنی ہے جلوۂ دربارِ عبدُالمطّلب
مصطفٰی ہیں ، دولتِ بیدارِ عبدُالمطّلب

زینتِ کعبہ بنے ، انوارِ عبدُالمطّلب
کس قدر اُجلا رہا ، کردارِ عبدُالمطّلب

کیوں نہ چُومے باادب ہوکر فرشتوں کی نَظَر
قابلِ تعظیم ہے ، دستارِ عبدُالمطّلب

تربیت گاہِ محمد مصطفٰے ہے اُن کا گھر
اللہ اللہ ! جذبۂ بیدارِ عبدُالمطّلب

اپنا گھر روشن کیا صبحِ ازل کے نُور سے
یہ شرف تھا اور یہ معیارِ عبدُالمطّلب

ابرہہ کے سامنے حق کی حمایت بے دھڑک
تیغ سے بھی تیز تھی ، گفتارِ عبدُالمطّلب
ابنِ ہاشم ، آلِ ابراہیم و سرخیلِ قریش
نذرِ کعبہ ہے ، دُرِ شہوارِ عبدُالمطّلب
زندگی بھر ہم نصیرؔ اُن کی ثنا لکھیں نہ کیوں
جاگزیں دل میں ہُوئے اطوارِ عبدُالمطّلب

بحضورِ
سیّدنا عبدُاللہؓ ، والدِ گرامیٔ
حضرت محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہِ وعلیٰ آلِہٖ وسلّم

بندھی حجاز میں ایسی ہوائے عبدُاللہؓ
خدا کا خاص کرم تھا برائے عبدُاللہؓ
نگاہ و دل میں سمائی ضیائے عبدُاللہؓ
پسند آئی ہے سب کو ، ادائے عبدُاللہؓ
ہُوئی عرب کے خواص و عوام میں شہرت
بسے نظر میں ، تو دل میں سمائے ، عبدُاللہؓ
اِس ایک جلوے سے ہے دل کے آئنے کا بھرم
نگاہِ شوق میں ہے نقشِ پائے عبدُاللہؓ
یہی بہت ہے کہ والد ہیں وہ محمدؐ کے
بیان اور کروں کیا ، ثنائے عبدُاللہؓ
اُسے ملی ہے نویدِ نجات کی سوغات
پڑی ہے کان میں جس کے ، صدائے عبدُاللہؓ

چمک رہا ہے محمدؐ کا نُور ماتھے پر
لقائے سرورِ دین ہے لقائے عبدؐاللہ
ہے اُن کی ذات ، دُعائے خلیلؑ کا مظہر
نبیؐ کا نُور ہے عظمت فزائے عبدؐاللہ
نصیرؔ ! میرے لیے ہے نجات کا باعث
ثنائے احمدِ مُرسَل ، وِلائے عبدؐاللہ

بحضورِ
سَیّدۃُ اُمّہاتِ المؤمنین جنابِ **سیّدہ آمنہ** علیہا السّلام
والدۂ حضرت محمدِ عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم

ختمُ الرُّسُل ہیں نُورِ نظر ، جانِ آمنہؓ
ہم ہیں بہ صد خلوص ، ثنا خوانِ آمنہؓ
رُتبہ بُلند ، اور بڑی شانِ آمنہؓ
دُنیا کی ساری مائیں ہیں ، قُربانِ آمنہؓ
ہم کو ملے رسُولِ خدا اِن کی گود سے
اُمّت پہ ہے یہ شفقت و احسانِ آمنہؓ
شاہِ عربؐ کی والدۂ ماجدہ ہیں آپ
اللہ رے یہ مرتبہ و شانِ آمنہؓ
دونوں جہان جس کی ضیا سے ہیں فیض یاب
وہ نُورِ حق ہے ، مہرِ درخشانِ آمنہؓ

تخلیقِ کائنات کا باعث ، رسولؐ ہیں
لکھا گیا یہ باب ، بعنوانِ آمنہؑ
اُن کی نوازشات ہیں میری نگاہ میں
مَیں ہُوں نصیرؔ! دل سے ادب دانِ آمنہؑ

بحضورِ
سیّدنا **ابو طالب**، ابنِ جنابِ عبدالمطّلب
عمِّ حضرت رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم

نذرِ محبوبِ خدا ، جانِ ابُو طالب ہے
ساری دُنیا پہ یہ احسانِ ابُو طالب ہے
اللہ اللہ ! عجب شانِ ابُو طالب ہے
حرمِ کعبہ ، ادب دانِ ابُو طالب ہے
مُصحفِ رُوئے محمدؐ ہے نظر میں ہر دَم
مرحبا ، خوب یہ قرآنِ ابُو طالب ہے
اِن کے آغوش کی زینت ہیں علیؑ شیرِ خدا
نُورِ احمد ، تہِ دامانِ ابُو طالب ہے
احترام اِن کا فرشتوں کی صفوں میں بھی ہُوا
جس کو دیکھو، وہ ثنا خوانِ ابُو طالب ہے
مُرتضٰی ہوں کہ ہوں سبطین، سبھی پیارے ہیں
ہر کرن ، شمعِ شبستانِ ابُو طالب ہے

اُلفتِ پنج تنِ پاک نے بخشا یہ شرف
آج کل دل مِرا مہمانِ ابُو طالب ہے

چشمِ بیدار ملی ، معرفت آگاہ نظر
درسِ حق ، خُطبۂ عرفانِ ابُو طالب ہے

مَیں دل و جاں سے ہُوں مدّاح ، ابُو طالب کا
جو نَفَس ہے ، وہی قُربانِ ابُو طالب ہے

ہر گُلِ تر پہ نچھاور ہیں فلک کے تارے
پُر بہار ایسا ، گُلستانِ ابُو طالب ہے

قابلِ رشک ہیں انداز ابُو طالب کے
حق کا عرفان ہی وجدانِ ابُو طالب ہے

مَیں کہوں گا کہ ہے محروم بڑی نعمت سے
جو کوئی دست کشِ خوانِ ابُو طالب ہے

بعدِ تحقیقِ احادیث و روایات ، نصیر !
میرا دل قائلِ ایمانِ ابُو طالب ہے

سیّدہ حلیمہ سعدیہ نوّر اللہ مرقدھا

تجھے مِل گئی اک خدائی حلیمہ — کہ ہے گود میں مُصطفائی حلیمہ

یہ کیا کم ہے تیری بڑائی حلیمہ — زمانے کے لب پر ہے "مائی حلیمہ"

بہت لوریاں دِیں مہِ آمنہؓ کو — کہاں تک ہے تیری رسائی حلیمہ

جو ہے آخری ایک شہکارِ قدرت — وہ صورت ترے گھر میں آئی حلیمہ

لیا گود میں جب شفیعُ الوریٰ کو — بڑے فخر سے مُسکرائی حلیمہ

رسُولِ خدا اور آغوش اُس کی — وہ خدمت کے لمحے ، وہ دائی حلیمہ

دوعالَم کی دولت مجھے مِل گئی ہے — اُنہیں لے کے یہ گُنگُنائی حلیمہ

وہ نعمت جو تجھ کو عطا کی خدا نے — کسی اور نے کب وہ پائی حلیمہ

اُسے اپنی آغوش میں تُو لیے ہے — کہ شاہی ہے ، جس کی گدائی ، حلیمہ !

وہ عظمت ملی ہے کہ اللہ اکبر — مقدّر کی تیرے دہائی حلیمہ

اِسی کی ضیاؤں سے جگمگ ہے عالَم — مبارک مہِ مُصطفائی حلیمہ !

نصیر اپنی قسمت پہ نازاں ہو ، جس دَم
ملے تیرے دَر کی گدائی حلیمہ

بحضورِ

اہلِ بیت سرورِ موجودات

حضراتِ ازواجِ مُطہّرات رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ

مقصود ہے اصل میں تو ازواجؓ کی ذات
شامل اِسی حکم میں ہیں اَبناء و بَنات
ہے آیۂ تطہیر کی تفسیر یہی
ازواجِ مُطہّرات ہیں ، محفوظات



جو مُنکرِ قرآں ہے ، مُسلمان نہیں
مومن تو وہ کیا ہو سکے ، انسان نہیں
ازواجِ نبیؐ کو ماں نہ جس نے مانا
اُس شخص کا کوئی دِین اِیمان نہیں

بحضورِ

اُمّہاتُ المؤمنین حضراتِ ازواجِ مُطہّرات رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ

کیوں نہ لب پر ہو مرے ، مدحتِ ازواجؓ رسوؐل
مرے دل میں ہے مکیں ، عظمتِ ازواجِ رسوؐل
کیا سمجھ سکتے ہیں وہ حشمتِ ازواجؓ رسوؐل
جن کو معلوم نہیں حُرمتِ ازواجؓ رسوؐل
جُزوِ ایماں ہے بہر نوع ، مُسلماں کے لیے
عزّتِ آلؓ نبیؐ ، عفّتِ ازواجؓ رسوؐل
بالیقیں آیۂ تطہیر کی ہیں وہ مصداق
صاف شفّاف رہی فطرتِ ازواجؓ رسوؐل
وہ خَدیجہؓ ہوں کہ سَودہؓ ہوں کہ وہ عائشہؓ ہوں
بخدا اوج پہ ہے قسمتِ ازواجؓ رسوؐل
حفصہؓ و زینبؓ و میمونہؓ و اُمِّ سَلمہؓ
سطوتِ دینِ متین سیرت ازواجؓ رسوؐل

جحش کی دُخترِ پاکیزہ جنابِ زینبؓ
زیبِ ایوانِ نبیؐ ، زینتِ ازواجِؓ رسوؐل
ہیں جویریّہ ، صفیہؓ بھی اِنہیں میں شامل
کیا بیاں کوئی کرے عظمتِ ازواجِؓ رسوؐل
مرحبا ، صلِّ علیٰ ، اُمِّ حبیبہؓ کا مقام
قابلِ رشک ہُوئی رفعتِ ازواجِؓ رسوؐل
باادب باش ! کہ اُمّت کی یہ مائیں ہیں نصیرؔ !
ہے سعادت کا نشاں ، نسبتِ ازواجِؓ رسوؐل

بحضورِ

شہ زادگانِ جنابِ **رسالت مآب** صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم

قابلِ دید ہیں سب ، ماہ لقا لڑکے ہیں
نُور ہیں آپ نبیؐ ، نُور نُما لڑکے ہیں
مہ و خورشید کی تابندہ فضا لڑکے ہیں
اپنے محبوبؐ کو خالق کی عطا ، لڑکے ہیں
طیبؓ اچھّے ہیں ، براہیمؑ نہایت اچھّے
واقعی سارے زمانے سے جُدا لڑکے ہیں
رحمتیں خاص ہُوئیں قاسمؓ و عبدؓاللہ پر
نُور ہی نُور سراپا بخدا لڑکے ہیں
صُورت اچھّی ہے تو فطرت میں پدر کا انداز
حاصلِ سلسلۂ صدق و صفا لڑکے ہیں

اِن کی بے مثل روایات ہیں شاہد اِس پر
محرمِ شیوۂ تسلیم و رِضا لڑکے ہیں
اِن کی توصیف حقیقت میں سعادت ہے نصیرؔ
نُورِ چشمانِ نبیؐ ، شانِ خدا لڑکے ہیں

سلام

بر دُخترانِ حضرتِ **خیرالانام** علیہ السّلام

نازشِ صدق و صفا تُم پر سلام — دخترانِ مصطفٰے ، تُم پر سلام
جانِ محبوبِ خدا تُم پر سلام — ہر نَفَس، ہر دم سدا تُم پر سلام
آیۂ تطہیر میں شامل ہو تُم — صدقِ دل سے برملا تُم پر سلام
زینبؓ عالی نسب ، بنتِ رسولؐ — پیکرِ صبر و رِضا تُم پر سلام
اُمِّ کُلثُومؓ و رقیہؓ نیک دل — جسم و جانِ مصطفٰے تُم پر سلام
فاطمہؓ زہرا تمھیں کہتے ہیں سب — بنتِ شاہِؐ انبیا تُم پر سلام
مادرِ شبّیرؓ و شبّرؓ ہو تُمھی — بانُوئے شیرِؓ خدا تُم پر سلام
تُم سخی ، بنتِ سخی ، زوجِ سخی — صاحبِ جُود و عطا تُم پر سلام

کیوں نہ ہو مدّاح تُم سب کا نصیرؔ
تم پہ ہے فضلِ خدا ، تُم پر سلام

در مدحِ
نائبِ مصطفیٰ، اَصدَقُ الاَصدِقاء، خلیفۂ اُولیٰ و اَولیٰ
مخدومِ اصحابِ رسولؐ، سیّدنا و مولٰنا **ابُو بکر صدّیق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلافتِ شۂ بطحا کی ابتدا، صدّیقؓ
وفا و عشقِ پیمبر کی انتہا صدّیقؓ

رسولِ پاک پہ دل سے نثار تھا صدّیقؓ
خلوص جس کا مُسلّم، وہ رہنما صدّیقؓ

وہ مُقتدر، وہ مُکرّم، وہ فقر کا پیکر
وہ پاک باز، وہ عابد، وہ باخدا، صدّیقؓ

وہ سرورِ دوسرا کا مُصدّقِ اوّل
وہ یارِ غار، وہ دونوں میں، دُوسرا صدّیقؓ

فروغِ صدق سے معمور جس کا اک اک لفظ
وہ حق پرست و حق آگاہ وہ حق نوا صدّیقؓ

محافظِ سُنَن و مصدرِ حمیّتِ دِیں
نبیؐ کی دین ہے، اللہ کی عطا، صدّیقؓ

اِمامُ اُمّۃِ خَیرِ اَلانام بِالاجماع
سِنامُ سِلسَلۃِ الرُّشدِ فِی الوَرٰی، صدّیقؓ

حَفیظُ دِینِ اِلٰہِ الاناسِ بِالاخلاص
جَمالُ سِیرَۃِ مَحبُوبِ رَبّنا، صدّیقؓ

وَحِیدُ کُلِّ زَمانٍ وَّ قِدوَۃُ العَصرِ
سَبَق ز جملہ بِبُردہ است در وفا صدّیقؓ

اَمِینُ سِرِّ حَبِیبِ الِالٰہِ فِی الدُّنیا
مَکِینِ قُربِ شہنشاہِ انبیا، صدّیقؓ

انیسِ سیّدِ ابرار، اِذ ھُما فِی الغَار
رَئیسِ عَسکرِ اَحرار فی الوغٰی صدّیقؓ

وہ حق مآب، وہ سرخیلِ زُمرۂ اصحابؓ
وہ دِیں پناہ، وہ اُمّت کا مُقتدا صدّیقؓ

بشر کو چاہیئے جس کے لیے حیاتِ خِضرؑ
قلیل وقت میں وہ کام کر گیا، صدّیقؓ

روانہ جَیشِ اُسامہؓ کیا بلا تاخیر
کہ جانتا تھا پیمبر کا مُقتضٰی صدّیقؓ

عَدُوئے خَتمِ رُسُل تھا مُسیلمہ کذّاب
سَر اُس لعین کا بس لے کے ہی رہا، صدّیقؓ
اُسی کے لہجے میں حق نے نبیؐ سے باتیں کیں
فرازِ عرش پہ جیسے ہو لب کُشا صدّیقؓ
شرف ہزار تھا حاصل اُسے رفاقت کا
غلام بن کے رہا پھر بھی آپؐ کا، صدّیقؓ
نہ حُبِّ جاہ، نہ منصب کی چاہ تھی اُس کو
حُطامِ دَہر سے تھا عُمر بھر جُدا صدّیقؓ
سفر حَضَر میں رہا ساتھ اپنے آقاؐ کے
یہ شانِ مہر و وفا، واہ، مرحبا، صدّیقؓ
نبیؐ علیل تھے، پُوچھا بلالؓ نے آ کر
نماز کون پڑھائے ہمیں؟ کہا، صدّیقؓ
چناں نواخت پیمبرؐ ز لُطفِ خویش آں را
کہ کس بہ سعی نخواہد رسید تا صدّیقؓ
مُفَوَّضَش ز نبیؐ بود منصبِ ارشاد
ازاں نشست نہ در کُنجِ اِنزوا صدّیقؓ

ز بعدِ مرگ بہ آغوشِ رحمتش پیوست
بہ قُربِ سیّدِؐ کونین یافت جا صدّیقؓ
چو بر ضریحِ نبیؐ بعدِ مرگ بُردَندش
ندا رسید کُجائی؟ بیا! بیا! صدّیقؓ
ز جورِ تشنگی و دَردِ فقر بر سرِ خود
کشید بہرِ پیمبرؐ چھا چھا صدّیقؓ
وہ ایک اپنی مثال آپ تھا زمانے میں
جَنے گی مادرِ گیتی، نہ دُوسرا صدّیقؓ
جو پَست ذہن ہو یہ اُس کے بس کی بات نہیں
علیؓ سے پُوچھ! کہ کتنا عظیم تھا صدّیقؓ
اُسے نیاز تھا زھراؓ و آلِؑ زھراؓ سے
صَمیمِ دل سے تھا سبطینؓ پر فدا صدّیقؓ
مقامِ آلِؑ محمدؐ اُسی کو تھا معلوم
تھا اُن کی شان سے آگاہ برملا صدّیقؓ
مُحِب کو ہوتی ہے محبوب، عترتِ محبوب
کرو یہ غور! مُحِب کون پھر ہُوا؟ صدّیقؓ

علیؓ کی شان سے انکار کا سوال نہ تھا
علیؓ کو مانتے تھے اَحسنُ القضا ، صدّیقؓ

ہے ٹکڑے ٹکڑے عقائد کی رُو سے پھر اُمّت
مدد کا وقت ہے آج ، الغیاث یا صدّیقؓ

ہماری کون سُنے گا سُنی نہ تُو نے اگر
تری ہی ذات ہے ہم سب کا آسرا صدّیقؓ

خدا کا شکر کہ ہے تیری ذات سے نسبت
ترا وجود ہے تنویرِ مصطفٰی ، صدّیقؓ

مَیں چُومتا ہُوں تصوّر میں تیرا نقشِ قدم
ہے تیرا نقشِ قدم منزلِ بقا ، صدّیقؓ

حُسَینی و حَسَنی ہُوں اگرچہ مَیں نَسَباً
ہے ثبت قلب میں لیکن تری وِلا صدّیقؓ

یہ آرزو ہے کہ محشر میں میرے ساتھ نصیرؔ
عُمرؓ ہوں، حضرتِ عُثمانؓ ہوں، مُرتضٰےؓ، صدّیقؓ

بحضورِ
مُصَدِّقِ اوّل، خلیفۂ اُولیٰ و اَولیٰ، صاحبِ اِذْ هُمَا فِی الغَار
سیّدنا و مولٰنا حضرت **صدّیقِ اکبر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وأرضاہ

مُسَلّم ہے محمدؐ سے وفا، صدّیقِ اکبرؓ کی
نہیں بُھولی ہے دُنیا کو ادا، صدّیقِ اکبرؓ کی

ہم اُن کی مدح گوئی داخلِ سنّت نہ کیوں سمجھیں
نبیؐ تعریف کرتے تھے سَدا، صدّیقِ اکبرؓ کی

رسولُ اللہ کے لُطف و کرم سے یہ مِلا رُتبہ
مدد کرتا رہا ہر دَم خدا، صدّیقِ اکبرؓ کی

کلامُ اللہ میں ہے تذکرہ اُن کے محامد کا
زمانے سے بیاں ہو شان کیا صدّیقِ اکبرؓ کی

نجابت میں، شرافت میں، رفاقت میں، سخاوت میں
ہُوئی شہرت یہ کس کی جا بجا؟ صدّیقِ اکبرؓ کی

وہ خود اک صدق تھے کوئی اگر اِس راز کو جانے
صداقت ہی صداقت تھی صدا صدّیقِ اکبرؓ کی

زمیں پر دُھوم ہے اُن کی، فلک پر اُن کے چرچے ہیں
زمین و آسماں پر ہے ثناء صدّیقِ اکبرؓ کی

مؤرّخ دَم بخود ہے، سَر بسجدہ ہے قلم اُس کا
تعالیَ اللہ ! یہ شانِ عُلیٰ، صدّیقِ اکبرؓ کی

جو اُن کا ہے، رسولُ اللہ اُس کے ہیں، خدا اُس کا
ولایت کا وسیلہ ہے، وِلا صدّیقِ اکبرؓ کی

کمی کیسی نصیرؔ اُن کے مدارج میں، مراتب میں
بڑی توقیر ہے نامِ خدا، صدّیقِ اکبرؓ کی

بحضورِ

خلیفۂ ثانی سیّدنا عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسلام کی شوکت، صدفِ دیں کا گُہر ہے
شہکارِ رسالت، جسے کہیئے، وہ عمرؓ ہے

جس نام کے صدقے سے دُعاؤں میں اثر ہے
وہ نامِ عمرؓ، نامِ عمرؓ، نامِ عمرؓ ہے

مہتاب کے حلقے میں ستارے ہیں صف آرا
یوں حُسن شبِ ماہ کا، ہمرنگِ سحر ہے

وہ صحنِ حرم اور وہ اِک اینٹ کا تکیہ
کیا تربیتِ سرورِ عالَم کا اثر ہے

فقر ایسا کہ دیں قیصر و کسریٰ بھی سلامی
حُکم ایسا کہ دریا بھی جھکائے ہوئے سَر ہے

عدل ایسا ، پکڑ سکتے ہیں کمزور بھی دامن
رُعب ایسا کہ خود ظلم کا دل زیر و زبر ہے

کترا کے گزر جاتا ہے اُس دن سے ہر اِک غم
جس دن سے مرے وردِ زباں ، نامِ عُمرؓ ہے

کعبے میں نماز آج ادا ہو کے رہے گی
خطّاب کے بیٹے کی یہ آمد کا اثر ہے

دل سے جو پُکارو گے عُمرؓ کو ، تو دمِ رزم
یہ نام ہی شمشیر ، یہی نام سپَر ہے

''ہوتا جو نبی کوئی مرے بعد ، تو فاروقؓ''
اُس کا ہے یہ فرمان کہ جو خیرِ بشر ہے

قرآن کی آیات یہ دیتی ہیں گواہی
تقوٰی جسے کہتے ہیں ، وہ کردار عمرؓ ہے

جو صاف دماغوں ہی کو رکھتا ہے معطّر
اسلام کے گُلشن کا عمرؓ ، وہ گُلِ تر ہے

ہے جن کی غلامی بھی اک اعزاز ، وہ لاریب
بُوبکرؓ ہے ، عثمانؓ ہے، حیدرؓ ہے ، عمرؓ ہے

وارد ہے تری شان میں لَوکانَ نبیٌ
بن مانے ترے کوئی مَفر ہے ، مَقَر ہے

ہر سلسلۂ فیض میں چمکے ترے موتی
کوئی ہے مُجدِّدؒ ، تو کوئی گنجِ شکرؒ ہے

پھر آج ضرورت ہے تری ، نوعِ بشر کو
اِس عہد کا مظلوم ، ترا راہ نِگر ہے

وہ دور نہ پا کر بھی یہ نسبت ، کہ نصیؔر آج
بیعت ترے افکار کی ، بر دستِ عمرؓ کی

بحضورِ

زینتِ منبر و محراب خلیفۂ ثانی

حضرت سیّدنا **عمر ابنِ الخطّاب** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مثالی ہے جہاں میں زندگی فاروقِ اعظمؓ کی
وہ عظمت اور پھر وہ سادگی فاروقِ اعظمؓ کی

دُعائے مُستجابِ حضرتِ ختمُ الرّسُلؐ وہ ہیں
نہیں ممکن کسی سے ہمسری، فاروقِ اعظمؓ کی

وہ جن کا نام لینے سے شیاطیں بھاگ جاتے ہیں
پیامِ مرگِ ظلمت، روشنی فاروقِ اعظمؓ کی

جو عرفانِ محمدؐ کی تمنّا ہے ترے دل میں
تو سیرت سامنے رکھ ہر گھڑی فاروقِ اعظمؓ کی

وہ دانائے مقام و احترامِ آلِ پیغمبرؐ
اُنہیں کے واسطے تھی ہر خوشی فاروقِ اعظمؓ کی

وہ جس کی بات تعمیری، وہ جس کی ذات تسخیری
حقیقت بن کے اُبھری خواجگی فاروقِ اعظمؓ کی

نصیرؔ! اعزازِ شاہی کو مَیں خاطر میں نہیں لاتا
زہے قسمت ملی ہے چاکری فاروقِ اعظمؓ کی

بحضورِ

خلیفۂ ثالث، ذُوالنُّورَین سیّدنا عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ اللہ ! یہ تھی سیرتِ عثمانِؓ غنی
دِین پر صَرف ہُوئی دولتِ عثمانِؓ غنی

رفتہ رفتہ وہ بڑھی عظمتِ عثمانِؓ غنی
دونوں عالَم میں ہُوئی شہرتِ عثمانِؓ غنی

اک ذرا بیعت رضواں کی بھی تفسیر پڑھو
بیعت، اَللہ کی ہے، بیعت عثمانِؓ غنی

کرَم خالقِ کونین رہا شاملِ حال
قابلِ رشک بنی، قسمتِ عثمانِؓ غنی

ہر نَفَس شانِ حیا، مصدر و میزانِ حیا
زندگی بھر یہ رہی فطرتِ عثمانِؓ غنی

آپ نے جامعِ قرآں کا لقب پایا ہے
دین و دُنیا میں بڑھی عظمتِ عثمانِؓ غنی

عشقِ اللہ و رسولؐ آپ کو مِل جائے گا
دل میں پیدا تو کریں اُلفتِ عثمانِؓ غنی

سطوت و عظمتِ اسلام تھی اُن کے دَم سے
شان اسلام کی تھی، شوکتِ عثمانِؓ غنی

وہ صحابی تھے، مجاہد تھے، خلیفہ تھے نصیرؔ
نازِ اسلام بنے، حضرتِ عثمانِؓ غنی

در مدحِ

اسدُاللہ الغالب، علیؓ ابنِ ابی طالب

السّلام اے نوعِ انساں را نویدِ فتحِ باب
السّلام اے قبلہ گاہِ عاشقاں! اے بُوترابؓ!

السّلام اے وارثِ علمِ رسولؐ ہاشمی
السّلام اے نُقطہ آغاز، در اُمّ الکتاب

السّلام اے خسروِ اقلیمِ قرطاس و قلم
السّلام اے تاج دارِ منبر و حُسنِ خطاب

السّلام اے فخرِ ناداری و نازِ مفلسی
السّلام اے فقر را سرمایۂ کامل نصاب

زُبدۂ اخیارِ عالَم، سرورِ اقطابِ جُود
کارواں سالارِ ملّت، خسروِ گردوں جناب

شرحِ کُن، ناموسِ دیں، حبلِ متیں، فتحِ مُبیں
صدرِ ایوانِ امامت، بندۂ حق انتساب

کج کلاہانِ جہاں پیشش نگوں سار آمدہ
نامِ اُو ذوقِ حیات آرد بہ جانِ شیخ و شاب

آں بہ نرمی بہرِ اربابِ وفا، موجِ نسیم
آں بہ تُندی در نبردِ کُفر، برقِ التہاب

تیغِ او مرحَب شکار و ضربِ او خیبر شکن
در دل و جاں چشمکِ پنہانش آرد انقلاب

ماہ تاب از پرتوِ خُلقش بہ گردوں جلوہ ریز
اکتسابِ نُور از عکسِ رُخش کرد آفتاب

ہم جمالِ اُوست در نظّارہ فردوسِ نگاہ
ہم خیالِ اُوست اوہامِ غلط را سدِّباب

باطنِ اُو حکمت آبادِ عُلُومِ مِنْ لَدُن
جانِ اُو خلوت سرائے نکتہ ہائے مُستطاب

هر که سازد نامِ اُو وردِ زبان و حرزِ جاں
تا قیامت رُوحِ اُو گردد طمانیت مآب

حُبِّ اُو در سینۂ اربابِ ایمان و یقیں
بُغضِ اُو اندر نهادِ بے ضمیرانِ خراب

هر که دارد ربطِ قلب و ذهن با آں خیرِ محض
راست گویم کُو نمی گردد معاصی ارتکاب

چهرۂ نَہجُ البلاغت از فروغش مُستنیر
آں کلیمِ طُورِ تبیاں ، آں خطیبِ لا جواب

مرحبا ، آں مصدرِ علم و معانی دستگاه
حبّذا آں رمز آگاهِ زبانِ وحیِ ناب

آں ادا فهمِ مزاجِ حضرتِ خیرُ الورٰیؐ
آں به خلوت رازدارِ صاحبِؐ اُمُّ الکتاب

ضَوفگن در پیکرش اطوار و اخلاقِ نبیؐ
ز آنکه باشد ماهِ تاباں ، جانشینِ آفتاب

بے عطائے اُو ، عبارت هائے ما ، نا معتبر
بے وِلائے اُو عبادت هائے ما ، نا مُستجاب

آبرو خواهی ، جبیں بر عَتبۂ پاکش بِنه
قُربِ حق جُوئی ، رُخ از درگاهِ والایش ، متاب

از رهِ طاعت رِضائے حیدرِؑ کرّار جُو
تا نصیرت باد محبوبِؐ خدا ، روزِ حساب

بحضورِ
القرغامُ السّالب ، اسدُ اللہِ الغالب
سیّدنا حضرت **علیؓ ابن ابی طالب** کرّمَ اللہ وجہہ الکریم

کیوں عقیدت سے نہ میرا دل پُکارے یا علیؓ
جس کے ہیں مولا محمدؐ ، اُس کے ہیں مولا ، علیؓ
جس گھڑی اللہ کے گھر میں ہوئے پیدا علیؓ
ذرّہ ذرّہ با ادب ہو کر پُکارا ، یا علیؓ
بے نظیر اُن کی شجاعت ، بے مثال اُن کی سخا
ہے زمانے کا یہ نعرہ لا فتیٰ اِلّا علیؓ
جاں نثارانِ محمدؐ کے کئی القاب ہیں
عِلم کا دروازہ کہلائے مگر ، تنہا علیؓ
مرحَب و عنتر گرے جس کے خدائی زور سے
مردِ حق ، شیرِ خدا ، خیبر کُشا ، مولا علیؓ

شاہِ مرداں ، قوّتِ بازو رسُولؐ اللہ کے
کیوں بھلا ہوتے کسی میدان میں پسپا ، علیؓ
جان و دل سے تھے عزیز ، اللہ کے محبوبؐ کو
شبّرؓ و شبّیرؓ و حضرت فاطمہ زہرؓا ، علیؓ
آ گئیں نقش و نگارِ زندگی میں رونقیں
صدقِ نیّت سے جو لوحِ دل پہ لکھا یا علیؓ
خیبر و خندق میں دُشمن کا صفایا کر دیا
جوہرِ مردانگی دِکھلا گئے کیا کیا علیؓ
جرأت و ہمّت میں تُم ہو آپ ہی اپنا جواب
مادرِ گیتی نہ پیدا کر سکی تُم سا علیؓ
دل گرفتہ ہُوں غم و آلام کی یلغار سے
اِس طرف بھی اِک نظر ہو اے مِرے آقا ، علیؓ !
جن کے چہرے پر نظر کرنا عبادت ہے نصیرؔ !
وہ حدیثِ مصطفٰےؐ کی رُو سے ہیں ، مولا علیؓ

مسدّس در ولادتِ
اَلضِّرغامُ الغالب، اَسَدُ اللّٰہِ الغالب
امیرُ المؤمنین، علیؓ ابنِ ابی طالب

گنبدِ آفاق میں روشن ہُوئی شمعِ نجات
لہلہائی ہے زلفِ لیلائے رُموزِ شش جہات
کُھل رہا ہے آسماں پر غُرفۂ ذات و صفات
اُٹھ رہا ہے بُرقعِ سَلمائے رُوحِ کائنات

زندگی، علم و فراست کا مزا چکھنے کو ہے
فرش پر افلاک کی عظمت، قدم رکھنے کو ہے

آسماں نکھرا، اُبھرتا آ رہا ہے آفتاب
اُٹھ رہا ہے رُوئے اَسرار و حقائق سے نقاب
کُھل رہی ہے ذہن پر ادراک و عرفاں کی کتاب
کہہ رہی ہے زندگی، یا لَیتَنِی کُنتُ تُرابؓ

عارفوں کو مُژدہ، شاہِ عارفاں آنے کو ہے
اے زمیں سجدے میں گر جا! آسماں آنے کو ہے

اُس کے آتے ہی نُبوّت کا نشاں کُھل جائے گا
عُقدۂ دیرینۂ رُوحِ جہاں کُھل جائے گا
قُفلِ ایوانِ اُمُورِ این و آں کُھل جائے گا
گنجِ فِکر و بابِ اَسرارِ نہاں کُھل جائے گا

فاش کر دے گا رُمُوزِ اندک و بسیار کو
کھول دے گا غُرفہ ہائے ثابت و سیّار کو

ؓ یہاں آیۂ کریمہ یا لیتنی کنت ترابا کے بجائے حدیث شریف کے الفاظ قُم یا ابا تُراب کے مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے مصرع پڑھا جائے۔ نصیر

لو وہ دمکا مطلعِ صدق و صفا پر آفتاب
آسمانِ عقل و دانائی پہ وہ جُھومے سحاب
لو وہ آیا صاحبِ سیف و قلم گردوں جناب
مرحبا وہ آئے بزمِ آب و گِل میں بُوترابؓ

لو، وہ لوحِ دَہر پر نقشِ جَلی پیدا ہُوا
نوعِ انساں کو مبارک ہو ! علیؑ پیدا ہُوا

آپ کے آتے ہی بدلا، زندگی کا ہر نظام
ہو گیا دُنیا میں لُطفِ خاص سے، فیضانِ عام
پیشوائی کا کیا کعبہ نے از خود اہتمام
بادۂ صدق و صفا کے آ گئے گردش میں جام

عقل کے کانٹے پہ اسرارِ نہاں تُلنے لگے
لیلیٰ افکار کے بندِ قبا کُھلنے لگے

ٹھیکروں میں تابشِ تاجِ کیانی آ گئی
پھر زمیں میں آب و تابِ آسمانی آ گئی
از سرِ نَو خونِ ہستی میں روانی آ گئی
مِصر پھر جُھوما، زُلیخا پر جوانی آ گئی

لیلیٰ آفاق پر برنائیاں چھانے لگیں
شاہدِ اطلاق کو انگڑائیاں آنے لگیں

فکر کی کلیوں کو ذہنوں میں چٹکنا آ گیا
عندلیبِ مُہر بر لب کو، چہکنا آ گیا
بزمِ ہُو میں جامِ وحدت کو کھنکنا آ گیا
شاخ کو ہِلنا، صنوبر کو لچکنا آ گیا

لیلیٰ حُسنِ تکلّم کو عمّاری مِل گئی
خسروِ معنیٰ کو لفظوں کی سواری مِل گئی

کاکُلِ لیلائے فطرت کو سنورنا آ گیا
شانۂ خوباں پہ زلفوں کو بِکھرنا آ گیا
علم کے لہجے کو رُوحوں میں اُترنا آ گیا
نُطق کو الفاظ کی صورت اُبھرنا آ گیا

چُومنے ہفت آسماں پائے زمیں آنے لگے
تحفۂ یزداں لیے روحُ الامیںؑ آنے لگے

بِنتِ جَودت کو قبا کے بند کَسنا آ گیا
ابرِ نیساں کو گُلستاں پر برسنا آ گیا
دشت گُلشن بن گئے، شہروں کو بَسنا آ گیا
پا بہ گِل نخلِ تمنّا کو اُکسنا آ گیا

عرش کی تنویر سے معمور فرشِ خاک ہے
آشنا حُسنِ تمدّن سے، خس و خاشاک ہے

خیمۂ دانشوری میں عُود سُلگایا گیا
زمزموں کا، موتیوں کا، ابر برسایا گیا
شعر و نغمہ کو حسین آہنگ پر لایا گیا
حُورؔ کو وجد آئے جس پر راگ وہ گایا گیا

نو عروسِ ذہن کو رنگِ حنا سجنے لگا
زندگی جُھومی، کڑے سے جب چَھڑا بجنے لگا

جنّتِ ادراکِ انسانی کے دَر کھولے گئے
عقل کی میزاں پہ انوارِ حِکَم تولے گئے
فرشِ دانائی پہ حکمت کے گُہَر رولے گئے
دیدۂ فطرت میں رنگِ افکار کے گھولے گئے

ضربتِ حق سے، ضلالت کا مَنارہ گر گیا
شیطَنَت کی آگ پر دَم بھر میں پانی پھر گیا

---

[1] یہ عربی زبان کا لفظ ہے 'حُوراءُ' کی جمع ہے، مگر اکثر اہلِ علم بھی اسے بطورِ واحد باندھتے اور حوریں اس کی جمع سمجھتے ہیں۔ جو غلط ہے۔ کیوں لفظِ حُور خود جمع ہے اور اس کا واحد حُوراءُ ہے لہٰذا اسے حُوریاں، حوریں یا حُوراں باندھنا بالکل ہی غلط ہے۔ پنجابی والے باندھتے تو باندھتے رہیں کم از کم اُردو والوں کو ایسی صریح غلطی زیب نہیں دیتی۔

آ گہی کے بام پر اُودی گھٹا چھانے لگی
زُلف ، علم و فکر کے شانے پہ لہرانے لگی
شہپرِ جبریلؑ کی مہکی ہَوا آنے لگی
لو ، کمر زُہرہ کی لچکی ، مُشتری گانے لگی

زمزمے صحنِ ہُنر مندی پہ برسائے گئے
مُرکیوں کو موتیوں کے ہار پہنائے گئے

کشتیٔ دریائے دانائی کو لنگر مِل گیا
علم کی دیوی کو آشاؤں کا زیور مِل گیا
ہاتھ کو کنگن مِلا ، ماتھے کو جُھومر مِل گیا
موجۂ گفتار کو اندازِ کوثر مِل گیا

تیرگی میں دولتِ بیدار پیدا ہو گئی
علم کی پازیب میں جھنکار پیدا ہو گئی

نوعِ انسانی کو اندازِ تکلُّم آ گیا
وہ تکلُّم ، جس سے باتوں میں تحکُّم آ گیا
وہ تحکُّم ، جس سے لہجوں میں ترنُّم آ گیا
وہ ترنُّم ، جس سے موجوں میں تلاطُم آ گیا

وہ تلاطُم ، جس سے پیغامِ صبا آنے لگا
وہ صبا ، جس میں پرِ جبریلؑ لہرانے لگا

فطرتِ ہر شے میں مولائی مہک پیدا ہُوئی
پھُول کے لہجے میں بھنورے کی بِھنک پیدا ہُوئی
کونپلوں میں بُو ، ہَواؤں میں سنک پیدا ہُوئی
بادلوں میں گُونج ، گردُوں پر دھنک پیدا ہُوئی

زُلفِ ایماں ، شانۂ ہستی پہ لہرانے لگی
زندگی ایقان و آگاہی پہ اِٹھلانے لگی

نا خدائے کشتیِٔ جُود و کرم پیدا ہُوا
نازشِ توقیرِ اربابِ ہِمم پیدا ہُوا
خسروِ اقلیم قرطاس و قلم پیدا ہُوا
پاسبانِ عزّ و ناموسِ حرم پیدا ہُوا

گُلشنِ اطلاق سے بادِ بہاری آ گئی
جُزو کے میدان میں، کُل کی سواری آ گئی

خاتمِ ناموسِ حکمت کا نگیں پیدا ہُوا
جانشینِ انبیاء و مُرسلیں پیدا ہُوا
قاسمِ عرفان و ایمان و یقیں پیدا ہُوا
افتخارِ اوّلین و آخریں پیدا ہُوا

اپنی رَو میں سینکڑوں دُر ہائے جاں رولے ہُوئے
صبح حاضر ہو گئی گُھونگٹ کے پَٹ کھولے ہُوئے

اشجعِ عالَم، خطیبِ نکتہ ور پیدا ہُوا
شارحِ علمِ نبیؐ، صاحبِ نظر پیدا ہُوا
بحرِ عرفانِ الٰہی کا گُہر پیدا ہُوا
مفتیِ دانا، فقیہِ معتبر پیدا ہُوا

بربطِ صوت و صدا میں زیر و بم پیدا ہُوئے
پھر نگارِ علم کی زُلفوں میں خَم پیدا ہُوئے

آسمانِ حق پہ بجلی کی چمک پیدا ہُوئی
دل میں انساں کے، صداقت کی دھمک پیدا ہُوئی
جانبِ خورشید ذرّوں میں ہُمک پیدا ہُوئی
چہرۂ نہجُ البلاغت پر دَمک پیدا ہُوئی

زندگی پیمانۂ اسرار کو بھرتی ہُوئی
خیمۂ حکمت میں در آئی، نِرت کرتی ہُوئی

ابرِ حکمت بن کے کشتِ جَہل پر چھاتا ہُوا
ہر طرف بڑھتا ، ہُمکتا اور لہراتا ہُوا
پُھولتا ، پھلتا ، مہکتا ، پُھول برساتا ہُوا
گُونجتا ، گِھرتا ، گرجتا ، جُھومتا ، گاتا ہُوا

آ گیا رُوحُ الامیںؑ عِلم ، پَر تولے ہُوئے
بُت کدوں کو توڑتا ، کعبے کا دَر کھولے ہُوئے

رُوحِ پیغمبرؐ کی تھی ذاتِ علیؑ آئینہ دار
وہ علیؑ ، جس سے ہے گُلزارِ نبوّت پُر بہار
عِلم کا در ، ملکِ قرطاس و قلم کا شہر یار
عسکریّت کا پیمبر ، عِلم کا پروردگار

جس کے ذوقِ جُود پر ، فضل و عطا کو ناز ہے
جس کے اندازِ شجاعت پر ، خدا کو ناز ہے

رن میں یہ صورت کہ جیسے غیظ میں شیرِ ژیاں
تیغ در دست و رَجَز خواں ، ضرب اُسکی بے اماں
آسماں گیر و زمیں کوب و عَدُو سوز و دواں
شعلہ ریز و برق بار و شب سوار و صبح راں

توسنِ چالاک سے فرشِ زمیں کو رَوندتا
برق کے مانند لہراتا ، لپکتا ، کَوندتا

وہ علیؑ ، مشہور ہے جس کا یہ قولِ مُستطاب
"یافَتیٰ لَا تُبطِلِ الاَوقَاتَ فِیْ عَہدِ الشَّبابْ"
گوہرِ خود آگہی از بحرِ عرفانش بیاب
اِجْتَنِبْ مَا یُوْقِعُ التَّشکِیْکَ فِیْ اَمرِ الصَّوَابْ

آدمیّت کا جہاں میں بول بالا کر دیا
بندۂ ناچیز کو ادنیٰ سے اعلیٰ کر دیا

مسند آرائے سریرِ معرفت ، صہرِ رسولؐ
والدِ سبطینؓ و جانِ اولیاؒ ، زوجِ بتولؓ
جعفرِ طیّار کا بازو ، ابُوطالب کا پُھول
سب سے پہلے جس نے بچپن میں کیا ایماں قبول

ڈھونڈلی جس نے حقیقت اُس کے قیل و قال کی
دھو گیا ہے وہ ، سیاہی نامۂ اعمال کی

اے شکوہِ نُہ سپہر ! اے عظمتِ لوح و قلم
دستگیرِ بے کساں ، دارائے گیہانِ کرم
مقتدٰی ، نجمُ الھدٰی ، شیرِ خدا ، شمسُ الظُّلَم
منبعِ بذل و سخا ، تنویرِ عرفان و حِکَم

سنگ پر ڈالی نظر ، لعلِ بدخشاں کر دیا
تُو نے ظلمت میں قدم رکّھا ، چراغاں کر دیا

آشکارا تجھ پہ کی ، اللہ نے ہر ایک شَے
نام سے تیرے دہلتا ہے دلِ دارا و کَے
حوضِ کوثر کی چھلکتی ہے ترے ساغر سے مَے
فاتحِ رُوم و سمرقند و تتار و شام و رَے

کون ٹھہرے گا ، امامُ الاولیا کے سامنے
با ادب اہلِ صفا ہیں ، مُرتضٰےؓ کے سامنے

مدّتوں روتی ہے چشمِ حسرتِ اہلِ چمن
سالہا رہتے ہیں گریاں ، دیدۂ چرخِ کُہَن
پھر نظر آتا ہے ایسا ایک نخلِ گُل بدن
"بایزیدؒ اندر خراساں ، یا اُویسؓ اندر قرن"

زندگی رہتی ہے برسوں ، غوطہ زن در خاک و خُوں
"تا ز بزمِ عشق ، یک دانائے راز آید بُروں"

اے خداوندانِ دولت ! خسروانِ کج کلاہ
تا بہ کے یہ آرزوئے طُمطراق و حُبِّ جاہ
کر دیا ہے تم کو دُنیا کی محبّت نے تباہ
دُشمنِ دینِ مُبیں ہو ، کفر کے ہو خیرخواہ

کعبہ ہے ایوانِ حکمت ، قصرِ دولت دَیر ہے
دانش و دینار میں باہم ازل سے بَیر ہے

جہل سے کب تک اُٹھاؤ گے طبیعت کا خمیر
تا بہ کَے طینت کو رکھو گے ضلالت کا اسیر
تا بہ کَے زندہ رہو گے تم جہاں میں بے ضمیر
حشر تک رہنا ہے کیا دنیا کی نظروں میں حقیر ؟

تا بہ کَے دستار اپنوں کی اُچھالی جائے گی
اپنی عزّت غیر کی جھولی میں ڈالی جائے گی

ہم ہیں اہلِ فن ، ہمیں کوئی مٹا سکتا نہیں
کوئی اِن اُونچے مَناروں کو گرا سکتا نہیں
کوئی ہم اہلِ خرد کے سَر جُھکا سکتا نہیں
کوئی دانش کے چراغوں کو بُجھا سکتا نہیں

سرنگوں ہے خسروی اہلِ حِکَم کے سامنے
گردنِ شمشیر جُھکتی ہے ، قلم کے سامنے

ہم ہیں رندانِ حق آگاہ و شرافت آشنا
طبعِ عالی سے ہماری ، دُور ہے حرص و ہَوا
ہے صراطِ مُستقیم اپنے لیے راہِ خدا
حشر برحق ، شافعِ محشر محمد مصطفٰے

ہے تہِ دل سے نصیرؔ آلِ محمدؐ پر نثار
لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی، لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالفِقَار

بحضورِ خواجۂ بزرگ

بحضور الضّرغام السّالب اسدُ اللہِ الغالب علیؓ ابنِ ابی طالب

منظر فضائے دہر میں سارا علیؓ کا ہے
جس سمت دیکھتا ہوں ، نظارا علیؓ کا ہے

دنیائے آشتی کی پھبن ، مجتبیٰ حسنؓ
لختِ جگر نبیؐ کا تو پیارا علیؓ کا ہے

ہستی کی آب و تاب ، حسینؓ آسماں جناب
زہراؓ کا لال ، راج دُلارا علیؓ کا ہے

مرحب دو نیم ہے سرِ مقتل پڑا ہوا
اُٹھنے کا اب نہیں کہ یہ مارا علیؓ کا ہے

کُل کا جمال جُزو کے چہرے سے ہے عیاں
گھوڑے پہ ہیں حسینؓ ، نظارا علیؓ کا ہے

اے ارضِ پاک! تجھ کو مبارک کہ تیرے پاس
پرچم نبیؐ کا ، چاند ستارا علیؓ کا ہے

اہلِ ہوس کی لُقمۂ تر پر رہی نظر
نانِ جویں پہ صرف گزارا علیؓ کا ہے

تم دخل دے رہے ہو عقیدت کے باب میں!
دیکھو! مُعاملہ یہ ہمارا علیؓ کا ہے

ہم فقر مست ، چاہنے والے علیؓ کے ہیں
دل پر ہمارے صرف اجارا علیؓ کا ہے

آثار پڑھ کے مہدیِ دوراں کے یوں لگا
جیسے ظُہور وہ بھی دوبارا علیؓ کا ہے

دنیا میں اور کون ہے اپنا بجز علیؓ
ہم بے کسوں کو ہے تو سہارا علیؓ کا ہے

اصحابی کالنُّجوم کا ارشاد بھی بجا
سب سے مگر بلند ستارا علیؓ کا ہے

تُو کیا ہے اور کیا ہے ترے علم کی بِساط
تجھ پر کرم نصیرؔ یہ سارا علیؓ کا ہے

بحضورِ

سیدۃُ نساءِ العالمین، خاتونِ جنّت، بنتِ خیرُالوریٰ

حضرت فاطمۃُ الزّہرا سلام اللہ علیہا

کیوں کر نہ ہوں معیارِ سخا فاطمہ زہرؑا
ہیں دخترِ محبوبِ خدا فاطمہ زہرؑا

ہیں نورِ محمدؐ بخدا، فاطمہ زہرؑا
محشر میں ہیں رحمت کی گھٹا فاطمہ زہرؑا

مادر ہیں وہ زینبؑ کی حسینؑ اور حسنؑ کی
ہیں آلِ محمدؐ کی رِدا فاطمہ زہرؑا

پُوچھا جو کسی نے کہ ہیں خاتونِ جِناں کون ؟
آہستہ سے رضواں نے کہا، فاطمہ زہرؑا

ایک ایک نظر حاملِ صد لُطف و کرم ہے
ہیں وارثِ فیضان و عطا فاطمہ زہرؑا

نام اُن کا ہے اکسیر پئے ردِّ بلیّات
ہیں درد کی میرے بھی دوا فاطمہ زہرؑا

اوصافِ حمیدہ میں وہ ممتاز ہیں سب سے
ہیں جُملہ خواتیں سے جُدا فاطمہ زہرؑا

دیتی ہے وفائے حَسَنَینؑ اِس کی شہادت
ہر لمحہ تھیں راضی بہ رِضا فاطمہ زہرؑا

اب تو ہے نصیرؔ اُن سے عقیدت کا یہ عالَم
ہر حال میں ہے وِرد مِرا "فاطمہ زہرؑا"

در مدحِ

جگر بندِ رسولؐ، نُورِ چشمانِ علیؓ و بتولؓ خلیفۂ پنجم، ملقّب بہ اِبنی ھٰذا سیدٌ

حضرت امامِ حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

زمیں سے تا بہ فلک ہر طرف صدائے حسنؓ
بُلند و برتر و بالا ہُوا، لِوائے حسنؓ

ازل سے میرے مقدّر میں ہے وِلائے حسنؓ
رہے گی سایہ فگن تا ابد رِدائے حسنؓ

وہ ذاتِ پاک ہے ابنِ علیؓ و سِبطِ نبیؐ
مِری نگاہ کا سُرمہ ہے خاکِ پائے حسنؓ

خدا کا شکر، مِرے دل کی زیب و زینت ہے
جمالِ مصطفویؐ، رُوئے دل کُشائے حسنؓ

لبوں پہ زہرِ ہلاہل کا کوئی ذکر نہ تھا
اُٹھا جو درد جگر سے، تو مسکرائے حسنؓ

یہ حال ہے مِرے دل کا بہ فیضِ شاہؐ ہُدٰی
کبھی حسینؓ پہ قرباں، کبھی فدائے حسنؓ

ہو کیوں نہ منزل جذب و سلوک زیرِ قدم
کہ غوث پاکؓ ہیں، اولادِ با صفائے حسنؓ

نقیب امن و اماں کا لقب ہُوا، سیّد
فساد و فتنہ مٹانا تھا مدعائے حسنؓ

رہے خلیفۂ پنجم وہ چھ مہینے تک
علیؓ کے بعد حسنؓ کو مِلی، یہ جائے "حسنؓ"

بنو اُمیّہ زَر و جاہ کے حریص اُدھر
اِدھر یہ حال، کہ دنیا تھی زیرِ پائے حسنؓ

قبائے سبز، شہادت کی اک علامت تھی
شجر شجر کی زباں پر ہے ماجرائے حسنؓ

غنا و فقر، قدم بوس ہو گئے اُس کے
میسّر آئی جسے، دولتِ ولائے حسنؓ

عجب نہیں کہ مجھے خُلد میں جگہ مِل جائے
بہ فیضِ سروَرِ کون و مکاں، برائے حسنؓ

کسی بھی شے کی کمی ہے، نہ آرزو، نہ طلب
نصیؔر! فضلِ خدا سے ہُوں مَیں، گدائے حسنؓ

در مدحِ

حُسین ابنِ علی رضی اللہ عنہ

عارف بود کسے کہ دلش نسبتِ وِلا
دارد بہ مُصطفٰی و بہ اولادِ مُصطفٰی

باشد نثارِ خواجۂ کونین و بُوترابؓ
سرشارِ مِہرِ حضرتِ زَہرؓا و آلِہا

مصداقِ فضلِ آیۂ تطہیر، بالخصوص
زہرؓا و حیدرؓ و حَسَنَینؓ اند و مُجتبٰیؑ

اقطاب و اولیائے جہاں، خاکِ ایں دراند
گُسترُدہ دامنِ طلب از بہرِ مدّعا

از رُوئے نَص، بہ گُفتۂ احمدؐ تعرُّضے
باشد ضلال و سَفسَطَہ، بے ریب و بے مِرا

سرمایۂ نجات بود حُبِّ اہلِؑ بیت
صد مرحبا بہ جانِ مُحِبّانِ با صفا

خواہی گر التفاتِ پیمبرؐ بہ رُستخیز
از صدقِ دل نَخُست بہ آلش کُن التجا

ہر گز کسے بہ آلِؑ محمدؐ نمی رسد
علاّمہ گر بود وَ گر از خیلِ اولیا

آئی اگر بہ کین و عداوت، بِرو! بِرو!
داری اگر مَودّتِ آلش، بیا بیا

اے ہم نشیں ادب! کہ ترا از صمیمِ دل
رانم سخن بہ مدحتِ شبّیرؓ، برملا

آں سِبطِ مُصطفٰی و جگر پارۂ علیؓ
پُورِ بتولؓ و وراثِ پیغامِ انبیاؑ

آں تشنہ لب کہ آبِ رُخِ دیں، زخُونِ اُوست
آں میرِ کاروانِ شہیدانِ پارسا

آں مُنتَسِب، بہ کوکبۂ صولتِ علیؓ
آں مُنتخَب، بہ منصبِ ابلاغ و اہتدا

آں از پئے تحفّظِ اِلّا ، حصارِ حق
آں سر بُرندہَ صفِ باطل ، بہ تیغِ لا

از جوئے خوں بہ دہراساسِ یقیں نہاد
ہستیم زیرِ منّتِ سلطانِؑ کربلا

آں ماہِ ضَوفشان و ضیا پاش و جلوہ ریز
آں صبحِ نُور و مہرِ درخشانِ اِرتضا

اوجِ شرف نگر! کہ پیمبرؐ ز راہِ لُطف
ارشادکرد لَحمُکَ لَحمِی بہ مرتضےؓ

یعنی کہ ہست جسمُکَ جسمِی بہ فرع واصل
گویا منم تو و تو منَی ، جان و جسم را

گر خاتمِ رسالت و وحیمَ من اے علیؓ !
ہستی ولایتِ ازَلی را تو مُنتہیٰ

از نسبتِ سیادتِ منَ ، افضلُ الانام
ہست آلِ تو ز فاطمہؓ مخدومۃُ النّسا

گر سیّدِ خلائق و سردارِ عالَم
آلِ من است برترِ خَلق ، ازرہِ عُلا

بنگر ! بہ شان وعظمتِ لختِ دلِ بتولؑ
بِشنو ! بحِقّ اُو ، سخنِ سیّدُ الورٰی

آں قِدوۃُ الاُمَمَ بہ مُہمّاتِ صبر و شکر
آں غایۃُ الہِمَمَ بہ ہجومِ غم و بلا

آں نقطہَ عُروجِ تہوّر ، بہ رزم گاہ
آں بہرِ مؤمناں ، ہمہ پیرایہَ وفا

نُورِ احَدَ ، فروغِ صمَدَ ، مِشعلِ ابَدَ
مِشکوٰۃِ لُطف ، شمعِ کرم ، نیّرِ سخا

برہانِ صِدق ، حُجّتِ آخر ، دلیلِ حق
منشورِ آدمیّت و دستورِ ارتقا

شانِ وُجود، رنگِ شُہود، آبروئے جُود
سُلطانِ فضل ، شوکتِ دِیں، نازشِ گدا

حق نازہ حق طراز وحق آغاز وحق مآل
حق شان وحق نشان وحق اعلان وحق ادا

حق اصل وحق جبلّت وحق دار وحق مدار
حق مست وحق پرست وحق آراوحق نُما

بنیادِ صبر ، قصرِ تحمّل ، اساسِ ضبط
مِقدامِ رزم، بابِ ظفر ، ضیغمِ وَغا

میزانِ فکر ، گنجِ معارف ، ریاضِ اُنس
مرقاتِ فہم ، عرشِ خرد ، سالکِ رسا

اکسیرِ فیض ، نُسخۂ رحمت ، بقائے فرد
عُنوانِ عشق ، عنصرِ دانش ، ادب قبا

مِقیاسِ علم ، جوہرِ بینش ، مفادِ محض
فخرِ سَلَف ، مدارِ شرف ، محورِ ثنا

تسنیمِ فیض ، غوثِ مِلَل ، داعیِ عمل
نقشِ اَزَل ،بہارِ اَبَد ، موجۂ بقا

عالی نژاد ، کشورداد ، اصدقُ العِباد
میموں حَسَب ، رفیع نَسَب ، جوہرِ صفا

موسیٰ ہِمَم، خلیلؑ حَشَم ، مُرتضیٰؑ کرم
یُوسفؑ لِقا، مسیحؑ ادا ، احسنُ القضا

تفصیلِ مجد، مُہرِ نجابت ، مطافِ عقل
میقاتِ عزم ، طُورِ یقیں ،مَشعرِ ھُدیٰ

مفہومِ فقر ، قامعِ جبر ، آسمانِ صبر
طُغرائے حُسن، رونقِ ہوش ، اَرْفَعُ اللِّوا

فردوسِ ناز ، قُرّۃُ عَینی و سَیّدی
یعنی حُسینؑ ، وارثِ فیضانِ ھَلْ اَتیٰ

خَتمُ الرُّسُلؐ ، حُسینؑ و حُسنؑ حیدرؑ وبتولؑ
نازم کہ نسبت است بہ ایں پنجتن مَرا

اے نُورِ چشمِ حیدرِؑ کرّار ! یک نظر
اُفتادہ ام بہ خاکِ تو ، رُوحِی لَکَ الفِدا

پس خوردۂ سگانِ درِ تُست رزقِ من
حاشا ، اگر نگاہ کُنم سُوئے اَغنیا

حُبِّ نبیؐ و آلِ نبیؐ از ازل نصیرؔ !
فضلِ خُدااست ذَالِکَ یُؤتِیہِ مَن یَّشَا

در مدحِ
سِبطِ رسولِ مُطلبی، حسین ابنِ علی رضی اللہ عنہ

سِبطِ شہِؐ دیں، نازِ حسنؑ، پیکرِ تنویر
شاخِ شجرِ قُدس و چمن زادۂ تطہیر

زائیدۂ آں خانہ کہ ہر طفلِ کریمش
جسمیست کہ از رُوحِؑ امیں آمدہ تصویر

پروردۂ آں خانہ کہ ہر جامِ سفالش
در میکدۂ رحمتِ حق، رشکِ قواریر

منزل گہِ آں نُورِ منزّہ کہ درخشید
بر ایمن و فاران و سرِ قُلّۂ ساعیر

بر مزرعِ حق ہستیٔ او ابرِ مَطیرے
بر خرمنِ باطل، نگہش شعلۂ تسعیر

در صدق و صفا، صبر و رِضا، بذل و شجاعت
ہم پایہ ندارد بہ نہاں خانۂ تقدیر

حُسنش بہ نظر شمعِ فروزاں سرِ آفاق
قولش بہ عمل صُورتِ آیات بہ تفسیر

در سیلِ مصائب بہ لبش موجِ تبسّم
از خونِ شہادت بہ رُخش غازۂ توقیر

تسلیم و رِضایش سِپرِ یُورشِ آفات
خسخانۂ باطل، ہدفِ گرمیٔ تقریر

در رزمِ حریفانِ جفا، سیفِ یدُاللہ
در بزمِ ندیمانِ وفا، قاصدِ تبشیر

بر فرقِ محبّانِ نبیؐ، سایۂ رحمت
دربارۂ اعدائے خدا، آیۂ تعزیر

بر شاہرگِ اہلِ ستم نشترِ تعذیب
بر زخمِ دلِ غم زدگاں، مرہمِ تجبیر

تا قُربتِ حق، ذاتِ گرامیش وسیلہ
از واسطہ اش حرفِ دُعا محرمِ تاثیر

سرمایۂ دیں، واقفِ اسرارِ نبوّت
سرکردۂ اربابِ وِلا، صدرِ نحاریر

بر منزلِ عشقے کہ رسیدہ، نہ رسد کس
با آہِ سحر گاہی و بانالۂ شب گیر

از عرش سرِ عزّتِ آں شاہ، فراتر
بر فرش بہ بُردند سرش راپئے تشہیر

در تشنگیٔ روزِ جزا، ساقیٔ کوثر
در فتنہ گہِ کرب و بلا، تشنہ و دل گیر

گہ سر بہ سجود است و گہے قامعِ اعدا
گہ حمد بہ لب، گہ بہ زباں نعرۂ تکبیر

با تذکرۂ معرکہ آرائیِ تیغَش
رُودادِ شُجاعاں، ہمہ افسون و اساطیر

گوئی، بہ کف آورد قضا تیغِ دو دَم را
تازد چو بہ میدانِ وغا دست بہ شمشیر

آید چو بہ انبوہِ حریفانِ سبک سَر
گوئی، بہم آویختہ شہباز و عصافیر

در مَعرضِ جُودش بہ پرِ کاہ نیرزد
لعل و گہر و دِرہم و دینار و قناطیر

ہنگامِ جہاں پروریٔ دستِ نوالش
گنجینۂ زر نیست بہ جُز ارزشِ قِطمیر

زآب و گِلِ فقر آمدہ تخمیرِ وُجودش
بر سطوتِ شاہی نگرد از رہِ تحقیر

گردِ رہِ اُو، سُرمۂ اربابِ بصیرت
ہر ذرّہ ز خاکِ درِ اُو ذُروۂ توقیر

اسلام، حصاریست مَصُوں از ہمہ آفات
کز خونِ حسینؓ ابنِ علیؓ یافتہ تعمیر

بحضورِ

نورِ بتولؓ، وارثِ شانِ رسولؐ

سیّدُ الشُّہداء سیّدنا **امام حسین** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حُسینؓ ، گلشنِ تطہیر کی بہارِ مُراد
حُسینؓ ، غیرتِ اسلام ، آبرو ایجاد

شعارِ مصطفویؐ ، جس کے فکر کی بنیاد
شعورِ دینِ محمدؐ ، حُسینؓ کا ارشاد

ہجومِ لشکرِ باطل ، سپاہِ ابنِ زیاد
حُسینؓ ، حق کے نگہبان ! ہر چہ بادا باد

فزود ز اشکِ اسیراں ، شماتتِ صیّاد
بزادگانِ بہاری درِ قفس نہ گشاد

وزید در چمنِ کربلا ، نسیمِ کرم
خرامِ نگہتش ایزد بہ دُشمناں مرساد

یزید ، قبر کی ظلمت ، حسینؓ نورِ زمیں
حسینؓ ، علم و عدالت ، یزید ، استبداد

حسینؓ ، وارثِ خیر و یزید ، وارثِ شر
حسینؓ ، عشق و متانت ، یزید ، جہل و فساد

حسینؓ ، فرحتِ اہلِ وفا ، دمِ ایفا
یزید ، ماتمِ اہلِ ریا ، پسِ بیداد

کہیں ہے ظلم و تشدّد ، کہیں ہے صبر و رِضا
کوئی نشاط میں غلطاں ، کسی کا گھر برباد

حسنؓ ، حسینؓ کی توصیف ، مختصر یہ ہے
نقیبِ امن و نگہبانِ عظمتِ اجداد

یہ گود وہ ہے کہ جس میں پَلی حُسینیت
جنابِ سیّدہؓ کو دیجیے مبارک باد

اجَل کی دھوپ میں اُس کا وہ سجدۂ آخر
وہ تشنگی ، وہ تمازت ، وہ تیغۂ جلّاد

ہر امتحان میں شبیرؑ کا یہ حال رہا
خدا کا ذکر ، خدا سے وفا ، خدا کی یاد

بہ حدِّ ظرفِ خرد ، کم نظر نے مان لیا
سمجھ تو آئی ہے ، لیکن بہ قدرِ استعداد

سِکھا گئے ہیں زمانے کو حُرّیت کا سبق
حسینؑ ، عزم و تدبُّر کے بے نظیر اُستاد

نَفَس نَفَس ہے نگاہوں میں شیوۂ تسلیم
نہ کوئی فکرِ اقارب ، نہ کچھ غمِ اولاد

خدا کی راہ میں عزمِ حسینؑ کیا کہنا
اِس اہتمام سے کرتا ہے کون ، گھر برباد

وہ جن کی ماں ہیں ، محمدؐ کی بِنتِ نیک اختر
وہ جن کے باپ ہیں ، خیرُ الانام کے داماد

لرز لرز کے فنا ہو گئی یزیدیّت
حُسینیت نے ہِلا دی غرور کی بنیاد

ہر اک ستم کا ہدف تھے ، حُسینؑ ابنِ علیؑ
وہ ظلم و جورِ مسلسل ، وہ دم بہ دم افتاد

خلافِ اہلِ تعدّی ، جہاد واجب ہے
یہ دے گیا ہے پیام ، ایک بندۂ آزاد

زہے کرم ، بمن آورد بُوئے خاکِ درش
بود ہمیشہ بشارت گہِ صبا ، آباد

ہزار ہا صلوٰت و ہزار تسلیمات
بروحِ سیّدِ کونین و آلہِ الامجاد

نصیرؔ کیوں نہ ہو ایسے امام کا پیرو
کہ سر بداد و بدستِ یزید ، دست نداد

بحضورِ

امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لاکھ نالہ و شیون ، ایک چشمِ تر تنہا
ہے حسینؓ کے غم میں اشک معتبر ، تنہا

دینِ حق پھلا پھُولا جس کے سائے میں رہ کر
دشتِ کربلا میں تھا ایک وہ شجر ، تنہا

کاروانِ شبّیری فرد تھا شجاعت میں
فوج کے مقابل تھے ، لوگ بے خطر ، تنہا

ہے حسینؓ کو حاصل قُربتِ نَسَب اُس کی
فرش سے ہوا جس کا ، عرش تک گُزر ، تنہا

عرصۂ شہادت میں بے مثال ہیں شبّیرؓ
جادۂ فلک پر ہے مِہر ، جلوہ گر ، تنہا

اُن کی یاد رکھتی ہے قُربتوں کے منظر میں
یہ نہ ہو تو مُشکل ہے زیست کا سفر ، تنہا

دُشمنوں کے نرغے میں یُوں حسینؓ اکیلے تھے
ہو ہُجومِ مژگاں میں ، جس طرح نظر ، تنہا

ہو کے تہہ نشیں پا لے گوہرِ نجف تُو بھی
سوچ کے سمندر میں ، اک ذرا اُتر ! تنہا

شکر کر نصیرؔ! آخر ، مِل گیا درِ شبّیرؓ
ورنہ ٹھوکریں کھاتا یُوں ہی در بدر ، تنہا

بحضورِ

امامِ حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لافِ نبرد ، سبطِ پیمبرؐ کے سامنے!
قطرے کی کیا بساط ، سمندر کے سامنے

مُنہ دیکھتے ہی دیکھتے سُورج کا پھر گیا
ٹھہرا نہ اُن کے رُوئے منوّر کے سامنے

دیکھا حسینؓ کو تو یہ زہراؓ پکار اُٹھیں
کانٹے بچھے ہوئے ہیں ، گُلِ تر کے سامنے

اصغرؓ کی تشنگی یہ صدا دے رہی ہے آج
کل کیا پیو گے ساقیِ کوثر کے سامنے

عباسؓ بولے ، کوئی سکینہؓ سے جا کہے
چلتی نہیں کسی کی ، مقدّر کے سامنے

مرتے ہیں لوگ اس طرح زہراؓ کے چاند پر
دِکھلا دیا یہ حُرؓ نے ، وہیں مر کے "سامنے"

لاکھوں سلام بنتِ علیؓ ! تیرے نام پر
گھبرائی تُو ، ذرا نہ ستمگر کے سامنے

بیعت طلب حسینؓ سے یُوں تھے یزید و شمر
مُفلس کھڑے ہوں جیسے ، تونگر کے سامنے

وہ کھلبلی مچی کہ مُعطّل ہُوئے حواس
سٹھیا گئی تھی فوج ، بہتّر کے سامنے

خالی درِ حُسینؓ سے جاتا نہیں کوئی
بیٹھے رہو نصیرؔ ! اِسی دَر کے سامنے

بحضورِ

امامِ حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زبانِ حال سے کہتی ہے کربلا کی زمیں
خدا کے بندوں پہ کیوں تنگ ہے خدا کی زمیں

رہیں ادب کے تقاضے ہمیشہ پیشِ نظر
فلک جناب ہے خاصانِ باصفا کی زمیں

دہانِ ذرّہ جہاں کھول دے زبانِ سوال
ہزار گنج بکف ہے وہاں ، عطا کی زمیں

فلک کی آنکھ میں ترسیلِ گرد سے یہ کھُلا
جوابِ ظلم پہ مجبور ہے ، خدا کی زمیں

مزا تو جب ہے کہ مَیں سر کے بل وہاں پہنچوں
نہ آئے زیرِ قدم ، تیرے نقشِ پا کی زمیں

یہاں بھی قافلۂ عرش سیر اُترا تھا
یہ کہہ رہی ہے ترے شہرِ جاں فزا کی زمیں

علیؑ جب سے لقب بُو تراب کا پایا
کمالِ شوق سے ہے وجد میں ، خدا کی زمیں

کسی کی آخری ہچکی نہ تھی ، قیامت تھی
ہو جیسے آج بھی سکتے میں ، کربلا کی زمیں

ہوائے دامنِ زہرؓا تلاش کرتی ہے
کہاں وہ پھُول چھُپائے ہیں ؟ نینوا کی زمیں!

صد آفریں تجھے اے شوق ! کیا نکالی ہے
بیانِ کرب و بلا کے لیے ، بلا کی زمیں

کبھی پنپ نہیں سکتا نصیؔر ! نخلِ اثر
نہ ہو جو آبِ ندامت سے تر ، دُعا کی زمیں

بحضورِ

امامِ حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تھا مہر صِفت ، قافلہ سالار کا چہرا
نیزے پہ دمکتا رہا ، سردار کا چہرا

وہ آئنہ تھا چہرۂ شبیرؓ کہ جس میں
آتا تھا نظر ، حیدرؓ کرّار کا چہرا

صد حیف وہ خود یُوں بھرے بازار سے گُزرے
جس گھر نے نہ دیکھا کبھی ، بازار کا چہرا

ہے پیاس کی شدّت ، وہ سکینہؓ کے لبوں پر
مثلِ عَلَم اُترا ہے ، علمدارؓ کا چہرا

آثار کچھ ایسے تھے زینبؓ کی نظر سے
دیکھا نہ گیا ، عابدِؓ بیمار کا چہرا

اشکوں کی طرح تھے جو ستارے شبِ عاشُور
تھا چاند بھی اک اُن کے عزادار کا چہرا

وہ خُطبۂ زینبؓ کہ علیؓ بول رہے تھے
ہر لفظ پہ فق تھا ، بھرے دربار کا چہرا

دیکھو گے خورشیدِ قیامت کے مقابل
لَو دے گا نصیؔر اُن کے پرستار کا چہرا

بحضورِ

تشنہ کامِ کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہو گیا کس سے بھرا خانۂ زہرؓا ، خالی
چل دیا آپ ، مگر کر گیا دُنیا ، خالی

خون سے اپنے دمِ سجدہ اُگا کر گلشن
تُو نے رہنے نہ دیا دامنِ صحرا ، خالی

اللہ اللہ وہ شبّیرؓ کا زورِ بازو
ایک ہی وار میں کر دی صفِ اعدا ، خالی

لَوٹ کر آئیں گے کب تک کہ سکینہؓ ہے اُداس
پُوچھ لیتا کوئی عبّاسؓ سے اتنا ، خالی

آثار کچھ ایسے تھے زینبؓ کی نظر سے
دیکھا نہ گیا ، عابدِؓ بیمار کا چہرا

اُذرکیِ فاطمہؓ ، یا فاطمہؓ ! کہہ کر روئیں
دیکھا زینبؓ نے جو آتے ہوئے گھوڑا خالی

گُونجتی ہیں وہی ''نانا'' کی صدائیں پیہم
تیری یادوں سے نہیں گنبدِ خضریٰ خالی

کربلا ہو کہ نجف ہو وہ عرب ہو کہ عجم
ہم نے دیکھی نہ ترے غم سے کوئی جا ، خالی

جو بھی آیا ، اُسے کھُل کر مِرے مولیٰ نے دیا
کس کے دامن کو مِرے شاہ نے چھوڑا ، خالی

وہ تو اِک سجدۂ شبّیر نے رکھ لی عزّت
ورنہ ہو جاتی خدا والوں سے دُنیا ، خالی

تیری اوقات ہی کیا اے سپہِ شام و دمشق
جب یہ گُزریں ، تو مَلک بھی کریں رستہ ، خالی

سیم و زر اُن کو مِلے جن کو ہوس ہو اس کی
مجھ کو دینا ہے ، تو دے اُن کی تمنّا ، خالی

اصغرؓ و اکبرؓ و عبّاسؓ و سکینہؓ کے طفیل
بھیک مِل جائے کہ کشکول ہے اپنا ، خالی

آلؓ و اصحابؓ کا سایہ ہے ترے سر پہ نصیرؔ!
تیرا دامن نہ رہا ہے ، نہ رہے گا خالی

بحضورِ

سیّدُ الشُّہداء، نواسۂ رسولؐ، جگر بندِ علیؓ و بتولؓ

سیّدنا **امام حسین** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آگ سی دل میں لگی، آنکھ سے چھلکا پانی
کس کا غم ہے کہ ہُوا اپنا کلیجہ پانی

آنسوؤں کی غمِ شبّیرؓ میں بدلی صُورت
بن گیا آنکھوں میں طوفان، جو اُمڈا پانی

گھاٹ پر آکے بھی عباسؓ نے لب تر نہ کیے
ہاتھ آیا تو، مگر کام نہ آیا پانی

تپشِ عشق و وفا جن کے کلیجے پُھونکے
پیاس کیا اُن کی بجھائے گا، ذرا سا پانی

تجھ پر اللہ کی لعنت ہو یزیدی لشکر!
وارثِ کوثر و تسنیم پہ روکا، پانی

آہ! وہ حضرتِ شبّیرؓ پہ بیداد و ستم
فتنہ کیشوں سے وہ ہر گام پر ایذا "پانی"

بد دُعا دیتے اگر ابنِ علیؓ دریا کو
ڈھونڈتا پھرتا، مگر ہاتھ نہ آتا پانی

مضطرب ہے کہ شہیدوں کے لبوں تک پہنچے
پہرے دُشمن کے لگے ہوں تو کرے کیا پانی

جس نے پی ہو مئے تسلیم و رِضا روزِ ازل
اُس کی دانست میں کیا چیز ہے دریا، پانی

یہ مسافر کی نگہداشت، یہ مہمان کی قدر
کربلا میں نہ مِلا شاہ کو دانہ، پانی

تشنگی دیکھ کے دریا کو اگر جوش آتا
سامنے حضرتِ شبّیرؓ کے بھرتا پانی

بوند پانی کی نہ تھی آلِ محمدؐ کیلئے
اور، پیتی رہی دُنیا لبِ دریا، پانی

کربلا میں شہِؓ دیں تک جو پہنچنے پاتا
فخر سے پاؤں زمیں پر کہیں دھرتا پانی

اِس خجالت سے کہ شبّیرؓ کو پانی نہ مِلا
ساری دُنیا میں لیے پھرتا ہے دریا، پانی

کربلا تھی علی اصغرؓ کے لہو سے لرزاں
اِس قدر ظلم کہ سَر سے ہُوا اُونچا ' پانی

پاؤں رکھّے گا زمیں پر نہ کبھی میرا غبار
کُوئے شبّیرؓ میں آخر ہے اِسے جا "پانی"

غرقِ حیرت تھا نصیرؔ ! اہلِ ستم کا جمگھٹ
تیغِ اکبرؓ نے وہ میداں میں دکھایا ' پانی

بحضورِ

سبطِ رسولِ ہاشمیؐ

مثلِ شبّیرؓ کوئی حق کا پرستار تو ہو
دورِ حاضر میں کسی کا وہی کردار تو ہو

ابنِ حیدرؓ کی طرح پیکرِ ایثار تو ہو
ایسا دُنیا میں کوئی قافلہ سالار تو ہو

آج بھی گرمئ بازارِ شہادت ہے وہی
کوئی آگے تو بڑھے ' کوئی خریدار تو ہو

ظلم سے عُہدہ برآ ہونے کی ہمّت نہ سہی
کم سے کم حق کا دل و جان سے اقرار تو ہو

عین ممکن ہے کہ سو جائیں یہ سارے فتنے
ذہنِ انساں کا ذرا خواب سے بیدار تو ہو

میرا ذمّہ ' ہمہ تن گوش رہے گی دُنیا
ڈھنگ کی بات تو ہو ' بات کا معیار تو ہو

عافیت کے لیے درکار ہے دامانِ حسینؓ
ظلم کی دُھوپ میں یہ سایۂ دیوار تو ہو

دل میں ماتم ہے، تو آنکھوں میں ہے اشکوں کا ہجوم
میرے مانند کوئی اُن کا عزادار تو ہو

عین ممکن ہے نصیرؔ! آلِؓ محمدؐ کا کرم
کوئی اِس پاک گھرانے کا نمک خوار تو ہو

بحضورِ

امامِ حُسَینؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نظر نواز ہیں، دل جگمگا رہے ہیں حسینؓ
کہ شمعِ بزمِ رسولِؐ خدا، رہے ہیں حسینؓ

رِضا و صبر کے جوہر دکھا رہے ہیں حسینؓ
ستم گروں میں گھرے مسکرا رہے ہیں حسینؓ

خدا کی راہ میں خود کو لُٹا رہے ہیں حسینؓ
وہ کربلا کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں حسینؓ

حجاب جو ہوئے حائل، اُٹھا رہے ہیں حسینؓ
جو اصل دیں ہے، وہ ہم کو دکھا رہے ہیں حسینؓ

یزید، راندۂ خلق و مُعَذَّبِ خالق
نگاہِ کون و مکاں میں سما رہے ہیں حسینؓ

سمجھ سکے نہ شقی، کربلا کے میداں میں
خدا رسولؐ کی جانب بُلا رہے ہیں حسینؓ

بہا کے اپنا لہو نینوا کے ذرّوں میں
زمیں کو عرش کا ہمسر بنا رہے ہیں حسینؓ

نہ کیوں بپا ہو قیامت کا شور خیموں میں
کہ لاشے قاسمؓ و اکبرؓ کے لا رہے ہیں حسینؓ

شعور و عقل سے عاری ہیں شام کے حاکم
وگرنہ حق ہے وہی ، جو بتا رہے ہیں حسینؓ

مِٹا کے خود کو ، گھرانے کو ، ساتھ والوں کو
نصیبِ اُمّتِ عاصی ، جگا رہے ہیں حسینؓ

لرز نہ جائے بھلا کیوں زمین مقتل کی
سَر اپنا سجدۂ حق میں کٹا رہے ہیں حسینؓ

ہر ایک غم کا مداوا حسینؓ کا غم ہے
ہر ایک دُکھ میں مِرا آسرا ، رہے ہیں حسینؓ

خیال آیا تھا اُن کا کہ دل ہُوا روشن
نصیرؔ سَر تو اُٹھاؤ ! وہ آ رہے ہیں حسینؓ

بحضورِ

حضرتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ ، اہلِ بیتِ پیمبر کے ساتھ ہے
اسلام کا وقار اِسی گھر کے ساتھ ہے

جو شخص نُورِ دیدۂ حیدرؓ کے ساتھ ہے
روزِ جزا وہ شافعِؐ محشر کے ساتھ ہے

پیاسے نہ ہم رہیں گے قیامت میں دیکھنا
اپنا بھی ربط ساقئِؐ کوثر کے ساتھ ہے

رہتا ہے رات دن غمِ ذُرّیّتِ رَسولؐ
سودا شروع سے یہ ، مِرے سَر کے ساتھ ہے

آلِ نبیؐ کو ذاتِ نبیؐ سے جُدا نہ جان
ہر موج کا وجود سمندر کے ساتھ ہے

وہ اک مکاں کہ جس کا مکیں بابِؓ علم تھا
اپنا تو رابطہ ہی اُسی گھر کے ساتھ ہے

آلِ نبیؐ کے درد سے مَیں بھی جُدا نہیں
میرا نصیب، اُن کے مقدّر کے ساتھ ہے

لاکھوں شقی اُدھر ہیں اِدھر اِک حُسینؓ ہیں
کانٹوں کی نوک جھوک گُلِ تر کے ساتھ ہے

کس پر کُھلے گا معرکۂ کربلا کا راز
یہ وہ معاملہ ہے، جو داوَر کے ساتھ ہے

تنہا اُسی کے نام سے دُشمن تھا بد حواس
اب کیا کرے، حُسینؓ بہتّرؓ کے ساتھ ہے

سچ مچ ہو دل میں غم تو بھر آتی ہے آنکھ بھی
اشکوں کا سلسلہ دلِ مضطر کے ساتھ ہے

اُس ذاتِ پاک کا ہُوں دل و جاں سے میں غلام
دعوٰی غلط نہیں ہے، مگر ڈر کے ساتھ ہے

دُشمن کی گُفتگو میں کہاں خیر کی جھلک
جو بات ہے شریر کی، اِک شر کے ساتھ ہے

بھیجوں یزیدیت پہ نہ کیوں لعنت اے نصیرؔ
یہ دُشمنی ہے، اور مِرے گھر کے ساتھ ہے

بحضورِ

سِبطِ رسولِ مجتبٰی حسینؓ ابنِ علیؓ المرتضٰی

غمِ شبّیرؓ کا یُوں دل پہ اثر ہے کہ نہیں ؟
جو بھی آنسو ہے وہ مانندِ گُہر ہے کہ نہیں ؟

دل میں کردارِ حسینیؓ کا گُزر ہے کہ نہیں ؟
شیوۂ صبر و تحمّل پہ نظر ہے کہ نہیں ؟

راہِ حق میں جو بہ صد شوق لُٹا دے گھر بار
اُس مسافر کے لئے خُلد میں گھر ہے کہ نہیں ؟

جس نے قُربان کیا خود کو رضائے حق پر
وہ بشر، خَلق میں مافوقِ بشر ہے کہ نہیں ؟

علم کے شہر میں جس بِن ہے رسائی مُشکل
دیکھ اُس شخص کو، وہ علم کا در ہے کہ نہیں ؟

راکبِ دوشِ نبیؐ ، آلِ عباؑ ، نُورِ بتولؑ
یہی شبیرؑ ہیں ، ظالم کو خبر ہے کہ نہیں ؟

آج تک سوگ میں ہے ، دشت کا ذرّہ ذرّہ
کربلا اُن کے لیے خاک بہ سَر ہے کہ نہیں ؟

ختم کب ہو گی یہ آزار و جفا کی ظُلمت
یومِ عاشُور ! تری شب کی سحر ہے کہ نہیں ؟

حلقِ معصوم کو کیوں تیر سے چھیدا تُو نے
حُرملَہ ! کچھ تجھے اللہ کا ڈر ہے کہ نہیں ؟

کربلا میں ہے شہیدوں کا لہو نُور فگن
رُخ زمانے کی نگاہوں کا اُدھر ہے کہ نہیں ؟

میرے دل میں ہیں مکیں سبطِ نبیؐ کے جلوے
رشکِ فردوس، نصیرؔ ! آج یہ گھر ہے کہ نہیں ؟

بحضورِ

اِمامؑ عالی مقام

رسمِ شبیرؑ جگانے کے لیے
ہم نے غم سارے زمانے کے "لیے"

منزلیں بن گئیں خود جادۂ شوق
ابنِ زہراؑ ! تجھے پانے کے لیے

کربلا ! تیری صدا کافی ہے
ساری دُنیا کو جگانے کے لیے

کج اداؤں سے نبٹنا سیکھو
حق پرستی کو بچانے کے لیے

پھر محرّم کا مہینہ آیا
حشر سینے میں اُٹھانے کے لیے

اشک کے رُوپ میں ہے ذکرِ حُسینؑ
آنکھ کا نُور بڑھانے کے لیے

تیرا کردار و عمل ، آفاقی
تیرا پیغام ، زمانے کے لیے

اک قیامت سے گزرنا ہو گا
درِ شبّیرؓ تک آنے کے لیے

تشنگی اپنی گوارا کر لی
پیاس خنجر کی بجھانے کے لیے

جان ، حق کے لیے دینی ہو گی
سلسلہ اُن سے ملانے کے لیے

کربلا تک کا سفر ہے درپیش
بس نصیرؔ اُٹھتے ہیں ، جانے کے لیے

در مدحِ
حسینؓ ابنِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حسینؓ کا ہو کہیں ذِکر ، کوئی بات چلے
ہماری آنکھوں سے اشکوں کی اک برات چلے

فلک پہ کیوں نہ بھلا کربلا کی بات چلے
غمِ حسینؓ میں تارے تمام رات چلے

مجسّم اُسوۂ خیرؐ الانام تھے شبّیرؓ
رضائے حق کے اشاروں پہ تا حیات چلے

ملی نہ بُوند بھی پانی کی تشنہ کاموں کو
ہوائے قہر کے جھونکے سرِ فرات چلے

حسینؓ حکمِ الٰہی سے کربلا آئے
بساط اُلٹ دی ، ہوئی دُشمنوں کو مات ، چلے

قیام اُن کا ہُوا منزلِ مشیّت پر
وہ جن کے ایک اشارے پہ کائنات چلے

چلا ہے دُھوم سے یُوں قافلہ شہیدوں کا
وفورِ شوق میں جیسے کوئی برات چلے

حسینؓ کی صفِ اعدا میں تھی یہ شانِ خرام
ہجومِ کفر میں جس طرح نُورِ ذات چلے

وفا کا نام مٹانے سے مِٹ نہیں سکتا
ہزار چال یہ دُنیائے بے ثبات چلے

یزیدِ عصر کے آگے کھڑے ہیں سب خاموش
حسینؓ ہی جو چلائیں تو کوئی بات چلے

دبا سکا نہ کبھی حق کو، شورِ باطل کا
نہ کوئی گھات چلی ہے نہ کوئی گھات چلے

نصیر! گوش بر آواز عرش و فرش ہوئے
اب انجمن میں حسینؓ و حسنؓ کی بات چلے

بحضورِ
سیّدُ الشہداء اِمامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابنِ حیدرؓ کی طرح پاسِ وفا کس نے کیا ؟
زیرِ خنجر آخری سجدہ ادا کس نے کیا ؟

حق جو تعلیمِ نبیؐ کا تھا، ادا کس نے کیا ؟
آدمی کو آدمیّت آشنا کس نے کیا ؟

رازِ سر بستہ تھے ایثار و رِضا و صبر و شکر
حل یہ عُقدہ آلِ زہراؓ کے سِوا کس نے کیا ؟

خون سے کس کے ہوئی تاریخِ عالَم تابناک
سرزمینِ نینوا کو، کربلا کس نے کیا ؟

کربلا میں جو ہُوا وہ اے یزیدِ بد سِیَر
بے خطا تُو ہے، تو پھر جو کچھ کیا، کس نے کیا ؟

کوئی تھا جس نے کیا سِبطِ پیمبرؐ کا لحاظ ؟
احترامِ نسبتِ خیرُالورٰی کس نے کیا ؟

مضطرب کیوں ہوں عزادارانِ اولادِ رسولؐ!

حشر میں کُھل جائے گی یہ بات، کیا کس نے کیا؟

شِمرِ ذی الجوشن ، یزیدِ بد گُہر ، ابنِ زیاد

جورِ بے جا اِن لعینوں کے سِوا کس نے کیا؟

گونگے بہرے بن گئے اتمامِ حُجت پر عَدُو

آپ جو چاہا کیا ، اُس کا کہا ، کس نے کیا ؟

حشر یہ برپا ہُوا کس کے اشاروں پر یزید !

آلِ زہراؓ پر ستم اے بے حیا ! کس نے کیا ؟

یہ حقیقت منکشف ہے ساری دُنیا پر نصیر !

کربلا میں جو ہُوا ، کس نے کہا ، کس نے کیا ؟

بحضورِ

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جنہیں نصیب ہُوئی تن سے، سَر کی آزادی

کنیز بن کے رہی اُن کے گھر کی، آزادی

عطا ہوئی ہے اُسے خیر و شَر کی آزادی

ہے امتحان یقیناً ، بشر کی آزادی

تمام عُمر کی پابندیوں سے بہتر ہے

اک آدمی کے لیے، لمحہ بھر کی آزادی

تصادم اِس کے لیے شرطِ اوّلیں ٹھہرا

ہے جسمِ سنگ میں پنہاں، شرر کی آزادی

کسی کے لُطف کا ممنون بن کے کیا جینا

سبک سری ہے شجر کو ، ثمر کی آزادی

قیام ، ظلم کے ماحول میں نہیں ممکن
اب اپنی رُوح کو دے دو ، سفر کی آزادی

شعورِ ذات ہی فُرقانِ حقّ و باطل ہے
عجیب چیز ہے ، فکر و نظر کی آزادی

نظر کا نُور بڑھا آب و تاب سے اِس کی
صدف کا عزّ و شرف ہے ، گُہر کی آزادی

حسینؑ خیر کا مظہر ، سلامتی کا نشاں
اُسے پسند نہ تھی اہلِ شَر کی آزادی

مزاجِ دینِ مُبین ، ظلم کے خلاف جہاد
اساس اُسوۂ خیرُالبشر کی ، آزادی

یزیدیت کی ہلاکت ہے ، رسمِ شبّیری
ستم کو مِل نہ سکی ، کرّ و فر کی آزادی

اُٹھائی اِس لیے سجّادؑ نے صعوبتِ قید
کہ مُضمر اِس میں تھی نوعِ بشر کی آزادی

دیا حسینؑ نے یُوں زیست کو نیا مفہوم
مِلی ہے آخری سجدے میں سَر کی آزادی

حُسینیت مِرا ورثہ بھی ہے ، عقیدہ بھی
مجھے نصیب ہے عرضِ ہُنر کی آزادی

غمِ حُسینؑ کا پابند ہر نَفَس ہے نصیرؔ !
غمِ جہاں سے مِلی ، عُمر بھر کی آزادی

بحضورِ

وارثِ ھل اتیٰ، سُلطانِ کربلا،

سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پانی کی جو اک بوند کو ترسا لبِ دریا
وہ غیر نہ تھا، سبطِ نبیؐ تھا لبِ دریا

رنگین رہا دشت، شہیدوں کے لہو سے
بہتا ہی رہا خون کا دریا، لبِ دریا

ہے ماتمِ شبّیرؓ کی اک زندہ شہادت
موجوں کا یہ سَر پیٹتے اُٹھنا، لبِ دریا

موجوں میں تلاطُم، تو ببولوں میں قیامت
پیاسوں کا ہے شیون سرِ صحرا، لبِ دریا

اِس سوچ نے پہروں دلِ مضطر کو رُلایا
وہ بندشِ آب اور وہ پہرا، لبِ دریا

شکوہ نہ شہیدوں کو رہے تشنہ لبی کا
یُوں موت کے گھاٹ اُن کو اتارا لبِ دریا

امواجِ ستم کھیل رہی تھیں سرِ بالیں
عباسؓ پڑے تھے گُہر آسا، لبِ دریا

یُوں خون رواں تھا علی اصغرؓ کے گلے سے
جیسے ہو لہو کا کوئی دھارا، لبِ دریا

اے اہلِ جفا! پیاس سے پیاسوں کی نہ کھیلو
پہنچیں نہ کہیں سیّدہ زہراؓ، لبِ دریا

شاہِؓ شُہدا کیسے اُدھر پاؤں اُٹھاتے
چل کر کہیں آیا کوئی دریا، لبِ دریا

تھا مرتبۂ عترتِ زہراؓ کے منافی
دو بوند کے چکّر میں اُلجھنا، لبِ دریا

گر زحمتِ یک گام وہ کر لیتے گوارا
خود بڑھ کے قدم چُوم نہ لیتا، لبِ دریا

جُھکنا سرِ شبّیرؓ کی فطرت میں نہیں تھا
جُھک جاتے تو کچھ دُور نہیں تھا، لبِ دریا

عباسؓ میں حیدرؓ کا لہو دوڑ رہا تھا
دُشمن سے لڑے وہ، تنِ تنہا، لبِ دریا

جب ابنِ علیؓ جھوم کے پہنچے سرِ مقتل
اک شور اُٹھا صلِّ علیٰ کا، لبِ دریا

پیوستہ قدم چُومنے اُٹھتی رہیں لہریں
دیکھا جو محمدؐ کا سراپا، لبِ دریا

ہر منظرِ فطرت کو وہاں پاسِ ادب تھا
موجیں ہی نہ تھیں ناصیہ فرسا، لبِ دریا

حُرّیتِ اظہار کا تابندہ نشاں ہے
عبّاسؓ! ترا نقشِ کفِ پا، لبِ دریا

اے قاسمؓ گل رو! شبِ عاشور کے دُولہا!
گاتی رہیں لہریں ترا سہرا، لبِ دریا

موجوں کے مد و جزر نے لیں اُس کی بلائیں
چہرا تھا کہ اک چاند کا ٹکڑا، لبِ دریا

سب کہتے، نصیر اپنے مقدّر کا دھنی ہے
شبّیرؓ کے قدموں میں جو ہوتا، لبِ دریا

بحضورِ
سبطِ رسولؐ ہاشمی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حُسنِ تخلیق کا شہکار، حسینؓ ابنِ علیؓ
عشق کا مطلعِ انوار، حسینؓ ابنِ علیؓ

گُلِ گُلزارِ حرم، زُبدۂ آلِ ہاشم
نُورِ چشمِ شہِ ابرار، حسینؓ ابنِ علیؓ

فتنۂ کفر و فسوں سازیٔ باطل کے خلاف
جرأتِ حیدرِؓ کرّار، حسینؓ ابنِ علیؓ

کشتِ ایمان و چمن زارِ صداقت، اسلام
موجِ گُل، ابرِ گہر بار، حسینؓ ابنِ علیؓ

حق نے باطل کو بہ ہر حال پنپنے نہ دیا
اِس حقیقت کا ہیں اظہار، حسینؓ ابنِ علیؓ

مظہرِ صدق و صفا، پیکرِ تسلیم و رضا
پرتوِ احمدِ مختار، حسینؓ ابنِ علیؓ

ایک لعنت ہے زمانے کے لیے فعلِ یزید
اک سعادت ترا کردار، حسینؓ ابنِ علیؓ

محفلِ اہلِ مودّت میں مثالِ نکہت
رزم میں برقِ شرر بار، حسینؓ ابنِ علیؓ

بزمِ ایمان و صداقت کے لیے شمعِ وفا
صدق و اخلاص کا معیار، حسینؓ ابنِ علیؓ

کچھ غمِ ذات، نہ اولاد و اقارب کا ملال
غمِ انساں میں دل افگار، حسینؓ ابنِ علیؓ

نرغۂ ظلم میں بھی پیشِ خدا سر بہ سجُود
اپنے خالق کا وفادار، حسینؓ ابنِ علیؓ

دوزخی، آپ کے رُتبے سے کہاں واقف ہیں
اہلِ جنّت کے ہیں سردار، حسینؓ ابنِ علیؓ

رہ برِ قافلۂ منزلِ عرفان و سُلوک
سرورِ زُمرۂ اخیار، حسینؓ ابنِ علیؓ

حق جہاں جلوہ نُما ہو گا، وہاں تُو ہو گا
چار سُو ہے ترا دیدار، حسینؓ ابنِ علیؓ

تیری سرکار میں جُھکتا ہے دلِ ہر مظلوم
سب کو ہے تجھ سے سروکار، حسینؓ ابنِ علیؓ

آستاں پر ترے آیا ہے تہی دست، نصیرؔ
ترا دربار ہے دُربار، حسینؓ ابنِ علیؓ

مُسدّس

بیادِ امامؑ عالی مقام

اے دوست ! چیرہ دستیٔ دورِ جہاں نہ پوچھ
اِس چرخِ فتنہ ساز کی نیرنگیاں نہ پوچھ
نا مہربانیوں کا سبب ، مہرباں ! نہ پوچھ
انسان سے عداوتِ عُمرِ رواں نہ پوچھ
ہر اک نَفَس ہے دردِ فراواں لیے ہُوئے
ہر راگنی ہے اک غمِ پنہاں لیے ہُوئے

اِس پر بھی رہنِ بُغض و عداوت ہے آدمی
صیدِ زبونِ جذبۂ نفرت ہے آدمی
مصروفِ حَرب و ضرب و ہلاکت ہے آدمی
خود آدمی کے خون سے لَت پَت ہے آدمی
چہرے پہ اپنے خونِ رفیقاں مَلے ہُوئے
خُوئے درندگی میں ہیں انساں ڈھلے ہُوئے

سمجھایئے کسے کہ عداوت حرام ہے
رسمِ نفاق و خُوئے کدُورت حرام ہے
اَخلاق و آشتی سے بغاوت حرام ہے
فتنہ ہے ، کفر اور شرارت حرام ہے
اہلِ ستم کو قہرِ خدا کی وعید ہے
اخیار پر جو ظلم کرے ، وہ یزید ہے

جس کو فنا نہیں، وہ محبت ہے دوستو
دل کو جو گُھن لگائے، وہ نفرت ہے دوستو
غیریّت، اک تسلسلِ وحشت ہے دوستو
انساں وہ ہے، جو باعثِ راحت ہے دوستو

ہر دل ہے تابشِ صمدیّت لیے ہُوئے
نُورِ خدا ہے، مشعلِ وحدت لیے ہُوئے

البتّہ، حاکمانِ جفا جُو کے رُو برو
قائم رکھ اپنی ہمّت و غیرت کی آبرو
رُعبِ شہنشہی سے کبھی سَر جُھکا نہ تُو
باطل کا سامنا ہو تو کر حق کی گُفتگو

دامانِ خسروانِ حق آزار، پھاڑ دے
جھنڈے زمیں پہ اپنی شجاعت کے گاڑ دے

عرصہ ہُوا، چلی تھی مخالف کبھی ہَوا
اورنگِ سلطنت پہ تھا اک بانیٔ جفا
اُس وقت ایک مردِ حق آرا و حق نوا
آیا تھا شیرِ نَر کی طرح سُوئے کربلا

جو مصطفٰے کا نُور، تھا زہراؑ کا چین تھا
اُس با خدا کا نامِ گرامی، حسینؑ تھا

ناموسِ لوح، تاجِ امامت، چراغِ دِیں
نُورِ ازل، فروغِ ابد، مطلعِ یقیں
تنویرِ عرش، حُسنِ فلک، زینتِ زمیں
باطل ستیز، حق نگر و صدق آفریں

مصباحِ لُطف، صبحِ کرم، عزّتِ وُجُود
رمزِ نماز، سرِّ وفا، سطوتِ سُجُود

جانِ کرم ، نگارِ حرم ، قبلۂ اُمم
میرِ حیات ، مہرِ بقا ، قاسمِ نِعَم
سامانِ رُشد ، شاہدِ حق ، احسنُ الشِّیَم
قندیلِ فیض ، شمعِ سخن ، خسروِ قلم

دستِ علیؑ ، حسامِ حسنؑ ، نُورِ مشرقین
تصدیق و اعتبارِ زمین و زماں ، حسینؑ

اللہ کا مُطیع ، محمدؐ کا لاڈلا
زہراؑ کا عزم ، زینبؑ و صغرٰیؑ کا آسرا
واری تھی جس پہ بالی سکینہؑ ، وہ باوفا
حیدرؑ کو جس کی قوتِ بازو پہ ناز تھا

آواز آ رہی ہے یہ رن میں کچھار سے
ٹپکے گا آج خون ، رگِ اقتدار سے

ہیبت سے اُس کی ، پیرِ فلک کو نہیں قرار
لرزے میں ہے زمین ، تو سکتے میں روزگار
ہر سانس کو یہ دُھن ہے کہ ڈھونڈے رہِ فرار
یہ حال ، دشمنوں کے ہے سَر پر قضا سوار

ہلچل سی اک بپا ہے دلِ جبرئیلؑ میں
شعلے بھڑک رہے ہیں دیارِ خلیلؑ میں

ہر اک طرف خروش ہے فریاد و آہ کا
جو سانس آ رہا ہے ، وہ کانٹا ہے راہ کا
سِکّہ جما ہُوا ہے حُسینی سپاہ کا
کُنبہ ہے یہ جنابِ رسالتؐ پناہ کا

حاضر عَدُو ہے نقدِ دل و جاں لیے ہُوئے
سرمایۂ حیاتِ پریشاں لیے ہُوئے

یہ بے پناہ دُھوپ کی شدّت ، یہ تشنگی
یہ غم ، یہ اضطراب ، یہ صدمے ، یہ بے کسی
یہ گیسوئے حیاتِ گُریزاں کی برہمی
اور اِس کے باوجود ، یہ جوشِ دلاوری

دل ہے اُداس ، ہاتھ میں پھر بھی حُسام ہے
اے فاطمہؑ کے لال ! یہ تیرا ہی کام ہے

پُھولا پَھلا چمن جو ہُوا سامنے تباہ
وہ بے کسی کا وقت بھی کیا تھا ، خدا گواہ
زینبؑ ، وفورِ غم سے ہُوئی غرقِ رنج و آہ
تڑپا جو دل ، تو سُوئے مدینہ اُٹھی نگاہ

بولی کہ اے محمدؐ ذی جاہ ! المدد
سب کی پناہ ، میرے شہنشاہ ! المدد

غش میں پڑے ہیں عابدِؑ بیمار ، ہائے ہائے
چہرے پہ بے کسی ہے نمودار ، ہائے ہائے
تپتی زمین پر ہیں علمدّارؑ ، ہائے ہائے
نرغے میں ہے بتولؑ کا دلدار ، ہائے ہائے

فریاد کس سے ہو ستمِ روزگار کی
دوشِ خزاں پہ لاش ہے ، فصلِ بہار کی

اے وائے بر فسردگیٔ باغِ بُوترابؑ
کانٹوں پہ ہیں گُلاب ، تو نیزوں پر آفتاب
اِن کی طرح سے کوئی نہ ہو خانماں خراب
بچّے بھی سو رہے ہیں ، جواں بھی ہیں محوِ خواب

زہراؑ کے گُل عذار پہ چادر ہے دُھول کی
لاشیں پڑی ہیں خاک پر آلِ رسولؐ کی

امّاں کو میرے غم کی خبر، کیوں نہیں ہُوئی
ہم بے کسوں کی سمت نظر، کیوں نہیں ہُوئی
فریاد میری زُود اثر، کیوں نہیں ہُوئی
میری شبِ الم کی سحر، کیوں نہیں ہُوئی

دُشمن کی دسترس میں ترا نُورِ عین ہے
امّاں! یہ کوئی اور نہیں ہے، حسینؑ ہے

پیغمبری کو بازوئے حیدرؑ پہ ناز ہے
حیدرؑ کو، خونِ سبطِ پیمبرؐ پہ ناز ہے
زینبؑ کو جرأتِ دلِ اکبرؑ پہ ناز ہے
اکبرؑ کو بے زبانئ اصغرؑ پہ ناز ہے

جبریلؑ ہے نثار، نگارِ بتولؑ پر
نازاں ہے چرخ، جرأتِ آلِؑ رسولؐ پر

وقتِ سخن وہ ہیبتِ یزداں کلام میں
پڑ جائے جس سے لرزہ، دلِ خاص و عام میں
اللہ رے یہ صفات کے جوہر، امام میں
سچ ہے کہ انبیاؑ کا چلن تھا خرام میں

دل میں کماں کا لوچ تھا، خَم ذُوالفِقار کا
شبّیرؑ، شاہکار تھے پروردگار کا

خود دار ہے، جری ہے، شہِ کائنات ہے
اُس کا وجودِ پاک، جمالِ حیات ہے
شہ پارۂ صفات ہے، شہ کارِ ذات ہے
اُس کا قدم زمین پہ مُہرِ ثبات ہے

سر اُس کا پائے حشمتِ باطل پہ خَم نہیں
عزمِ حسینؑ، عزمِ رسالت سے کم نہیں

اے دُشمنانِ دین و لعینانِ بد خِصال !
یہ اخترانِ بُرجِ نُبوّت ہیں ، لازوال
اِن کو مٹا سکے ، یہ کسی کی نہیں مجال
کچھ شرم ہو تو ڈوب مَرو بندگانِ مال !

نُورِ اَحد سے دل کو اُجالے ہُوئے ہیں یہ
بنتِؓ نبیؐ کی گود کے پالے ہُوئے ہیں یہ

یومِ عاشُور

آج کا دن ، شہؑ دل گیر کا دن ہے لوگو
اکبرؑ و اصغرِؑ بے شِیر کا دن ہے لوگو
مظہرِ آیۂ تطہیر کا دن ہے لوگو
آج کا دن ، مِرے شبّیرؑ کا دن ہے لوگو

کون شبّیرؑ ؟ کئی دن کا وہ پیاسا ، شبّیرؑ
کون شبّیرؑ ؟ محمدؐ کا نواسا ، شبّیرؑ

کون شبّیرؑ ؟ وہی برتر و اعلیٰ شبّیرؑ
کون شبّیرؑ ؟ وہی سب سے نرالا شبّیرؑ
کون شبّیرؑ ؟ وہی گیسوؤں والا شبّیرؑ
کون شبّیرؑ ؟ وہی ناز کا پالا شبّیرؑ

وہ جو ، آغوشِ رسالت میں پَھلا پُھولا ہے
جسے بُھولے گا یہ عالم ، نہ کبھی بُھولا ہے

شمعِ ایوانِ نبیؐ ، نُورِ حرم ، ناصرِ دِیں
رونقِ بزمِ حسنؓ ، خاتمِ زہراؓ کا نگیں
وہ مکارم کی اساس اور شرافت کا امیں
چرخ جس کے درِ اقدس پہ جُھکاتا ہے جبیں

اِس کی درگاہ کا وہ جاہ و حشم ہوتا ہے
سَر عقیدت سے شہنشاہ کا ، خَم ہوتا ہے

مُستند عالمِ تخلیق میں ہے جس کا جمال
جس کا نانا ہے نبیؐ نیّرِ بُرجِ اجلال
جس کا بابا ہے علیؓ شیرِ خدا ، ماہِ کمال
ہے فلک اُس کی اگر ڈھال، تو خنجر ہے ہلال

رن میں غُل ہے کہ چراغِ حرمین آتا ہے
لاڈلا حضرتِ زہراؓ کا ، حسینؓ آتا ہے

رُوئے روشن ہے کہ ہے عکسِ جمالِ یزداں
زُلفِ مشکیں ہے کہ خُوشبوئے گُلِ باغِ جناں
قدِ موزوں پہ ہے طُوبیٰ کی بُلندی قرباں
طرزِ رفتار کے صدقے روشِ کون و مکاں

گُفتگو لب پہ جو اللہُ غنی آتی ہے
بُوئے انفاسِ رسولِؐ مدنی آتی ہے

کوئی پیدا نہ ہُوا حامئ دِیں، اُس جیسا
کسی سینے میں نہیں عزم و یقیں ، اُس جیسا
سجدہ کر پائی کہاں کوئی جبیں ، اُس جیسا
ساری دُنیا میں نہیں کوئی حسیں، اُس جیسا

رشکِ صد مہرِ مُبیں ، جلوہ فشانی اِس کی
غیرتِ یوسفِؑ کنعاں ہے جوانی اِس کی

انبیا سارے، شجاعت پہ ہیں اُس کی نازاں
اولیا اُس کے غلام اور ملائک درباں
لڑکھڑاتی ہے اِسی در پہ فصیحوں کی زباں
اِسی چوکھٹ پہ رگڑتے ہیں جبینیں، سُلطاں

نہ بٹی ہے، نہ بٹے گی، نہ کہیں بٹتی ہے
علم و عرفان کی خیرات، یہیں بٹتی ہے

اُس کے جلووں سے ہے معمور، شبستانِ کرم
اُس کے اک سجدے نے رکھّا ہے نمازوں کا بھرم
اُس کے سَر پر شرف و مجدِ علیؑ کا پرچم
خون سے اُس کے فروزاں ہوئی قندیلِ حرم

زیست جولاں ہے اُسی زلف کے پیچ وخَم سے
سانس چلتی ہے سماوات کی اُس کے دَم سے

مثلِ واعظ نہیں منبر پہ فقط زمزمہ خواں
زاہدِ خشک کے مانند نہیں سجدہ کُناں
اُس کے سجدے میں سمٹ آئی ہے رُوحِ ایماں
سَر ہے نیزے پہ، مگر وردِ زباں ہے، قرآں

جن کے سجدے تہِ شمشیر ادا ہوتے ہیں
اُن کے اندازِ عبادت ہی جُدا ہوتے ہیں

رن میں جب نعرہ زناں شاہ کی سرکار چلی
سَر قلم کرتی ہوئی تیغ شرر بار چلی
جس طرف کوند گئی شور پڑا، مار چلی
رُوح کہتی تھی بدن سے، کہ مِرے یار! چلی

ہیبت ایسی، کہ جسے دیکھ کے چہرہ فق ہو
شدّت ایسی، کہ چٹانوں کا کلیجہ شق ہو

تیغِ بُرّاں نے کیا لشکرِ اعدا کو جو صاف
رُک گئی نبضِ فلک، کانپ اُٹھے شش اطراف
پڑ گئے قصرِ رعونت کے حصاروں میں شگاف
گڑ گڑا کر کہا اعدا، نے کہ تقصیر معاف

ظُلمتِ کفر میں، ایماں کی سحر پُھوٹ گئی
ضربتِ فقر سے، شاھی کی کمر ٹُوٹ گئی

جانِ زھراؓ، پسرِ حیدرؓ کرّار بھی ہے
ابرِ رحمت بھی ہے وہ، برقِ شرر بار بھی ہے
آزمائش کی گھڑی ہو، تو مددگار بھی ہے
پُھول اگر بزم میں ہے، رزم میں تلوار بھی ہے

جنگ جُو اِس کی شجاعت کی قسم کھاتے ہیں
درِ شبّیرؓ پر افلاک بھی جُھک جاتے ہیں

نوکِ شمشیر سے دُشمن کا ہُوا چاک، لباس
چھا گئی ہیبتِ حق کفر پہ، بے حدّ وقیاس
خود تو موجود تھے، گُم ہو گئے سب ہوش و حواس
تیغ نے کاٹ کے سب رکھ دیئے اَشرارُ النّاس

اُس نے بُھولے سے بھی اوچھا نہ کبھی وار کیا
ایک ہی ضرب میں دو چار کو فی النّار کیا

رفتہ رفتہ یُونہی بڑھتی رہی شمشیر کی کاٹ
دُشمنوں کے لیے اُس وقت کوئی گھر تھا، نہ گھاٹ
ضرب ایسی تھی کہ ہو جائیں صفیں جس سے سپاٹ
جاں بلب دُشمنِ جاں، اور یہ تھی لوہا لاٹ

لشکرِ شام کے ہونٹوں پہ ترانے نہ رہے
مَلکُ الموت کے بھی ہوش ٹھکانے نہ رہے

رن میں اِس شان سے مولا کی سواری آئی
ڈر تھا ایک ایک کو بس اب مِری باری آئی
یُوں لڑائی کے لیے فوج تو ساری آئی
دل دہلتے تھے کہ مارے گئے ، خواری آئی

جن کو کچھ دین سے مطلب ، نہ خدا کا ڈر تھا
اُن کو بس ایک ہی ڈر تھا ، جو قضا کا ڈر تھا

جب چلا ابنِ علیؓ بہرِ وغا زمزمہ خواں
سر بکف ، نعرہ بلب ، سوز بدل ، شعلہ بجاں
رُعب سے لشکرِ بد خواہ تھا سرگرمِ فغاں
دَم بخود ، خاک بسر ، لرزہ بتن ، نوحہ کناں

تیغِ شبیرؑ نے جوہر وہ دکھائے اپنے
خاک میں مِل گئے سفّاک عَدُو کے سپنے

سَر پہ زینبؓ نے جو سَر چُوم کے باندھی دستار
صدقے ہونے کو مدینے سے چلی بادِ بہار
مصطفٰی نے یہ ادا دیکھ کے چُومے رُخسار
بن سنور کر جو ہُوا دُلدُلِ حیدرؓ پہ سوار

شور اُٹھا کہ گُلِ باغِ بتولؓ آتا ہے
مرحبا ! دینِ شہادت کا رَسول آتا ہے

بے کسوں اور غریبوں کا سہارا ، وہ حسینؓ
ظالموں کے جو مقابل تھا صف آرا ، وہ حسینؓ
حضرتِ فاطمہؓ کے عزم کا تارا ، وہ حسینؓ
تھا پیمبرؐ کو دل و جاں سے بھی پیارا ، وہ حسینؓ

اُس کو گُلزارِ رسالت کی کلی کہتے ہیں
ہم عقیدت سے ، حسینؓ ابنِ علیؓ کہتے ہیں

خود وفا کیش ہے اور درسِ وفا دیتا ہے
حق پہ آنچ آئے، تو گھر بار لُٹا دیتا ہے
مورِ بے مایہ کو، اقبالِ ہُما دیتا ہے
اپنے منگتوں کو شہنشاہ بنا دیتا ہے

کج کلاہی پہ نہ جا، اِس میں دھرا ہی کیا ہے
درِ شبیرؑ جو مِل جائے، تو شاہی کیا ہے

آخری سجدے میں آیا جو وہ اخلاص مآب
اُٹھ گیا بندہ و معبود کے مابین حجاب
لڑ گئی حُسنِ حقیقی سے نگاہِ بے تاب
بڑھ کے جبریلؑ نے تھامی مرے مولا کی رکاب

مصطفٰے جُھوم گئے، پیکِ قضا جُھوم گیا
جو بھی بندہ تھا خدا کا، بخدا جُھوم گیا

کوئی شبیرؑ سا خالق کا پرستار نہیں
اُمّتِ احمدِ مُرسَل کا وفادار نہیں
لب پہ دعوے ہیں، مگر عظمتِ کردار نہیں
جرأت و عزم و عزیمت نہیں، ایثار نہیں

کُودتا کون ہے، اُمڈے ہُوئے طوفانوں میں
کون گھر بار لُٹاتا ہے بیابانوں میں

ذات ایسی کہ نہیں جس کا زمانے میں جواب
اُس کے جد شافعِ محشر، تو پدر علم کا باب
رُوئے اطہر کی زیارت میں تلاوت کا ثواب
کشتِ اسلام ہُوئی اُس کے لہو سے شاداب

تین ایّام کے پیاسے نے بڑا کام کیا
شاہِ بطحا کے نواسے نے بڑا کام کیا

الله الله وہ الطاف ، وہ اندازِ کرم
جس کی تعریف سے قاصر ہیں زبان اور قلم
نام سے جس کے لرزتے ہیں رعونت کے قدم
مجھ کو ہم شکلِ پیمبرؐ کی جوانی کی قسم

گفتگو ایسی کہ جو مُنہ سے کہا برحق تھا
ضرب ایسی کہ پہاڑوں کا کلیجہ شَق تھا

سیرتِ پاک ، قوانینِ شرافت کا نصاب
تابناکی میں جبیں ، رُوکشِ مہر و مہتاب
چشمِ حق بیں میں تھی خُم خانۂ وحدت کی شراب
ہر نظر آپ کی تھی صبر و رضا کا اک باب

بے خودی ایسی کہ بس ارض و سما جھوم اُٹھے
آدمی کیا ہیں ، فرشتے بخدا جھوم اُٹھے

ابنِ زہراؓ رُخِ کونین بدل سکتا ہے
آدمی اُس کے سہارے سے سنبھل سکتا ہے
باندھ کر سر سے کفن ، رن میں نکل سکتا ہے
کفر کو دِین کی ضربت سے کچُل سکتا ہے

اُس کی ہر آن میں ہے شان مسلمانوں کی
ذات سے اُس کی ہے پہچان مسلمانوں کی

جھولیاں سب کی عنایات سے دیتا ہے
مانگنے والے کو وہ لعل و گہر دیتا ہے
دیدۂ کور کو انوارِ سحر دیتا ہے
نخلِ اُمّید کو بخشش کا ثمر دیتا ہے

ایسے انسان ہی مولا سے مِلا دیتے ہیں
ایسے بندے ہی محمدؐ کا پتا دیتے ہیں

اُس کی ہر ضرب ہے ظلمت کے لیے برق فشاں
اُس کی تلوار میں ہے جوہرِ عزم و ایقاں
اُس کی ہیبت سے جفاکار ہیں لرزاں، ترساں
کفر اک ذرّۂ ناچیز، تو وہ کوہِ گراں

رشتہ اللہ سے اور اُس کے نبیؐ سے جوڑا
اپنے کردار سے دشمن کا تکبّر توڑا

کربلا کا وہ مجاہد وہ شہیدوں کا امام
جس کی سطوت سے ہُوا زیر و زبر لشکرِ شام
جس کے در سے کبھی خالی نہ پھرا کوئی غلام
جو پلائے گا قیامت میں چھلکتے ہوئے جام

وہ سخی، جس کے گھرانے سے ہمیں کیا نہ مِلا
اُس کو پینے کے لیے پانی کا قطرہ نہ مِلا

حیف وہ پیاس کے لمحات وہ دریائے فرات
بُوند بھر پانی سے محروم زبانیں، ہَیہات
تشنگی دیکھ کے کہتے تھے مخالف بد ذات
آپ کچھ غم نہ کریں تیروں کی ہوگی برسات

یہ تو کیا دیکھتے دو روز کا پیاسا تھا حسینؓ
یہ نہ سوچا کہ محمدؐ کا نواسا تھا حسینؓ

وہ نہ چاہے تو دل آویز فضا ہی نہ رہے
دیدۂ حُسن میں یہ برق نگاہی نہ رہے
ماہ میں نُور نہ ہو، آب میں ماہی نہ رہے
آنکھ بدلے، تو شہنشاہ کی شاہی نہ رہے

کافروں کو جو مسلمان بنا سکتا ہے
وہ گداؤں کو بھی سُلطان بنا سکتا ہے

بختِ خُفتہ کو اشارے سے جگا دیتا ہے

سینۂ کفر میں ایمان رچا دیتا ہے

جتنے حائل ہوں حجابات ، اُٹھا دیتا ہے

یعنی اللہ سے بندے کو مِلا دیتا ہے

دل سے انسان کے ہر کھوٹ نکل جاتی ہے

اُس کی سرکار میں دنیا ہی بدل جاتی ہے

جس کی رگ رگ میں خلوص اور وفاداری ہو

جس کی تقریر میں اندازِ نکوکاری ہو

رُوکشِ ابرِ فلک، جس کی گہرباری ہو

جو امین روشِ رحمت و ستّاری ہو

وارثِ منصبِ ابرار وہی ہوتا ہے

مسندِ فقر کا حق دار وہی ہوتا ہے

اِن میں اعجازِ مسیحا نَفَساں آج بھی ہے

اِن کے غصّے میں وہی برق، نہاں آج بھی ہے

اِن کے ہاتھوں میں زمامِ دو جہاں آج بھی ہے

اِن کی ٹھوکر میں جہانِ گزراں آج بھی ہے

دل عَدُو کے تپشِ بُغض سے افسردہ ہیں

مُردہ کہتے ہیں جو ایسوں کو، وہ خود مُردہ ہیں

مفتیٔ عشق کا فتوای ہے کہ بے نسبتِ تام

یہ نمازیں ، یہ وظیفے ، یہ سجود اور قیام

روزہ و حجّ و تسابیح ، دُرود اور سلام

عین ممکن ہے ، نہ مقبول ہوں بے حُبِّ امامؑ

خواہ میری یہ فراست ہے کہ نادانی ہے

حُبِّ اولادِ نبیؐ شرطِ مُسلمانی ہے

مئے عرفاں نہ میسّر ہو، تو پینا بے سُود
مے کشی فعلِ عبث، ساغر و مینا بے سُود
ناخدا جو نہیں کوئی، تو سفینا بے سُود
حُبِّ شبّیرؓ نہ ہو دل میں، تو جینا بے سُود
پرتوِ جلوۂ حُسنِ ازلی رکھتے ہیں
دل میں جو حُبِّ نبیؐ، مہرِ علیؓ رکھتے ہیں

جو ترے عشق میں اے ابنِ علیؓ ہیں بے تاب
اُن کے نزدیک نہ آئے گا جہنّم کا عذاب
تیرے دامن سے جو لپٹے ہیں بہ چشمانِ پُر آب
وہ نہ ہو پائیں گے محشر میں کبھی خوار و خراب
بھیڑ دیکھیں گے سرِ حشر جو پروانوں کی
لاج رکھّیں گے محمدؐ، ترے دیوانوں کی

ہو گی صف بستہ جو مخلوق، بہ پیشِ داوَر
دل دہل جائیں گے، اُٹھّے گا وہ شورِ محشر
ہم گنہ گاروں پہ ہو گی یہ عنایت کی نظر
رحمتِ حق یہ کہے گی، تمہیں کس بات کا ڈر
جنّتی ہے، جو خدا اور نبیؐ کو مانے
اُسے کیا ڈر، جو حسینؓ ابنِ علیؓ کو مانے

کربلا تک ہی کہاں شان و وجاہت تیری
دونوں عالم میں ترا نام بڑا، بات بڑی
لوگ دیکھیں گے یہ اعزاز ترا، حشر میں بھی
اے ولی ابنِ ولی، جانِ علیؓ، سبطِ نبیؐ
جُھوم کر ہم جو سُنائیں گے ترانا تیرا
بخش دے گا تری خاطر ہمیں، ناناؐ تیرا

بحضورِ سبطِ رسولؐ، ابنِ سیّدہ زہرا بتولؑ

طاری ہے اہلِ جبر پہ ہیبت حسینؑ کی
اللہ رے یہ شانِ جلالت حسینؑ کی

کٹوا کے سر، گواہیِ توحید دے گئے
بے مثل ہے جہاں میں شہادت حسینؑ کی

سونگھی تھی لے کے ہاتھ میں دشتِ بلا کی خاک
ناناؐ کے سامنے تھی مصیبت حسین

کرتے قبول بیعتِ فاسق وہ کس طرح
دستِ محمّدی پہ تھی بیعت حسینؑ کی

پیشِ نظر حُصول نہ تھا تخت و تاج کا
تھی ظلم کے خلاف بغاوت حسینؑ کی

نرمی وہی، خلوص وہی، سادگی وہی
ملتی تھی مصطفیؐ سے طبیعت حسینؑ کی

محشر میں اجتماع کا یہ اہتمامِ خاص
شاید دکھائی جائے گی صورت حسینؑ کی

کل بھی دلوں پہ راج تھا زہراؑ کے لال کا
ہے آج بھی دلوں پہ حکومت حسین کی

اظہارِ حرفِ حق پہ ہیں پہرے لگے ہوئے
محسوس ہو رہی ہے ضُرورت حسینؑ کی

جو اُن پہ مر مٹا وہی ٹھہرے گا سرخرو
محشر میں رنگ لائے گی نسبت حسینؑ کی

رکھتے ہیں اپنی یاد سے آباد میرا دل
ہے مجھ پہ یہ نصیرؔ عنایت حسینؑ کی

نکلا[1] وہ ذُوالجناح عَلَم کے جُلوس میں
کرلو نصیرؔ بڑھ کے زیارت حسینؑ کی

نمبر 1:- محض شیعہ سُنی اتحاد کے پیشِ نظر یہ شعر ایک مخصوص تناظر میں کہا گیا۔

بحضورِ تشنہ گانِ کربلا

نہ گُل کی تمنّا نہ شوقِ چمن ہے
یہ دل حُبِّ آلِ نبیؐ میں مگن ہے

حسینؑ و حسنؑ ہیں وہ پیکر کہ جن میں
بتُولی نجابت ، رَسُولی چلن ہے

مِرے سر میں سودائے زہراؑ و حیدرؑ
مِرے دل میں عِشقِ رَسُولِ زمن ہے

تصوّر میں ہیں میرے سجّادؑ و زینبؑ
نگاہوں میں روئے حسینؑ و حسنؑ ہے

سکینہؑ کی وہ پیاس وہ ضبطِ گریہ
کہ نہرِ فرات آج بھی نوحہ زن ہے

وہ معصوم اصغرؑ کی معصوم ہچکی
اِسی غم کے سکتے میں چرخِ کہن ہے

لہو میں اِدھر تُو نہایا ہے اصغرؑ
اُدھر تیرا بابا بھی خونیں کفن ہے

وہ زینبؑ جو کل تھی مدینے کی مالک
وہ اب کربلا میں غریبُ الوطن ہے

کہا ماں نے اکبرؑ کے قاتل سے ، رُک جا!
شبیہِ محمدؐ ہے ، نازک بدن ہے

یہ کیوں محوِ گریہ ہے محفل کی محفل
یہاں کیا کوئی ذکرِ طوق و رسن ہے؟

دکھا دے جھلک اب تو اے ماہِ زہراؑ
شہِ مُنتظَر ، مُنتظِر انجمن ہے

کِھلے پھول ہیں جس میں زہراؑ کے ہر سُو
محمدؐ کا بھی کیا مہکتا چمن ہے

ستم سہہ کے بھی اُن کے تیور نہ بدلے
وہی تمکنت ہے ، وہی بانکپن ہے

حُسین ابنِ زہراؑ کا مُکھڑا تو دیکھو
علیؑ کی وجاہت ، نبیؐ کی بھپن ہے

بہاؤ غمِ آلِ زہراؑ میں آنسو
یہ اہلِ مَوَدّت کی رسمِ کُہن ہے

ثنا کیجئے کُھل کر آلِؑ عبا کی
کہ ذکر اُن کا خود آبروئے سُخن ہے

نہ چُھوٹے کہیں اُن کی نسبت کا دامن
بہت ہی بڑی دولت اُن کی لگن ہے

نہ کیوں مُجھ پر اِترائے معجز بیانی
کہ مُنہ میں علی کا لُعابِ دہن ہے

نصیر اب میں کیوں مانگنے دُور جاؤں
یہ مَیں ہُوں ، یہ دروازۂ پنجتن ہے

سلام بحضورِ تشنہ گانِ کربلا

بس اب تو رہتے ہیں آنکھوں میں اشک آئے ہوئے
زمانہ بیت گیا ہم کو مسکرائے ہوئے

غمِ حسینؑ کا گھاؤ ہے کس قدر گہرا
یہ اُن سے پوچھ جو ہیں دل پہ چوٹ کھائے ہوئے

نبیؐ کے گھر کے اُجالوں کا اب خدا حافظ
اندھیرے شامِ ستم کے ہیں سر اُٹھائے ہوئے

لگی ہے بھیڑ غم و رنج و درد و کُلفت کی
ہم اپنے دل میں ہیں اِک کربلا بسائے ہوئے

عجیب وقت ہے زہراؑ کے گُل عِذاروں پر
سکینہؑ پیاسی ہے ، اصغرؑ ہیں تیر کھائے ہوئے

یہ ناتوانی ، یہ رستے کی سختیاں سجّادؑ !
چلو گے کیسے بھلا بیڑیاں اُٹھائے ہوئے

نمازِ عشق کی یہ طُرفگی کوئی دیکھے
حسینؑ سجدے سے اُٹھے تو سر کٹائے ہوئے

شکست دے نہ سکی عزمِ ابنِ حیدرؑ کو
اجل کھڑی ہے ندامت سے منہ چھپائے ہوئے

سبب خموشی کا پوچھا گیا جو زینبؑ سے
تو رو کے بولیں کہ ناناؐ ہیں یاد آئے ہوئے

یہ شب کہیں شبِ عاشور تو نہیں لوگو
اُداس چاند ہے تارے ہیں جِھلملائے ہوئے

پلٹ کے آئے نہ اب تک مِرے چچا عباسؑ
سکینہؑ روتی ہے دستِ دعا اُٹھائے ہوئے

نڈھال کر گئی اصغرؑ کی آخری ہچکی
حسینؑ خیمے میں آئے کمر جھکائے ہوئے

بھٹک رہی ہے ابھی تک تلاش میں منزل
گزر گیا ہے کوئی کارواں لُٹائے ہوئے

وہ حق پرست سرِ منزلِ وفا پہنچے
خدا کی یاد کو زادِ سفر بنائے ہوئے

ہم اہلِ دل ہیں، ہمیں اہلِ زر سے کیا مطلب
ہم اپنے شاہِؑ نجف سے ہیں لَو لگائے ہوئے

نصیرؔ! گلشنِ زہراؑ کے پیاسے پھولوں کو
سَلام کہتے ہیں آنکھوں میں اَشک آئے ہوئے

بحضورِ امامِ عالی مقام سبطِ سیّد الانام علیہ السلام

تڑپ اُٹھتا ہے دل ، لفظوں میں دُہرائی نہیں جاتی
زباں پر کربلا کی داستاں لائی نہیں جاتی

حسینؑ ابنِ علیؑ کے غم میں ہُوں دُنیا سے بیگانہ
ہجومِ خَلق میں بھی میری تنہائی نہیں جاتی

اُداسی چھا رہی ہے رُوح پر شامِ غریباں کی
طبیعت ہے کہ بہلانے سے بہلائی نہیں جاتی

کہا عباسؑ نے افسوس بازو کٹ گئے میرے
سکینہؑ تک یہ مشکِ آب لیجائی نہیں جاتی

سُنا ہے کربلا کی خاک ہے اکسیر سے بڑھ کر
یہ مٹّی آنکھ میں لینے سے بینائی نہیں جاتی

جتن ہر دَور میں کیا کیا نہ اہلِ شر نے کر دیکھے
مگر زہراؑ کے پیاروں کی پذیرائی نہیں جاتی

دلیل اِس سے ہو بڑھ کر کیا شہیدوں کی طہارت پر
کہ میّت دفن کی جاتی ہے ، نہلائی نہیں جاتی

طمانچے مار لو ، خیمے جلا لو ، قید میں رکھ لو
علیؑ کے گلرُخوں سے بوئے زہرائی نہیں جاتی

کہا شبّیر نے عبّاس! تم مجھ کو سہارا دو
کہ تنہا لاشِ اکبرؑ مجھ سے دفنائی نہیں جاتی

حسینیّت کو پانا ہے تو ٹکّر لے یزیدوں سے
یہ وہ منزل ہے جو لفظوں میں سمجھائی نہیں جاتی

وہ جن چہروں کو زینت غازۂ خاکِ نجف بخشے
دمِ آخر بھی اُن چہروں کی زیبائی نہیں جاتی

کوئی بھی دور ہو تُو ہی امامِ غم ٹھہرتا ہے
غمِ شبّیر! تیری شانِ یکتائی نہیں جاتی

نصیرؔ! آخر عداوت کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں
کسی بیمار کو زنجیر پہنائی نہیں جاتی

بحضورِ تشنہ گانِ کربلا

تذکرہ سُنیے اب اُن کا دلِ بیدار کے ساتھ
ہے جنہیں خاص قرابت شہِؑ ابرار کے ساتھ

صرف زینبؓ کا وہ خطبہ سرِ دربار نہ تھا
رُعب حیدرؓ کا بھی تھا جُرأتِ گُفتار کے ساتھ

بیڑیاں ، صدمہ ، سفر ، پیاس ، نقاہت ، صحرا
ظلم کیا کیا نہ ہوئے عابدِؓ بیمار کے ساتھ

ہائے کس طرح وہ بازار سے گزرے ہوں گے
نام تک جن کا نہ آیا کبھی بازار کے ساتھ

ایک کم سِن کی وہ ننّھی سی لحد کیا دیکھی
رو دیئے ہم تو لپٹ کر دَر و دیوار کے ساتھ

خود کو وہ فوجِ حُسینی کا سپاہی سمجھے
جس کا کردار بھی پاکیزہ ہو گُفتار کے ساتھ

اُن پہ طاری تھا ترے سامنے اک رعشۂ خوف
رقص کرتے تھے جو پازیب کی جھنکار کے ساتھ

اُن کا لہجہ ہے حقیقت میں علیؓ کا لہجہ
بات کرتے ہیں مقابل سے جو تلوار کے ساتھ

کر لیا مصلحتوں نے اُسے پابندِ ہوس
وقت کیا خاک چلے گا تری رفتار کے ساتھ

دے گئے درس یہ اُمّت کو حُسینی تیور
سر کو کٹواؤ ، مگر نشّۂ پندار کے ساتھ

اِک سکینہ کے لیے کرب کی سُولی پہ چڑھا
دیکھیے ، دار کو عبّاسؓ علمدار کے ساتھ

یہ بجا تُو ہی ہدف تھا سرِ مقتل ، لیکن
دشمنی اصل میں تھی احمدِؐ مختار کے ساتھ

مَر کے خود پائی بقا اور اُسے مار دیا
تُو نے کیا چال چلی دُشمنِ عیّار کے ساتھ

بولے عبّاسؓ کہ ہم لوگ ہیں میداں کے دھنی
ہولیاں کھیلی ہیں چلتی ہوئی تلوار کے ساتھ

میرے سجادؓ! یہ دُکھ کیسے بھلا دُوں تیرا
سختیاں جھیلیں سفر کی ، تنِ بیمار کے ساتھ

آلِ زہراؓ کا سُنا ہے کہ ثنا خواں ہے نصیؔر
آیئے ملتے ہیں اس شاعرِ دربار کے ساتھ

بحضورِ سیّدالشّہدأ امام حسینؓ

حسینؓ ، زُبدۂ نسلِ رسول ، ابنِ رَسُول
علیؓ کے لاڈلے، زہراؓ کے پھول، ابنِ رَسُول

حسنؓ حسینؓ ہی اَبنَاءَ نَا کے ہیں مِصداق
کہے گا اِن کو ہر اِک با اُصول، ابنِ رَسُول

رواں ہر آنکھ سے اطفالِ اشک پُر سے کو
ترے لیے دلِ عالم مَلُول ، ابنِ رَسُول

ترا وجود ہے خود آیۃٌ مِّنَ الآیات
ہے کربلا تری شانِ نُزول ، ابنِ رَسُول

اگر تُو دوشِ رسالت پہ کھیلنا چاہے
تو دیں رَسُول بھی سجدے کو طول، ابنِ رَسُول

ترے خلوصِ عمل سے سبق نہ سیکھ سکے
یہ دِیں فروش، یہ اُجرت وُصول، ابنِ رَسُول

رَسُول بند نہ کرتے اگر یہ دروازہ
خدا گواہ ، تُو ہوتا رَسُول ، ابنِ رَسُول

تجھے عدُو بھی ملا تو عجیب سِفلہ مزاج
نہ کوئی شرم ، نہ کوئی اُصول ، ابنِ رَسُول

یہ قیصری ترے پائے غیُور کا دھوون
یہ سیم وزر ترے قدموں کی دُھول ، ابنِ رَسُول

ہے تیرا بیتِ امامت مرے جنوں کا مطاف
جبینِ عجز کا سجدہ قبُول ، ابنِ رَسُول

نصیؔر کو نہ اُٹھانا اب اپنی چوکھٹ سے
بحقِ فاطمہ زہراؑ بتُول ، ابنِ رَسُول

مہک اُٹھا ہے نصیؔر اِن کے دم سے باغِ جہاں
حسنؑ حسینؑ ہیں زہراؑ کے پھول ، ابنِ رَسُول

بحضورِ امامِ عالی مقام حسین علیہ السلام

جس کی جرأت پر جہانِ رنگ و بُو سجدے میں ہے
آج وہ رمز آشنائے سرِّ ھُو سجدے میں ہے

ہر نفَس میں انشراحِ صدر کی خوشبو لیے
منزلِ حق کی مُجسّم جُستجو سجدے میں ہے

با نیازِ بندگی اللہ کا اِک عبدِ خاص
حسبِ حکمِ فَاعْبُدُوْهُ وَاسْجُدُوْ سجدے میں ہے

کیسا عابد ہے یہ مقتل کے مُصلّٰی پر کھڑا
کیا نمازی ہے کہ بے خوفِ عدُو سجدے میں ہے

اے حُسینؓ ابنِ علیؓ! تجھ کو مبارک یہ عُروج
آج تُو اپنے خدا کے رُو برو سجدے میں ہے

ابنِ زہراؓ! اِس تری شانِ عبادت پر سلام
سر پر قاتل آ چکا ہے اور تُو سجدے میں ہے

اللہ اللہ تیرا سجدہ اے شبیہِ مصطفیؐ!
جیسے خود ذاتِ پیمبر ہُو بہُو سجدے میں ہے

یہ شرف کس کو ملا تیرے علاوہ بعدِ قتل
سر ہے نیزے کی بلندی پر، لہُو سجدے میں ہے

محوِ حیرت میں ملائک ، دمِ بخود ہے کائنات
آج مقتل میں علیؓ کا ماہرُو سجدے میں ہے

تھا عمل پیرا جو کَلّا لا تُطِعْهُ پر، وہ آج
بن کے وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ کی آرزو سجدے میں ہے

سر کو سجدے میں کٹا کر کہہ گیا زہراؓ کا لال
کچھ اگر ہے تو بشر کی آبرو سجدے میں ہے

کون جانے ، کون سمجھے ، کون سمجھائے نصیرؔ
عابد و معبود کی جو گفتگو سجدے میں ہے

در مدحِ شہیدِ کربلاؓ

یُوں رن کے درمیاں پسر مرتضیٰؓ چلے
جیسے ہجومِ کفر میں نورِ خدا چلے

مقتل میں سر کٹانے کو اہلِ رضا چلے
پیماں شبِ الست کا کرنے وفا چلے

بولے حسینؓ ہو نہ سکے گا وہ مندمل
اصغرؓ! جو زخم تم مرے دل پر لگا چلے

ہستی بقدرِ فرصتِ رقصِ شرر ملی
تم اِس سرائے فانی میں کیا آئے کیا چلے

گزرا گراں ذرا نہ کڑی دھوپ کا سفر
شبّیرؓ زیرِ سایۂ فضلِ خدا چلے

زہراؓ کے لاڈلوں کو دُعا دے تُو کربلا
تُو کیا تھی اور وہ تجھے کیا کیا بنا چلے

اُن منزلوں کو سر کیا آخر حسینؓ نے
جن منزلوں کو عزم لیے انبیا چلے

ہے مرقدِ سکینہؓ ادب گاہِ کائنات
بے باک اِس قدر نہ یہاں پر صبا چلے

شبّیرؓ ہے وہ تاجورِ کشورِ عطا
جس کی گلی میں شاہ بھی بن کر گدا چلے

ابنؓ علیؓ کی مثل نہ دیکھا کوئی سخی
آئی جو حق پہ آنچ تو کنبہ لُٹا چلے

احسان کوئی مانے نہ مانے حسینؓ کا
سر پیش کر دیا مگر اُمّت بچا چلے

جی بھر کے رو سکے نہ ترے غم میں اے حسینؓ
ہم بدنصیب دہر میں کیا آئے کیا چلے

سُننے کو سیّدوں کے مصائب کا تذکرہ
اصحابِ درد جانبِ بزمِ عزا چلے

دکھلا کے خواب میں رُخِ پُر نور کی جھلک
وہ میرے غمکدے کا مقدّر جگا چلے

کُھلتا نہیں حسینؓ و حسنؓ ہیں کہ مصطفیٰؐ
کچھ فرق ہو نصیؔر تو کوئی پتا چلے

بحضورِ
فخر المشائخ حضرت سیّد علی ہجویری الحسنی
المعروف داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ

دلِ مایوس کو دیتا ہے سہارا داتاؒ
ایسا داتا ہے حقیقت میں، ہمارا داتاؒ

کی مدد حق نے اُسے جب بھی پکارا داتاؒ
تیری تعلیم کا صدقہ ہے یہ سارا، داتاؒ !

عین ممکن ہے کہ اللہ مجھے بخش ہی دے
قبر سے لے کے اُٹھوں نام تمہارا داتاؒ !

ایک دن منزلِ توحید پہ پہنچائے گا
آپ کی نسبتِ عالی کا سہارا، داتاؒ !

آج انوارِ محمدؐ سے فضا ہے جگمگ
اللہ اللہ، یہ پُرنور، نظارا داتاؒ !

غمِ دنیا کے جھمیلوں سے نکل جاؤں ابھی
مجھ کو کافی ہے ترا ایک اشارا داتاؒ

ہے شب و روز تصوّر میں زیارت حاصل
سامنے ہے مرے، دربار تمہارا داتاؒ !

شہرِ لاہور پہ کیوں بارشِ انوار نہ ہو
جلوہ گر ہے حَسَنی راج دُلارا، داتاؒ

میرے ہونٹوں پہ اگر نام تمہارا آجائے
لینے آئے مجھے طُوفاں میں کنارا داتاؒ !

غوثِ اعظمؒ کے حوالے سے نصیر آیا ہے
اک نظر اِس پہ بھی ہو جائے خدارا، داتاؒ !

بحضورِ

سیّدالمشائخ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ

ہر قدم پر ہمیں بخشے گا سہارا، داتاؒ
صدرِ ایوانِ ولایت ہے، ہمارا داتاؒ

کیوں نہ ہو مجھ کو دل و جان سے پیارا، داتاؒ
زیست بحرِ مُتلاطم ہے، کنارا داتاؒ

روشنی شمعِ شریعت کی بڑھی ہے تُم سے
گُلشنِ دینِ متیں، تُم نے سنوارا داتاؒ !

دل ہوں انوار سے معمور، مقدّر جاگیں
جس طرف ہو تری رحمت کا اشارا داتاؒ

دیکھئے دیکھئے بس ایک نظر میری طرف
کیجئے کیجئے زحمت یہ گوارا داتاؒ

بس یہی میری دُعا ہے ، یہی حسرت میری
حاضری ہو تری چوکھٹ پہ دوبارا ، داتاؒ !

دلِ بے تاب کی تسکین مِرے بس میں نہیں
لو سنبھالو ، کہ یہ ہے کام تمہارا ، داتاؒ !

بند کی آنکھ ، درِ پاک پہ جا پہنچا میں
جب بہت دید کی حسرت نے اُبھارا ، داتاؒ !

آپ کی چشمِ کرم جس کی طرف اُٹھ جائے
دین و دُنیا میں نہ ہو اُس کو خسارا ، داتاؒ !

پیشواؤں میں نصیؔر اِس کی نہیں کوئی مثال
کچھ کہے کوئی ، ہمارا ہے ، ہمارا داتاؒ

در مدحِ
جگر بندِ حسینؓ و حسنؓ ، گُلِ گُلزارِ بتولؓ و رسولؐ
حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ

اک اک ولی رہینِ کرم غوثِ پاکؒ کا
ہے سب کی گردنوں پہ قدم غوثِ پاکؒ کا

منکر نکیر کا ہمیں خدشہ ذرا نہیں
پاتے رہے ہیں درس جو ہم غوثِ پاکؒ کا

اللہ آج دینے پہ آیا ہے ، مانگ لو
کُھلتا ہے آج بابِ کرم غوثِ پاکؒ کا

اُمّت کے حق میں اُن کی سفارش ، نجات ہے
کرتے ہیں پاس شاہِ اُمم ، غوثِ پاکؒ کا

معراج اُس کی رفعتِ کون و مکاں نہیں
ہو گا بُلند اور عَلَم غوثِ پاکؒ کا

مجھ کو نہیں ہے نقشِ سلیمانؑ کی آرزو
ہے لوحِ دل پہ نقش، قدم غوثِ پاکؒ کا

ہر مُشرکانہ سوچ کو شرمندگی ہُوئی
توحید پر چلا وہ قلم غوثِ پاکؒ کا

موقوف صرف نوعِ بشر پر نہیں یہ بات
بھرتے ہیں اہلِ قُدس بھی دَم غوثِ پاکؒ کا

کچھ غم نہیں مجھے، جو زمانہ خلاف ہے
ہے میرے سَر پہ دستِ کرم غوثِ پاکؒ کا

طے ہو نصؔیر! جادۂ ہستی کا یُوں سفر
پے رَو رہُوں قدم بہ قدم غوثِ پاکؒ کا

در مدحِ
حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی قدس سرّہٗ

سارا عرب، تمام عجم، غوثِ پاکؒ کا
اللہ رے جلال و حَشَم غوثِ پاکؒ کا

اپنی گزر رہی ہے بڑی دُھوم دھام سے
رحمت ہے مصطفٰی کی، کرم غوثِ پاکؒ کا

قادر کے ساتھ عبد کا ہوتا ہے انتساب
لیتے ہیں نام اِس لیے ہم، غوثِ پاکؒ کا

جو کچھ ہے میرے پاس وہ ہرگز مِرا نہیں
جو کچھ بھی ہے وہ ہے بہ قَسَم، غوثِ پاکؒ کا

انسانیت پہ اُن کی عنایات عام ہیں
ہے عاصیوں پہ خاص کرم، غوثِ پاکؒ کا

حق نے دیا وہ مرتبۂ خاص آپؒ کو
چُوما ہے اولیا نے قدم، غوثِ پاکؒ کا

ہر سانس محوِ سعی و طوافِ تجلّیات
اہلِ صفا کا دل ہے، حرم غوثِ پاکؒ کا

آتی ہے اُن کے نام سے خوشبوئے مصطفٰے
ممکن نہیں کہ ذکر ہو کم، غوثِ پاکؒ کا

ہے کس کی شان سب سے جُدا؟ غوثِ پاکؒ کی
ہے ہر ولی پہ کس کا قدم؟ غوثِ پاکؒ کا

اُن کی نظر نے خاک کو اکسیر کر دیا
دیکھا نصیرؔ تم نے کرم غوثِ پاکؒ کا؟

بحضورِ
حضرت السیّد الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ السّامی

ہُوا سارے جہاں میں بول بالا غوثِ اعظمؒ کا
حقیقت تو یہ ہے رُتبہ ہے اعلیٰ غوثِ اعظمؒ کا

شریعت کے گُلستاں میں، طریقت کے دبستاں میں
جدھر دیکھو، اُجالا ہی اُجالا غوثِ اعظمؒ کا

رُموزِ معرفت سب منکشف ہو جائیں گے اُس پر
پڑھے گا جو تصوّف پر مقالا غوثِ اعظمؒ کا

اُسے ہر شَے پہ غلبہ کیوں نہ ہو ساری خدائی میں
سکندر ہے، وظیفہ پڑھنے والا غوثِ اعظمؒ کا

صداقت میں، سخاوت میں، ریاضت میں، عبادت میں
قیامت تک رہے گا بول بالا، غوثِ اعظمؒ کا

مِلائے خاک میں ابلیس کے مذموم منصوبے
محافظ بن گیا باری تعالیٰ، غوثِ اعظمؒ کا

جواب اپنا نہیں رکھتی فقیری بھی ، امیری بھی
زمانے بھر سے ہے عالَم نرالا ، غوثِ اعظمؒ کا

سلامی رات دن دیتی ہیں کرنیں چاند سُورج کی
ہر اک بغداد کا ذرّہ ہے پالا ، غوثِ اعظمؒ کا

طریقِ چشت ہو ، یا سُہروردی ، نقشبندی ہو
نظر آیا ہمیں ہر سُو اُجالا ، غوثِ اعظمؒ کا

ہُوئی تسلیم اہلِ دل کو ہر سُو برتری اُن کی
ہُوا ہر گام پر رُتبہ دوبالا ، غوثِ اعظمؒ کا

اُنہوں نے جو کہا ، تائیدِ حق سے ہو گیا پُورا
مشیّت نے کبھی کہنا نہ ٹالا ، غوثِ اعظمؒ کا

اثر ہو گا دُعا میں ، مدّعا تیرا بر آئے گا
مبارک نام ہونٹوں پر ذرا لا ! غوثِ اعظمؒ کا

نبیؐ کا نُور ، فیضِ فاطمہؓ کا کیوں نہ ہو وارث
علیؓ مُرتضٰی ہے جدِّ اعلےٰ ، غوثِ اعظمؒ کا

نصیرؔ ایمان ہے اپنا ، کہ محشر میں دمِ پُرسش
ہمارے کام آئے گا حوالا ، غوثِ اعظمؒ کا

بحضورِ

حضرت سیّد عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ السّامی

نظر میں رہتی ہے ہر دَم وہ شکلِ نُورانی
مِرے نصیب میں ہے عشقِ شاہِؒ جیلانی

نظر نظر میں توجّہ سے اُن کی ، تابانی
ہمارے دل میں ہے روشن چراغِ عرفانی

دُعا یہ ہے کہ طفیلِ نگاہِ غوثِؒ وریٰ
اُٹھے نہ سجدۂ ربُّ العُلیٰ سے پیشانی

بالاتّفاق ہیں سردار آپ ولیوں کے
جواب رکھتی نہیں آپ کی جہانبانی

یہ اُن کے لُطف و نگاہِ کرم کا صدقہ ہے
مسرّتوں کی مِرے حق میں ہے فراوانی

قدم بڑھاؤ ! یہ پیرانِ پیرؒ کا در ہے
بچھا ہُوا ہے پئے خَلق ، خوانِ رُوحانی

وہ ہیں خدا کے، خدا اُن کا ہے، خدا کی قسم
مٹے گی اُن کے اشارے سے ہر پریشانی
وہ ذات ایسی، قدم اولیا کی گردن پر
صفات ایسی، فرشتوں کو جس پہ حیرانی
وہ رہنما ہیں، وہ ہیں دستگیرِ خلقِ خدا
کرامتوں میں وہ یکتا، کرم میں لاثانی
خدا کا شکر کہ ہیں مہرباں شہِؒ جیلاں
نصیر! فکر کوئی ہے، نہ اب پریشانی

بحضورِ
الشیخ سید عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی قدس سرہٗ

اللہ رے کیا بارگہِ غوثِؒ جلی ہے
گردن کو جُھکائے ہوئے ایک ایک ولی ہے
وہ ذات گُلستانِ رسالت کی کلی ہے
نَورُستہ گُلِ گُلشنِ زہراؓ و علیؓ ہے
اولادِ حسنؓ، آلِ حسینؓ ابنِ علیؓ ہے
بیشک شہِؒ بغداد، ولی ابنِ ولی ہے
سب اُن کی عنایت ہے، خفی ہے کہ جلی ہے
ہر رسمِ کرم اُن کے گھرانے سے چلی ہے
جس دل پہ نظر اُن کی ہو، وہ روشن و بینا
اُن کو جو پسند آئے، وہی بات بھلی ہے
ہوں نقشِ قدم جس پہ نبیؐ اور علیؓ کے
اُس در پہ کسی کی نہ چلے گی، نہ چلی ہے

اک سلسلۂ نُور ہے ہر سانس کا رشتہ
ایمان مِرا حُبِّ نبیؐ ، مہرِ علیؓ ہے

اُس ذات سے شاہی کے قرینے کوئی سیکھے
وہ ذات کہ جو فقر کے سانچے میں ڈھلی ہے

مجھ کو بھی محبّت ہے بہت، بادِ صبا سے
کیوں کر نہ ہو آخر ترے کُوچے سے چلی ہے

مُشکل ہوئی آسان ، لیا نام جو اُن کا
یُورشِ غم و آفت کی مِرے سَر سے ٹلی ہے

محشر میں وہی غازۂ انوار بنے گی
مٹّی ترے کُوچے کی جو چہرے پہ مَلی ہے

ہر گام پہ سجدے کی تمنّا ہے جبیں کو
یہ کس کا درِ ناز ہے ؟ یہ کس کی گلی ہے ؟

جو نُور ہے بغداد کی گلیوں کا اُجالا
ہر ایک کرن اُس کی مدینے سے چلی ہے

مَیں اُن کا ہُوں تا حشر نصیؔر اُن کا رہوں گا
صد شکر کہ اُن سے مِری نسبت ازَلی ہے

بحضورِ

حضرت السیّد الشّیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ السّامی

تُم ہو اولادِ حضرت مرتضیٰؓ یا غوثِ اعظمؒ
پیرِ پیراں ، اُمّت کے مقتدیٰ یا غوثِ اعظمؒ

آلِ شبّیرؓ و شبّرؓ ، فاطمہؓ زہرا کے دلبر
میرا سرمایہ ہے تیری وِلا یا غوثِ اعظمؒ

تُم ہی کو دیکھوں گا تُم ہو ابوالقاسمؐ کے پیارے
تُم ہی پہنچاؤ میری التجا یا غوثِ اعظمؒ

تیری چوکھٹ، تیرے دَر بِن نہیں دونوں عالَم میں
کوئی ملجا ، کوئی بھی آسرا یا غوثِ اعظمؒ

قدرت نے بخشا ہے تُم کو عجب نورِ آگاہی
کہہ کر دیکھا ہے مَیں نے بارہا یا غوثِ اعظمؒ

آتی ہو جس سے تیری نسبتِ عالی کی خُوشبو
مقبولِ حق ہے وہ حرفِ دُعا یا غوثِ اعظمؒ

سارے ولیوں نے مانا جس کی شانِ محبوبی کو
تُم ہو وہ محبوبِ ربُّ العُلیٰ یا غوثِ اعظمؒ

میرے جیون کی نیّا ہو رہی ہے نذرِ طُوفاں
حامی ہے کون اِس دَم تیرے سِوا یا غوثِ اعظمؒ

اُس کی نصرت کو پہنچا ہے وہیں ربّانی لشکر
صدقِ نیّت سے جس نے بھی کہا، یا غوثِ اعظمؒ

شاہوں کی شاہی کو وہ کس طرح خاطر میں لائے
جس کے ہونٹوں پر ہو صبح و مسا یا غوثِ اعظمؒ

بھرتے ہو بڑھ کے استعداد سے سائل کی جھولی
اللہ اللہ یہ اندازِ عطا یا غوثِ اعظمؒ

شانِ غوثیّت میں، نام و نَسَب میں، فیّاضی میں
سب میں رہ کر تُم ہو سب سے جُدا یا غوثِ اعظمؒ

اپنے بیگانے کے شَر سے نصیرؔ اب ڈر کاہے کا
میرے سر پر ہیں سُلطانُ الورٰی، یا، غوثِ اعظمؒ

بحضورِ
حضرت الشیخ السیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ السّامی

شہنشاہِ ولایت، خسروِ اقلیمِ رُوحانی
امامُ الاولیا، غوثُ الورٰی، محبوبِ سُبحانی
مسلماں کی حیاتِ نَو، ہیں مُحیِ الدّین جیلانیؒ
نہ ولیوں میں کوئی ہمسر، نہ پیروں میں کوئی ثانی
مصیبت دُور ہو، مُشکل مِٹے، پیدا ہو آسانی
اگر ہو مائلِ رحمت، تمہاری لُطف سامانی
جگر بندِ حسنؓ، نُورِ نگاہِ فاطمہ زہراؓ
تُم از سَر تا قدم طاہر، مقدّس اور نُورانی
تمہارے نام کی اک دُھوم ہے بزمِ ولایت میں
تمہاری شان بے ہمتا، تمہاری ذات لاثانی
تمہاری صورت و سیرت میں رنگ و بُوئے احمدؐ ہے
تمہاری ذات میں شامل رہی تائیدِ یزدانی

تمہارا نام لیوا بہرہ ور ہے دین و دُنیا سے
شہنشاہی سے خوشتر ہے تمہارے دَر کی دربانی

تمہارا نام مِٹ سکتا نہیں اوراقِ ہستی سے
جو لافانی کا بندہ ہو، وہ بن جاتا ہے لافانی

تمہارا نام ہے اک شمع کی مانند ظلمت میں
تمہارا کام تھا دینِ محمدؐ کی نگہبانی

تمہارے سامنے سب اولیا نے گردنیں خم کیں
تمہاری برتری ہر اک نے مانی، سب نے پہچانی

تمہارے در پہ آکر اک زمانہ فیض پاتا ہے
عنایت کی نظر مجھ پر بھی ہو یا شاہِؒ جیلانی

نصیؔر بے نوا پر بھی نگاہِ لُطف ہو جائے
"ترا قائم رہے بغداد اور آباد سُلطانی"

بحضورِ

حضرت السید الشیخ عبدالقادر جیلانی حَسَنی حُسینی قدس سرہُ السامی

محشر میں مغفرت کی خبر غوثِ پاکؒ ہیں
سب کچھ مِرا ہے میرے اگر غوثِ پاکؒ ہیں

خیرُالوریٰ کی آل ہیں، مولا علیؓ کے لال
خیرُ النّساء کے نُورِ نظر غوثِ پاکؒ ہیں

گردن پہ ہر ولی کے قدم غوثِ پاکؒ کا
تارے ہیں سب ولی، تو قمر غوثِ پاکؒ ہیں

مایوسیوں میں دل کا اُجالا ہے اُن کا نام
شبہائے غم میں نُورِ سَحَر غوثِ پاکؒ ہیں

بغداد محترم ہے دیارِ نبیؐ کے بعد
اِس میں حضوؐر ہیں، تو اُدھر غوثِ پاکؒ ہیں

اِلحاد و زندقہ کو فنا کر کے رکھ دیا
دینِ مُبیں کی فتح و ظفر غوثِ پاکؒ ہیں

اُن کے نسب میں نُورِ محمدؐ ہے جلوہ گر
بے شک حسنؓ کے لختِ جگر غوثِ پاکؒ ہیں

ہیں اولیا کے یُوں تو مراتب جُدا جُدا
اِن سب کے سربراہ مگر غوثِ پاکؒ ہیں

قُربت خدا سے اور قرابت رسولؐ سے
مہرِ سپہرِ نوعِ بشر غوثِ پاکؒ ہیں

کیا خُوب ہے نصیر یہ مصرع امیرؔ[1] کا
"اللہ بھی اُدھر ہے، جدھر غوثِ پاکؒ ہیں"

---

۱ حضرت امیر مینائی

بحضورِ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

بہ زبانِ پُوربی

مَیں تو جاؤں گی واری مَیں اُڑاؤں گی آج گُلال
مورے انگناں میں آئے مُحیؒ الدّیں جیلانی لج پال

آوو ساری سکھیاں رل مل گائیں پریم کے گیت
دن ہے میل ملن کا، کھیلیں سیّاں کے دُوار دھمال

اُترے چاند کی صورت مورے انگناں میں غوثؒ جلی
مَیں تو کھیلوں گی ہولی، آئے گھر زہرؓا کے لال

جن کو کہتی ہے جگ میں دُنیا عبدالقادر میراںؒ
میں تُو اُجری پری تھی، موہے کر گئے آ کے نہال

تورا نام جپوں گی، چاہے کر پا سے دیکھ نہ دیکھ
توری بَن کے رہوں گی، صدقہ جھولی میں ڈال نہ ڈال

جَیں سا اور نہ کوئی تُو ہے بس وہ غوثُ الاغواث
تھارو نام جپت ہیں، سب پیر و فقیر و ابدال

موری میلی چُنریا' سکھیاں پہنت اُجلے جورے
میں تو پھرت ہُوں زر دھن اور گٹھڑی میں سب کی ہے لال
جب سے دیس کو چھورا ، بستی گلیاں ہی اُجر گئیں
سیّاں لوٹ بھی آوو ، اب تو بیت گئے ہیں کئو سال
اُن کی دین دَیا ہے ، مورا دان دہیج یہ سگرا
مَیں تو کچھ بھی نہیں تھی اُوہی کر گئے ہیں مالا مال
پتیم کا سے کہوں میں تُم بن دُکھ بپتا یہ اپنی
آئی دُوار پہ تھارے ، اب تو کہہ کے جاؤں گی حال

ساچی بات سُنو تُم ، من کا بیچ تنی ہے یہ نصیرؔ
اُو کا دِین دھرم ہے ، زہرؓا و محمدؐ کی آل

بحضورِ
شیخ المشارقِ والمغارب' پیرانِ پیر' غوثِ اعظم دستگیر' محبوبِ سبحانی
حضرت السیّد الشیخ عبدالقادر الجیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مورے جگ اُجیارے غوث پیا — تورا قائم سدا بغداد رہے

زہراؓ کی آنکھ کا تارا ہے — حسنینؓ کا راج دُلارا ہے
یہ شہر تورا آباد رہے — تورا قائم سدا بغداد رہے

اے ابنِ علیؓ لج پال ہے تُو — محبوبِ خدا کی آل ہے تُو
کچھ رُوحانی امداد رہے — تورا قائم سدا بغداد رہے

جو کچھ ہُوں بُری ہُوں بھلی ہُوں مَیں — تیرے ٹکڑوں ہی سے پلی ہُوں میں
تُو شاد رہے' آباد رہے — تورا قائم سدا بغداد رہے

سَو جان سے مَیں تجھ پر واری — ہونٹوں پہ دُعا ہے یہ جاری
دُکھ درد سے دل آزاد رہے — تورا قائم سدا بغداد رہے

دل تورے نگر کا دیوانہ — لِلّٰہ کرم کچھ فرمانا
کیوں رنج رہے' فریاد رہے — تورا قائم سدا بغداد رہے

جیسے ہر دُکھ میں پاس ہے تُو   ہر ٹُوٹے دل کی آس ہے تُو
مجھ دُکھیاری کی یاد رہے   تورا قائم سدا بغداد رہے

کچھ بھیک عطا ہو رُوحانی   مَیں ہُوں مہرِؒ علی کی دیوانی
تیرا کُوچہ یونہی آباد رہے   تورا قائم سدا بغداد رہے

ترے ہجر میں تھے مجبور سے ہم   تورے دوارے آئے ہیں دُور سے ہم
آنکھیں ٹھنڈی، دل شاد رہے   تورا قائم سدا بغداد رہے

کچھ فکر نہ ہو وسواس نہ ہو   رکھنے کو کچھ بھی پاس نہ ہو
بس دل میں تمہاری یاد رہے   تورا قائم سدا بغداد رہے

ترے کارن جینا مَرنا ہے   رونا ہے، آہیں بھرنا ہے
برباد ہے دل، برباد رہے   تورا قائم سدا بغداد رہے

بیشک پیرانِ پیر ہے تُو   دُکھ درد میں سب کا نصیر ہے تُو
دُکھیاری یہ کیوں ناشاد رہے
تورا قائم سدا بغداد رہے

حضرت میراں مُحی الدین
الشیخ السید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ
دی بارگاہ وچ

یا غوثَ الاعظمؒ جیلانی فیض ترا لاثانی
لَو دیون گے محشر توڑی تیرے نقش نُورانی
تُوں پنج تن دے گھر دا چانن، تُوں شیخِ حقّانی
حضرت میراں عبدؒالقادر محبوبِ سُبحانی
حسبوں نسبوں سُچّا سیّد، پُھل باغِ زہراؓ دا
صورت سیرت حَسنؓ حُسینؓ، بیٹا شیرِؓ خدا دا
تُوں غوثاں قُطباں دا والی، ولیاں دا سرمایہ
نیکاں پاکاں دی وڈیائی، نبیاں دا ہم سایہ
تیرے دروازے تے آ کے سب نے سِیس نوایا
ناں تیرا ہر پیر نے جَپیا، تینوں رب وڈیایا
درس دِتا توحید دا جگ نُوں، کفر تے شرک مٹایا
قرآنی تعلیم تے چل کے، سُنّت نُوں اپنایا

حضرت میراںؒ ! تیرے دَر تے میں ایہہ لِکھیا پایا

اُس کھویا، جو دُور کھلویا ، اُس پایا، جو آیا

ہر کارے را مَردے باشد، ہر مَردے را کارے

مُنکر پانی پانی ہوون ، عاشق لین نظارے

کرن تجلّی اہلِ ظاہر، آکھے ربّ تعالیٰ

مَیں جس نُوں جو چاہواں دیواں ، مُنکر دا مُنہ کالا

حشر دہاڑے کم آوے گا ایہہ مضبُوط حوالا

حُبِّ نبیؐ تے مہرِ علیؓ دی تُوں بخشی جو مالا

تیری مہر عنایت ورنہ مَیں کوجھا کس کم دا

پاویں خیر غریب نوازا ! کھولیں باب کرم دا

تُوں آقا! تُوں صاحب سائیں! مَیں باندی آں دردِی

تُوں تاجاں تے تختاں والا ، مَیں گولی مَیں بردی

سَو سَو وار مَیں تھیواں صدقے، لکھ لکھ واری، واری

اِس محبوبی شان تری تُوں خلقت ہے بلہاری

یکسر محو دلاں تھیں ہوئی حسرت باغ اِرَم دی

لے آئی در تیرے شاہا کھچ کے آس کرم دی

سانوں وچ فقیری چجدے کپڑے ساوے سُوہے

جیلانی رنگ آزلوں مِلیا، کیوں جایئے ہر بُوہے

خالی دَر تُوں موڑ نہ سخیا دے خیرات حُسن دی

بے شک تیرے ہتھ پھڑائی، رب نے ڈور زمن دی

نانا تیرا پاک محمدؐ مالک بحر تے بَر دا

دادا تیرا حیدرؓ فاتح بدر اَتے خیبر دا

خُلق پیمبر دا تُساں اپنی رگ رگ وچ رچایا

بُریاں نال کریمی کیتی ، مندیاں نُوں گل لایا

حضرت میراںؒ ! تیرے دَر دا ہے دستور نرالا

ہر کوئی پاوے فیض برابر کیہ ادنیٰ، کیہ اعلیٰ

تیرا بحر عنایت جس دَم موج اپنی تے آوے

ہر قطرے نوں بحر بناوے ، ہر ذرّہ رشناوے

ساڈی اے سِرورتی کوئی مَنّے یا نہ مَنّے

غم دے شوہ وچوں توں لاویں پَل وچ بیڑا بنّے

بخشیں دین ایمان، تحفُّظ، عزّت تے خوشحالی

سَخیا تیرے دَر تے آ کے مانگت مُڑے نہ خالی

اسیں وچارے کرماں مارے، تُوں کرماں دا والی

اسیں کنگال غریب نمانے، تیریاں شاناں عالی

اسیں ایانے، کوجھے، کملے، تُوں سُلطان حُسن دا

لج پالا لج پالیں ساڈی، تُوں لج پال زَمَن دا

تُوں لج پال پریتاں والا اسیں غریب نمانے

جے نہ جانیں تُوں لج پالا سانوں کون سیانے

تُوں کنعانِ فقر دا یُوسف اسیں قدیمی بردے

سخیاں دے گھر تھوڑ نہ کائی نظر کرم دی کردے

خیر جنابوں پاویں سخیا پُر کر دیویں کاسہ

ایس نصیر ترے لئی شاہا! ہور نہ کوئی پاسہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی چادر

الٰہی! سَر پہ رہے دستگیرؒ کی چادر

کہ پردہ پوش ہے پیرانِ پیرؒ کی چادر

نظر میں ہے شہِ گردوں سریر کی چادر

زہے نصیب، ملی دستگیرؒ کی چادر

شریکِ عُرسِ مبارک ہُوئے ہیں اہلِ صفا

زمانہ دیکھ لے غوثِؒ کبیر کی چادر

جسے حسینؓ و حسنؓ سے نبیؐ سے نسبت ہو

وہ آ کے دیکھے جنابِ امیرؓ کی چادر

متاعِ کون و مکاں تار تار میں ہے نہاں

ردائے فقر و وِلا ہے فقیر کی چادر

ادب سے لوگ چُھوئیں، پھر لگائیں آنکھوں سے
یہ ہے رسولِؐ خدا کے وزیر کی چادر

نگاہ و دل ہیں حقیقت کے نُور سے روشن
کہ ہے یہ مُرشدِ روشن ضمیر کی چادر

ہمیں نصیب زیارت ہے، اے خوشا قسمت!
کھڑے ہیں سَر پہ لیے، اپنے پیر کی چادر

خُلوصِ دل سے وُہ لایا ہے نذر کرنے کو
قبول کیجیے اپنے نصیؔر کی چادر

بحضورِ

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

شاہِ بغداد ! سدا بول ہے بالا تیرا
کیوں نہ ہو، صاحبِ معراج ہے بابا تیرا

پرتوِ سُورۂ یٰسیں، لب و لہجہ تیرا
ایک شہپارۂ تطہیر ہے چہرا تیرا

نَبَوی ضَو، عَلَوی رنگ، بتُولی عِفّت
حَسَنی اور حُسینی ہے سراپا تیرا

جوہرِ شبّرؓ و شبّیرؓ سے پا کر ترکیب
ہو گیا کیا نَسَبی رنگ دوبالا تیرا

چُھپ گئے سامنے اُس کے عُرَفا، مثلِ نجُوم
مطلعِ فقر پہ خورشید جو چمکا تیرا

یُوں تو سب اہلِ ولایت نے مراتب پائے
پر کسی شخص نے پایہ نہیں پایا تیرا

پا سکا تیرے سوا کون مقامِ مخدع
تجھ سے مخصوص ہے یہ رُتبۂ اعلیٰ تیرا

کر گیا ماند ولایت کے درخشاں سب چاند
لاڈلا یہ پِسر اے سیّدہ زہراؓ ! تیرا

عہد تک تیرے نہیں تیرا تصرّف محدود
سچ تو یہ ہے کہ ہر اک عہد ہے شاہا تیرا

قصرِ اَفضال کے اَبواب ہُوئے وا تجھ پر
نافذ و رائج دارین ہے سِکّہ تیرا

کون سے سِلسلہ کو تُو نے مُعطّر نہ کیا
کون سے گُلکدہ میں رُوپ نہ جھلکا تیرا

قُربتِ ذات میں ہے تیرا قیام اور سُجُود
عرش کی پاک فضائیں ہیں مُصلّے تیرا

ذہنِ تیرہ پہ اُترتی ہے ستاروں کی برات
کبھی لاتا ہُوں تصوّر میں جو مُکھڑا تیرا

رنگ والوں کے بھی رنگ اُڑ گئے تیرے آگے
ذاتِ بے رنگ نے وہ رنگ جمایا تیرا

تُو ولایت کا وہ دُولہا ہے کہ با عجز و نیاز
اولیاء پڑھتے ہیں ہر دَور میں سہرا تیرا

اصفیاء ہیں تری غوثیّتِ کبریٰ کے مُقر
ہمہ اقطابِ جہاں دیتے ہیں پہرا تیرا

حُسن میں ، علم و جلالت میں ، مسیحائی میں
کوئی ثانی نہیں اے دلبرِ زہراؓ ! تیرا

جان و دل وارتی اے یُوسفِ یعقوبِ عرب
دیکھ پاتی جو زُلیخا رُخِ زیبا تیرا

دیکھ کر سیّدِ لولاکؐ کا اندازِ جمال
انبیاء چُوم نہ لیں حشر میں ماتھا تیرا

جُنبشِ لب سے ہے اَبوابِ اجابت کی کُشاد
رد نہیں کرتی مشیّت بھی تقاضا تیرا

اُس نے مخمور کیے بادہ کشانِ وحدت
کاسۂ وصل سے اک گھونٹ جو چھلکا تیرا

جو کہا تُو نے وہ مأمور مِنَ اللہ ہو کر
اپنی خواہش سے نہیں کوئی بھی دعوٰی تیرا

جادۂ رُشد ، ترے شہر کی ایک ایک گلی
حلقۂ فیض ، وہ درس اور وہ اِفتا تیرا

ابدیّت کی علامت ہے ترا نُورِ جبیں
جلوۂ ذات کا آئینہ ہے جلوا تیرا

تُو نے تاریکیٔ طاغوت کا دل چیر دیا
ابنِ زہراؓ ! یہ تدبّر ، یہ کلیجا تیرا

بندہ قادر کا ہے تُو اور ہے قادر کو دوام
ہم رہیں یا نہ رہیں ، نام رہے گا تیرا

کچھ ملائک بھی ہیں قُدرت کی طرف سے مامور
کوہِ شہرت پہ بجاتے ہیں جو ڈنکا تیرا

تاجداروں کا تصرّف ہے زمیں تک محدُود
سرزمینِ دلِ انساں پہ ہے قبضہ تیرا

لرز اُٹھتے ہیں سلاسل کے سفینے سارے
قادری اَوج پہ چڑھتا ہے جو دریا تیرا

بخُدا مُلکِ ولایت میں رسالت کے بعد
حشر تک کا جو زمانہ ہے ، وہ تنہا تیرا

وہ مُقدّر کے دھنی تھے کہ جنھوں نے پایا
دل نشیں عہد ، وہ اک دَور سُنہرا تیرا

باعثِ فخر ہے عاقل کے لیے تیرا جُنُوں
پاک ذہنوں کے لیے رزق ہے سودا تیرا

مَیں غلام اور تُو آقا ، مَیں سوالی ، تُو کریم
طے ازل میں ہُوا رشتہ یہی ، میرا تیرا

حکم پر شمع کی لَو ، پھیر دے طوفان کا رُخ
سگ لڑے شیر سے ، پائے جو اشارا تیرا

تُو ہے اُمّت کا وہ نوشاہ کہ اقطابِ جہاں
جھولیاں بھرنے کو گاتے ہیں بدھاوا تیرا

تھا دلِ ارض میں پامالیٔ پیہم کا ملال
مُہرِ اِعزاز بنا نقشِ کفِ پا تیرا

کیوں نہ بیٹھے وہ ترے در پہ رما کر دُھونی
جس کا سرمایہ ہو لے دے کے بھروسا تیرا

بخت اُس کا ہے ، کرم اُس پہ ہے ، توقیر اُس کی
جس کی نظروں میں ہو دربارِ مُعلّیٰ تیرا

کیوں فرشتے نہ ستاروں سے بھریں مانگ اُس کی
وہ سُہاگن ، جسے آ جائے بُلاوا تیرا

اپنے کُوچے میں جگہ دے کہ نہ جائے گا کہیں
تیرے در سے یہ نمک خوار پُرانا تیرا

میرے نزدیک ، نہیں یہ کسی اِعزاز سے کم
گر کہیں لوگ مجھے بندۂ رُسوا تیرا

جس پہ ہو جاتے ہیں مخلوق کے دروازے بند
کھٹکھٹاتا ہے وہ آخر درِ والا تیرا

سبز گُنبد کی تجلّی سے ہے اُس کا رشتہ
کیوں نہ پھر مہبطِ انوار ہو روضہ تیرا

قبر ہو ، حشر ہو ، یا پُل ہو کہ میزانِ عمل
ہم غلاموں کے سروں پر رہے سایہ تیرا

وہ بھٹکنے نہیں پاتا کبھی راہِ حق سے
سامنے جس کے رہے اُسوۂ عُلیا تیرا

کیفِ نظّارہ سے محرُوم ہے چشمِ اعمٰی
جس کے پاس آنکھ ہے تکتا ہے وہ رستہ تیرا

حیف صد حیف کہ کچھ پست نظر، پست اندیش
اِس پہ کُڑھتے ہیں کہ اُونچا ہے ستارا تیرا

دستِ مشّاطۂ قدرت نے سنوارا ہے تجھے
لاکھ سر مارے ، بگاڑے گا کوئی کیا تیرا

تجھ کو کیا فِکر ، کوئی تیرا بنے یا نہ بنے
شاہِ بطحا ترے ، اللہ تعالیٰ تیرا

روک سکتا ہے اُبھرنے سے کوئی سورج کو ؟
ایک چڑھتا ہُوا خورشید ہے چرچا تیرا

دو سفینوں میں بیک وقت سفر، ناممکن
یا تو دُنیا کا رہے بن کے کوئی ، یا تیرا

ساتھ رہتی ہے سدا تیرے تعاون کی برات
نام لیوا کبھی رہتا نہیں تنہا تیرا

جسمِ اعمال برہنہ ہے، خُدارا اِسے ڈھانپ
کہ خطا پوش ہے دامانِ مُعلّٰی تیرا

گھیر رکھّا ہے مجھے بھی شبِ رُسوائی نے
مَیں بھی ہُوں منتظر اے صُبحِ تجلّٰی تیرا

جس نے دُنیا میں کہا غوث ہیں میرے میرے
وہ قیامت میں بھی کہلائے گا تیرا تیرا

بخت جاگا ، جو تجھے خواب میں دیکھا اک بار
کیا مُقدّر ہے کہ جلوہ نظر آیا تیرا

عقل دی ، علم دیا ، نام دیا ، نسبت دی
مجھ سے ناچیز پہ احسان ہے کیا کیا تیرا

تیر بیکار ہے ، گر ساتھ نہ دے زورِ کماں
نام میرا ہے ، مگر کام ہے سارا تیرا

جس نے کھائی ہے ترے نام پہ مِٹنے کی قسم
ہے نصیرؔ ایک وہ باقاعدہ شیدا تیرا

گر نصیرؔ اہلِ ستم پنجۂ تُو برتابند
ہرگز از دست مدہ دامنِ آں ذاتے را

مخمّس در مدحِ
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آستاں ہے یہ کس شاہِ ذیشان کا ، مرحبا مرحبا
قلب ہیبت سے لرزاں ہے انسان کا ، مرحبا مرحبا
ہے اثر بزم پر کس کے فیضان کا ، مرحبا مرحبا
گھر بسانے مری چشمِ ویران کا ، مرحبا مرحبا
چاند نکلا حسنؓ کے شبستان کا ، مرحبا مرحبا

سر کی زینت عمامہ ہے عرفان کا ، مرحبا مرحبا
جُبّہ تن پر محمدؐ کے اِحسان کا ، مرحبا مرحبا
رنگ آنکھوں میں زہرؓا کے فیضان کا ، مرحبا مرحبا
رُوپ چہرے پہ آیاتِ قرآن کا ، مرحبا مرحبا
سج کے بیٹھا ہے نوشاہ جیلان کا ، مرحبا مرحبا

بزمِ کون و مکاں کو سجایا گیا ، آج صلِّ علیٰ
سائباں رحمتوں کا لگایا گیا ، آج صلِّ علیٰ
انبیا اولیا کو بلایا گیا ، آج صلِّ علیٰ
ابنِ زہرؓا کو دولہا بنایا گیا ، آج صلِّ علیٰ

عُرس ہے آج محبوبِ سبحان کا ، مرحبا مرحبا

آسماں منزلت کس کا ایوان ہے ، واہ کیا شان ہے
آج خلقِ خدا کس کی مہمان ہے ، واہ کیا شان ہے
لَاتَخَفْ کس کا مشہور فرمان ہے ، واہ کیا شان ہے
بالیقیں وہ شہنشاہِ جیلان ہے ، واہ کیا شان ہے

حق دیا جس کو قدرت نے اعلان کا ، مرحبا مرحبا

ہر طرف آج رحمت کی برسات ہے ، واہ کیا بات ہے
آج کھلنے پہ قفلِ مہمات ہے ، واہ کیا بات ہے
چارسُو جلوہ آرائیِ ذات ہے ، واہ کیا بات ہے
کوئی بھرنے پہ کشکولِ حاجات ہے ، واہ کیا بات ہے

جاگنے کو مقدر ہے انسان کا ، مرحبا مرحبا

کوئی محوِ فغاں، کوئی خاموش ہے، اب کسے ہوش ہے
سازِ مُطرب کی لے نغمہ بردوش ہے، اب کسے ہوش ہے
عقل حیرت کے پردے میں رُوپوش ہے، اب کسے ہوش ہے
بزم کی بزم مستی در آغوش ہے، اب کسے ہوش ہے

پی کے ساغر علیؓ کے خُمستان کا ، مرحبا مرحبا

کیا حسیں منظرِ جُود و اِکرام ہے ، دعوتِ عام ہے
اہلِ دل کی نظر مستی آشام ہے ، دعوتِ عام ہے
حشر تک مُدّتِ گردشِ جام ہے ، دعوتِ عام ہے
دستِ جبریلؑ مصروفِ اِطعام ہے ، دعوتِ عام ہے

کھاؤ صدقہ علیؓ شاہِ مردان کا ، مرحبا مرحبا

شمعِ توحید دل میں جلا کر پیو ، دل لگا کر پیو
شاہِ بطحاؐ کی خیرات پا کر پیو ، دل لگا کر پیو
نغمۂ کاسۂ[1] وصل گا کر پیو ، دل لگا کر پیو
آنکھ مہرؒ علی سے ملا کر پیو ، دل لگا کر پیو

خُود پلانے پہ ساقی ہے جیلان کا ، مرحبا مرحبا

1- قصیدۂ غوثیہ کے مطلع سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ کی طرف اشارہ۔

ہے عجب حُسن کا بانکپن سامنے ، اک چمن سامنے
اہلِ تطہیر ہیں خیمہ زن سامنے ، پنجتن سامنے
ہے یہ رُوئے حسنؓ کی پھبن سامنے ، یا حسنؓ سامنے
جلوہ فرما ہیں غوثِ زمن سامنے ، ضَوفگن سامنے

دیکھئے کیا بنے چشمِ حیران کا ، مرحبا مرحبا

گُلشنِ مصطفٰی کی پھبن اور ہے ، یہ چمن اور ہے
شاہِ ابرار کی انجمن اور ہے ، یہ چمن اور ہے
بُوئے گُلدستۂ پنجتن اور ہے ، یہ چمن اور ہے
شانِ آلِ حسینؓ و حسنؓ اور ہے ، یہ چمن اور ہے

سرمدی رنگ ہے اِس گُلستان کا ، مرحبا مرحبا

فقر کی سلطنت طُرفہ سامان ہے ، رحمت ایوان ہے
اِس کے زیرِ نگیں قلبِ انسان ہے ، عجز عنوان ہے
کس کا دستِ نظر کاسہ گردان ہے ، عقل حیران ہے
اِک ولی زیبِ اورنگِ عرفان ہے ، واہ کیا شان ہے

سر جُھکے ہے یہاں میر و سُلطان کا ، مرحبا مرحبا

ہر گھڑی مہرباں ذاتِ باری رہے ، فیض جاری رہے
خاک بوسی پہ بادِ بہاری رہے ، فیض جاری رہے
عالمِ کیف میں بزم ساری رہے ، فیض جاری رہے
بیخودی تیرے مستوں پہ طاری رہے ، فیض جاری رہے

مینہ برستا رہے تیرے احسان کا ، مرحبا مرحبا

عرشِ اسرار تک جس کی پرواز ہے ، طُرفہ انداز ہے
علمِ لاہُوت کا حاصل اعزاز ہے ، طُرفہ انداز ہے
زہد و تقوٰی میں یکتا و مُمتاز ہے ، طُرفہ انداز ہے
آبروئے چمن قامتِ ناز ہے ، طُرفہ انداز ہے

پیر مہرؒ علی قُطبِ دوران کا ، مرحبا مرحبا

گولڑے کی زمیں کتنی مسعود ہے ، خطّۂ جُود ہے
ابن مولا علیؓ جس میں موجود ہے ، خطّۂ جُود ہے
کیا حسیں منظرِ شانِ معبود ہے ، خطّۂ جُود ہے
ہر ایاز اِس کا ہمدوشِ محمود ہے ، خطّۂ جُود ہے

اوج پایا ہے برجیس و کیوان کا ، مرحبا مرحبا

تیرے دیوانے حاضر ہیں سرکار میں ، آج دربار میں
سر جُھکائے جنابِ گُہر بار میں ، آج دربار میں
بن کے سائل تری بزمِ انوار میں ، آج دربار میں
یُوسفِ مصرِ دل تیرے بازار میں ، آج دربار میں

جشن ہے کیا دل افروز عرفان کا ، مرحبا مرحبا

دربدر مفت کی ٹھوکریں کھائے کیوں، ہاتھ پھیلائے کیوں
مانگنے کُوئے اغیار میں جائے کیوں، ہاتھ پھیلائے کیوں
اُسکے ناموسِ غیرت پہ حرف آئے کیوں، ہاتھ پھیلائے کیوں
دل قناعت کی ضَو سے نہ چمکائے کیوں، ہاتھ پھیلائے کیوں

جو نمک خوار ہو پیرِ پیران کا ، مرحبا مرحبا

شاہِ جیلاںؒ کی چوکھٹ سلامت رہے، تا قیامت رہے
نقشِ پا کا چمن پُر کرامت رہے، تا قیامت رہے
خَلعتِ اِجتبا زیبِ قامت رہے، تا قیامت رہے
سر پہ ولیوں کا تاجِ امامت رہے، تا قیامت رہے

سلسلہ غوثِ اعظمؒ کے فیضان کا ، مرحبا مرحبا

وارثِ خاتمُ المرسَلیں آپ ہیں ، بالیقیں آپ ہیں
قصرِ زہراؓ کا نقشِ حسیں آپ ہیں، بالیقیں آپ ہیں
دینِ برحق کے مُحی و مُعیں آپ ہیں، بالیقیں آپ ہیں
بزمِ عرفاں کے مسند نشیں آپ ہیں، بالیقیں آپ ہیں

ہر ولی طفل ہے اِس دبستان کا ، مرحبا مرحبا

مظہرِ ذاتِ ربِّ قدیر آپ ہیں ، دستگیر آپ ہیں
کاروانِ کرم کے امیر آپ ہیں ، دستگیر آپ ہیں
شاہِ بغداد پیرانِ پیر آپ ہیں ، دستگیر آپ ہیں
اِس نصیرِ حزیں کے نصیر آپ ہیں ، دستگیر آپ ہیں

کوئی ہمسر نہیں آپ کی شان کا ، مرحبا مرحبا

در مدحِ حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانیؒ

حق ادا و حق نُما بغداد کی سرکار ہے
کیا تجھے بتلاؤں، کیا بغداد کی سرکار ہے

مرجعِ اہلِ صفا بغداد کی سرکار ہے
سربراہِ اولیا بغداد کی سرکار ہے

اِتباعِ اُسوۂ خیرالورٰی میں عمر بھر
پیکرِ خوفِ خدا بغداد کی سرکار ہے

جس کی حق گوئی سے اہلِ شرک وبدعت کانپ اُٹھے
ترجماں توحید کا بغداد کی سرکار ہے

میری تیری حمد میں حرص وغرض بھی ہے شریک
لائقِ حمدِ خدا بغداد کی سرکار ہے

قاضی الحاجات کے در پر رہا جو سجدہ ریز
عجز کی وہ انتہا بغداد کی سرکار ہے

شب کی تاریکی میں تنہا دست بستہ اشک بار
حاضرِ بابِ عطا بغداد کی سرکار ہے

دن کو مصروفِ عبادت شام کو سرگرمِ ذکر
شب کو محوِ التجا بغداد کی سرکار ہے

اولیا کے ساتھ اطلاقِ ولایت میں شریک
شان میں سب سے جدا بغداد کی سرکار ہے

علم و حکمت میں علیؓ مولیٰ کا سجّادہ نشیں
رازدارِ ھــل اتــیٰ بغداد کی سرکار ہے

کیا نبوت کے جہانوں میں ہے ذاتِ مصطفیٰ
فقر کی دُنیا میں کیا بغداد کی سرکار ہے

جہل کی بنجر زمیں کو جس نے جل تھل کردیا
علم کی ایسی گھٹا بغداد کی سرکار ہے

قُدرتیں پائیں، مگر قُدرت پہ اِترایا نہیں
شرحِ تسلیم و رضا بغداد کی سرکار ہے

ہاتھ اُٹھتے تھے مگر مولیٰ کی مرضی دیکھ کر
واقفِ سرِّ دُعا بغداد کی سرکار ہے

دین کو کس نے کیا زندہ جب اُٹھا یہ سوال
کہہ اُٹھی خلقِ خدا بغداد کی سرکار ہے

ذاتِ باقی پر مٹا کر اپنی فانی ذات کو
دھر میں نقشِ بقا بغداد کی سرکار ہے

منبعِ حُبِّ نبی ' سرچشمۂ مہرِ علی
وارثِ آلِ عبا بغداد کی سرکار ہے

انبیا کو ناز جس پر' اولیا کو جس پہ فخر
صاحبِ بختِ رسا بغداد کی سرکار ہے

جس کے ہاتھوں پر ہوئیں ظاہر کراماتِ کثیر
حیرتوں کی انتہا بغداد کی سرکار ہے

عقلِ ظاہر جس کی چوکھٹ پر رگڑتی ہے جبیں
ایسی قدرت آزما بغداد کی سرکار ہے

عبدِ قادر ہے مگر قادر نے وہ بخشا مقام
مرکزِ رُشد و ہُدیٰ بغداد کی سرکار ہے

آج بھی پاتے ہیں اربابِ طلب در پردہ فیض
کیا عطا کا سلسلا بغداد کی سرکار ہے

جس کی صورت دیکھنے سے یاد آ جائے خدا
ایسا عبدِ حق نُما بغداد کی سرکار ہے

اُونچے اُونچوں نے سرآنکھوں پر لیا جس کا قدم
وہ انوکھا پیشوا بغداد کی سرکار ہے

جو خدا کا نام لے کر شرک سے ٹکرا گئے
کربلا والے ہیں یا بغداد کی سرکار ہے

پیر تیرا کون ہے محشر میں جب پوچھا گیا
مَیں نے برجستہ کہا بغداد کی سرکار ہے

نقشبندی سہروردی ہوں کہ چشتی سب کے سب
مقتدی ہیں' مقتدٰی بغداد کی سرکار ہے

وعظ فرماتا رہا منبر پہ جو چالیس سال
وہ خطیبِ حق نوا بغداد کی سرکار ہے

برسرِ منبر تکلم سن کے بول اُٹھتے عرب
ہیں علیؓ یا لب کشا بغداد کی سرکار ہے

چاہنے والوں کے دل میں آنکھ میں ادراک میں
جلوہ فرما جا بجا بغداد کی سرکار ہے

دل نے پوچھا کون ہے ولیوں سے رُتبے میں بڑا
غیب سے آئی ندا بغداد کی سرکار ہے

کیا بگاڑے گی ترا سر مارلے دُنیا نصیرؔ
پُشت پر تیری سدا بغداد کی سرکار ہے

بحضورِ

جگر گوشۂ بتولؓ، عطائے رسولؐ، سُلطانُ الہند، غریب نواز

حضرت سیّد معین الدّین حسن چشتی اجمیری قدس سرہٗ العزیز

ادب سے عرض ہے با چشمِ تر غریب نوازؒ !

اِدھر بھی ایک اُچٹتی نظر، غریب نوازؒ !

مِرے جنوں میں ہو تُم مُستتر غریب نوازؒ !

مِرا جُنوں ہے تمہاری خبر، غریب نوازؒ !

بہت دنوں سے ہے ذوقِ سفر، غریب نوازؒ !

نگاہِ شوق میں ہے رہگزر، غریب نوازؒ !

جنہیں ہوس ہے اُنہیں سیم و زر، غریب نوازؒ !

اِدھر تو صرف کرم کی نظر، غریب نوازؒ !

نوازیئے مجھے جلدی نوازیئے خواجہؒ

نہ دیکھیئے مِرے عیب و ہنر، غریب نوازؒ !

معینِ دین، رسالت بھی ہے، ولایت بھی

کہ مُبتدا ہیں محمدؐ، خبر، غریب نوازؒ !

تمہارے نام پہ مٹتے رہیں گے دیوانے

نہ مِٹ سکے گا تمہارا اثر، غریب نوازؒ !

جنہیں نصیب گدائی تمہارے دَر کی ہے

غنی رہیں گے وہی عُمر بھر، غریب نوازؒ !

وہ کم نظر ہیں نہ دیکھیں تمہیں جو اُلفت سے

وہ بے بصر ہیں، اُنہیں کیا خبر، غریب نوازؒ !

بہ فیضِ حضرتِ پیرانِ پیرؒ و آلِ عبّاؑ

تمہارے سائے میں ہے، گھر کا گھر، غریب نوازؒ !

زہے نصیب، دو گونہ عُروج حاصل ہے

اِدھر مِرے شہِ جیلاںؒ، اُدھر غریب نوازؒ

خبر نہیں کہ غریبوں کا حشر کیا ہوتا

خدا تمہیں نہ بناتا اگر "غریب نوازؒ"

تمہارے دَر سے قیامت ہی اب اُٹھائے گی

یہاں سے جائیں تو جائیں، کدھر غریب نوازؒ !

مِرے مذاقِ طلب کی بھی لاج رہ جائے

یہ منحصر ہے کرم آپ پر، غریب نوازؒ !

تمہارے لُطف و کرم سے پتا چلا مجھ کو
نہیں ہے آہ مِری بے اثر، غریب نوازؒ !

سَرِ نیاز کو تُم نے بُلندیاں بخشیں
کمالِ فخر سے اُونچا ہے سَر، غریب نوازؒ !

نصیرؔ ! خواجۂ اجمیر اِس لیے ہیں کریم
کہ ہے ازل سے محمدؐ کا گھر "غریب نواز"

بحضورِ

سُلطانُ الہند، عطائے رسولؐ، خواجۂ خواجگان

حضرت سیّد معینُ الدّین حسن چشتی اجمیری قدس سرہٗ

دل رُبا، دل نشیں، معینُ الدّینؒ — بھُولتے ہیں کہیں، معینُ الدّینؒ ؟

واقفِ سرِّ دیں معینُ الدّینؒ — نازِ اہلِ یقیں، معینُ الدّینؒ

زُبدۃُ العارفیں، معینُ الدّینؒ — حق جہاں ہے وہیں، معینُ الدّینؒ

ہو گئی اُن سے دین کی تجدید — رُوحِ دینِ مُبیں، معینُ الدّینؒ

رہبرِ سالکانِ راہِ طلب — منزلِ اہلِ دیں، معینُ الدّینؒ

ہم نے ہر سُو نگاہ دوڑائی — کوئی تُم سا نہیں، معینُ الدّینؒ

جس نے چُومے ترے قدم اک بار — ہے فلک وہ زمیں، معینُ الدّینؒ

لوحِ ہستی پہ جگمگاتے ہیں — بن کے نقشِ حسیں، معینُ الدّینؒ

تُم سے روشن ہے جادۂ اُلفت — سوزِ جاں کے امیں، معینُ الدّینؒ

بات ہر اک تمہاری مثلِ گُہر — لفظ اک اک نگیں، معینُ الدّینؒ

غم و آلام نے جہاں گھیرا — یاد آئے وہیں، معینُ الدّینؒ

خادمِ آستانِ عالی ہے
یہ نصیرِ حزیں، معینُ الدّینؒ

بحضورِ خواجۂ بزرگ

حضرت خواجہ سیّد معین الدّین حسن چشتی اجمیریؒ

مِرا جہاں میں ظہور و خفا مُعینی ہے
میں وہ ہُوں جس کی فنا و بقا مُعینی ہے

ہم اہلِ چشت ہیں خواجہؒ کے چاہنے والے
ہمارے شہر کی آب و ہَوا مُعینی ہے

کُھلا ہُوا ہے درِ غوثِ پاکؒ و خواجہ مُعینؒ
یہ قادری تو وہ دارُالشّفا مُعینی ہے

وِلائے خواجہؒ سے سرشار ہیں تمام ولی
خدا گواہ کہ ہر با خدا مُعینی ہے

جِلو میں اپنے ہجومِ تجلّیات لیے
یہ کوئی قادری بیٹھا ہے ، یا مُعینی ہے

گدائے خواجۂ اجمیرؒ ہوں بحمدِ اللہ
مِری حیات کا رنگِ غِنا مُعینی ہے

مِرے طریق سے خارج ہے مصلحت کوشی
فقیر قول و عمل میں کُھلا مُعینی ہے

مثالِ آئنہ شفّاف ہے مِری فطرت
خدا کا شکر کہ جوہر مِرا مُعینی ہے

مِری سرشت میں شامل ہے خوئے بُت شکنی
مِرا مزاج بہ فضلِ خدا مُعینی ہے

مُعینیوں کا تو شیوہ ہے قُربتوں کا فروغ
جو دُوریاں نہ مٹا دے وہ کیا مُعینی ہے

یہ ناقدانہ تخاطُب بجا ، مگر حضرت!
رہے خیال کہ بندہ ذرا مُعینی ہے

وہ جس نے پھول کھِلائے ہیں لفظ و معنٰی کے
وہ ایک شاعرِ رنگیں نوا مُعینی ہے

نصیرِ دینِ متیں خود کو کر دیا ثابت
نصیؔر! تُو تو بڑے کام کا مُعینی ہے

بحضورِ

حضرت مولٰنا جلال الدّین بلخی رُومی رحمتہ اللہ علیہ

پیرِ رُومیؒ ، آں معارف دستگاہ — خضرِ منزل بہرِ ہر گُم کردہ راہ

مُرشدِ پاکان و مخدومِ زَمَن — آں بہ تنہائی ، سراپا انجمن

گرمیٔ فکرش ، مثالِ آفتاب — مستفید از نفعِ اُو ہر شیخ و شاب

پیرِ رُومیؒ عکسِ حُسنِ مطلق است — اُو دلیلِ حق ، دلیلِ اُو حق است

از تقیُّد گوہرِ اطلاق چید — جلوۂ تنزیہ ، در تشبیہ دید

آدمی را آگہی از خویش داد — در نہادِ عبد ، طرحِ حق نہاد

خَم سَرِ اقبالؒ پیشِ فکرِ اُو — وقفِ مستی فطرتش از ذِکرِ اُو

اعترافِ عظمتش با صد نیاز — کرد اقبالؒ ، از سرِ تحصیلِ ناز

چوں ز شعرش مستی و حال آیدم — رشک بر اقبالِ اقبالؒ آیدم

مُرشدِ خُود گفت رُومیؒ را چرا — زانکہ آید از دَمَش بُوئے خدا

اِتّباعش بندہ را عالی کند — پَیروش تا حشر اقبالی کند

شادباش اے مظہرِ بابِ عُلُوم
آشنائے رمزِ عشق اے پیرِ رُومؒ !

اے جلال الدّینؒ ! امیرِ قونیہ — سیّدُ العُشّاق و پیرِ قونیہ

بایزیدؒ حُجرۂ ایمانیاں — اے جُنیدؒ و شبلیؒ رُوحانیاں

کعبۂ مستی ، دو چشمِ مستِ تو — اے گُشادِ کارِ ما ، از دستِ تو

سینہ ات ، گنجینۂ اسرارِ ذات — اے دلت معمور ، از انوارِ ذات

تشنگانِ شوق را کامے دہی — وز خُمستانِ ازل جامے دہی

سبزہ ہا اندر زمینِ مُردہ رُست — برتر از حدِّ تخیُّل مدحِ تُست

باشد ارشادِ تُرا انداز ہا — لفظ و معنیٰ را بہ فکرت ، ناز ہا

من کہ باشم تا بہ دامانَت رسم — یا بہ گردِ راہِ جولانت رسم

تُو سوارِ توسنِ مُلکِ بقا — من بخاک اُفتادۂ حرص و ہوا

در دو چشمت گوہرِ غلطانِ اشک — چشمِ من محروم از بارانِ اشک

سینہ ات روشن ز انوارِ خدا — سینہ ام تاریکِ محض و بے ضیا

در نگاہت ، جلوۂ رُوئے کسے — در نگاہم ، صورتِ خار و خسے

ذوقِ تو ذوقِ جُنیدؒ و بایزیدؒ — ذوقِ من نا معتبر ، اے صُبحِ عید

دستِ تو در وجد ، سُوئے آسماں — دستِ من بہرِ دُعائے آب و ناں

پائے تو در وجد و مستی جا بجا — پائے من از تنگ دستی ، جا بجا

چشمِ تُو بر حُسنِ مُطلق گشتہ وا — چشمِ من از خوابِ مطلق پَر گُشا

السّلام اے منبعِ فیضانِ عشق — السّلام اے نازشِ پاکانِ عشق

السّلام اے مرکزِ پرکارِ وجد — السّلام اے گرمئ بازارِ وجد

السّلام اے مُرشدِ رُوحانیاں — السّلام اے قبلۂ یزدانیاں

السّلام اے مُدرکِ سرِّ حیات — اے حقائق آگہِ ذات و صفات

السّلام اے در عطا دستِ تویَم

اے جبینت مطلعِ صُبحِ کرم

در مدحِ

سُلطانُ الزّاھدین فرید الملّتِ والحق

حضرت بابا فرید الدّین مسعُود گنجِ شکر فاروقی قدس سرّہٗ

ہُوئے ہیں دیدہ و دل محوِ شانِ گنجِ شکرؒ
زہے نصیب ، مِلا آستانِ گنجِ شکرؒ

وہ بِھیڑ دیکھیے ، وہ آستانِ گنجِ شکرؒ
نظر کے سامنے ہیں ، زائرانِ گنجِ شکرؒ

فلک پہ اوجِ ثُریّا ، نشانِ گنجِ شکرؒ
کُل اولیا میں نرالی ہے شانِ گنجِ شکرؒ

مجھے ہی فخر نہیں ہے نیاز مندی کا
ہیں سارے جنّ و ملک ، مدح خوانِ گنجِ شکرؒ

سدا بہار ہیں اِس کے تمام غُنچہ و گُل
خزاں کی زد میں نہیں ، گُلستانِ گنجِ شکرؒ

مٹھاس شہد کی ایک ایک حرف میں اُن کے
نَبات و قند سے شیریں ، زبانِ گنجِ شکرؒ

عجیب بِھیڑ ہے قصرِ جناں پہ حشر نُما
جدھر بھی دیکھو، اُدھر عاشقانِ گنجِ شکرؒ

لطیف تر ہیں عُروج و نُزول کی باتیں
سُنائے جائے کوئی، داستانِ گنجِ شکرؒ

حُصولِ قُربِ الٰہی تھی منزلِ مقصود
رُکا نہ اور کہیں، کاروانِ گنجِ شکرؒ

اِنہیں کے باغ کے گُل، صابرؒ و نظامُ الدّینؒ
بسے ہیں دل میں مِرے، دلبرانِ گنجِ شکرؒ

جو اِن کے دوست ہیں، وہ سُرخرو جہاں میں ہیں
ذلیل و خوار ہُوئے، دُشمنانِ گنجِ شکرؒ

جدھر بھی دیکھئے، ہے سامنے تجلّیِ ذات
جہانِ طُور ہے یکسر، جہانِ گنجِ شکرؒ

نصیرؔ! اپنی سی کوشش قلم نے کی، لیکن
تمام ہو نہ سکی، داستانِ گنجِ شکرؒ

در مدحِ
حضرت بابا فرید الدّین مسعود گنجِ شکرؒ

مُژدۂ تسکیں فزا گنجِ شکرؒ کا عرس ہے
غمزدوں کا آسرا گنجِ شکرؒ کا عرس ہے
زُہد میں کیا دھوم ہے گنجِ شکرؒ کی چار سُو
محفلِ ہستی میں کیا گنجِ شکرؒ کا عرس ہے
جس کو ہو شوقِ لِقا آتا ہے وہ آخر یہیں
اِس تڑپ کی انتہا گنجِ شکرؒ کا عرس ہے
اک بہشتِ امن ہے دروازۂ بابا فریدؒ
باعثِ دفعِ بلا گنجِ شکرؒ کا عرس ہے
عُمر بھر جس نے ملایا عبد کو معبود سے
آج اُس مردِ خدا گنجِ شکرؒ کا عرس ہے
لوگ آتے ہیں یہاں حق سے تعلّق جوڑنے
درسِ پیمانِ وفا گنجِ شکرؒ کا عرس ہے

پاؤں دھرنے کو جگہ ملتی نہیں ہے شہر میں
بھیڑ یہ کیسی ہے، کیا گنجِ شکرؒ کا عرس ہے؟
یا تو پھر بغداد میں ہے بارگاہِ دستگیرؒ
اہلِ دل کی عید یا گنجِ شکرؒ کا عرس ہے
کھینچتا تھا مجھ کو رضواں خُلد کی جانب نصیرؔ
وہ تو میں نے کہہ دیا گنجِ شکرؒ کا عرس ہے

درمدحِ

حضرت بابا فریدالدّین مسعود گنجِ شکرؒ

جانشینِ قُطبؒ و دلبندِ عُمرؒ کا عرس ہے
آج زُہدُالانبیا گنجِ شکرؒ کا عرس ہے
ہر طرف سے اُٹھ رہا ہے نعرۂ حق یا فریدؒ
کیا انوکھی آن، کس شانِ دگر کا عرس ہے
لوگ پلکوں کی طرح صف بستہ ہیں گردِ مزار
خواجہ اجمیریؒ کے منظورِ نظر کا عرس ہے
چشتیو! آؤ ذرا دیکھیں اجودھن کی بہار
اوج پر ہیں رونقیں، کس کرّوفر کا عرس ہے
سج رہا ہے آج دلہن کی طرح شہرِ فریدؒ
نور کی بارش میں بھیگے بام و در کا عرس ہے
جس کی چوکھٹ پر جُھکے دیکھے شہنشاہوں کے سر
فقر کی دنیا کے ایسے تاجور کا عرس ہے

غوثِ اعظمؒ کا نظر آتا ہے توحیدی جلال
سارے عُرسوں سے جدا گنجِ شکرؒ کا عرس ہے

قادری جلووں میں شامل ہیں فریدی رنگتیں
یوں لگے ہے جیسے یہ اپنے ہی گھر کا عرس ہے

مجھ سے گر پوچھے کوئی تو شمع کی لَو پر نصیرؔ
رقصِ پروانہ بھی گویا لمحہ بھر کا عرس ہے

بحضورِ
مظہرِ جلال و جمالِ یزدانی، مخدومِ ابرارِ چشتیاں، سُلطانُ المشائخ

حضرت نظامُ الدّینؒ اولیاء محبوبِ الٰہی زری زر بخش بدایونی دھلوی

قدس سرّہُ السّامی

تیرے دَر پر مَیں آیا ہُوں خواجہؒ، میرا تجھ بِن سہارا نہیں ہے
تیرے دیدار کی آرزو ہے، اور کوئی تمنّا نہیں ہے

مَیں نے دیکھے حسینانِ عالَم، کوئی تُم سا انوکھا نہیں ہے
جب سے دیکھی ہے صُورت تمہاری، کوئی نظروں میں جچتا نہیں ہے

مَیں ترے دَر کا ہُوں اک سوالی، کوئی ہے میرا وارث نہ والی
پھیرنا دَر سے سائل کو خالی، یہ کریموں کا شیوا نہیں ہے

اِن گداؤں کا کیا، یہ گدا ہیں، شاہ بھی تیرے دَر پر فدا ہیں
فیض جس پر نہ ہو تیرا خواجہؒ! کوئی دُنیا میں ایسا نہیں ہے

کیوں دُوئی کا یہاں ہو گُماں بھی، ہے بہارِ مدینہ یہاں بھی
دیکھ لے شہرِ خواجہؒ کی گلیاں، جس نے طیبہ کو دیکھا نہیں ہے

اُن کی آمد کا ہُوں انتظاری، جان و دل سے ہُوں اُن پر مَیں واری
لے اجل! آئی اُن کی سواری، یہ حقیقت ہے، دھوکا نہیں ہے

اک کرشمہ ہے اُن کی نظر میں، اک کشش چشمِ جادُو اثر میں
دیکھ لے جو بھی اک بار اُن کو، اُس کو پھر چین مِلتا نہیں ہے

منتظر اِن کی رحمت کے رہیئے، فیضِ رُوحانیاں اِس کو کہیئے
مانگ کر یہ بھی دیتے ہیں رب سے، یہ عنایت ہے، سودا نہیں ہے

میرے خواجہؒ کا یہ آستاں ہے، بٹ رہا ہے محمدؐ کا صدقہ
کوئی دامن تو پھیلا کے دیکھے، کون کہتا ہے، مِلتا نہیں ہے

کیا خبر تجھ کو کیا ہے عقیدت، جان لیوا ہے رسمِ محبّت
یار کے نام پر سَر کٹانا، عاشقی ہے، تماشا نہیں ہے

جام و ساغر تو اپنی جگہ ہیں، پینے والے سمجھتے ہی کیا ہیں
جس کو وہ اک نظر سے پلا دیں، اُس کو پھر ہوش آتا نہیں ہے

دل سے مَیں نے دُعا کی ہے اکثر، زیست کٹ جائے خواجہؒ کے دَر پر
دُور ہُوں، ہائے میرا مقدّر، میری قسمت مَیں ایسا نہیں ہے

میرا حصّہ یہیں ہے ازل سے، کس لیے میں کہیں اور جاؤں
میرے خواجہؒ کی چوکھٹ سلامت، اِس درِ پاک پر کیا نہیں ہے

پی لیا جامِ توحید مَیں نے، یہ کرم ہے نصیرؔ اِن کے دَر کا
مانگنے غیر کے دَر پہ جانا، میری غیرت نے سیکھا نہیں ہے

بحضورِ

مظہرِ جلالِ یزدانی حضرت خواجہ علاءُ الدّین علی احمد
صابر کلیری گیلانی قدس سرّہٗ

عاشقانِ ذاتِ حق کا مدّعا، کلیر میں ہے
غوثِؓ اعظم کا سجیلا دلرُبا، کلیر میں ہے

روشنی کی ایک نُورانی فضا، کلیر میں ہے
جلوہ گر صابرؒ ہے، شمعِ مصطفٰےؐ کلیر میں ہے

صابری میخانے میں بٹتی ہے عرفاں کی شراب
واقعی پینے پلانے کا مزا کلیر میں ہے

ہے بہار افزا علاءُ الدّینؒ صابر کا جمال
یہ مدینے کا شجر، پُھولا پَھلا، کلیر میں ہے

ہر نفَس دل پر اَلَم نَشرَح ہُوئے جاتے ہیں راز
معرفت کی ایسی پاکیزہ فضا کلیر میں ہے

دیدہ و دل حیرتی ہیں، دیکھ کر جلووں کا حال
کیا بتاؤں پُوچھنے والوں سے، کیا کلیر میں ہے

کشتیٔ اہلِ صفا سے دُور ہے موجِ بلا
بحرِ عرفانِ خدا کا ناخدا، کلیر میں ہے

جا بجا دُھونی رَمائے بیٹھے ہیں اہلِ طلب
وہ مزا کاشی میں کب ہے، جو مزا کلیر میں ہے

جلوہ گر ہیں کاکیؒ و گنجؒ شکر، سُلطانؒ ہند
دہلی و اجمیر کا روشن دِیا، کلیر میں ہے

جو تلاشِ حق میں سرگرداں ہیں وہ آئیں اِدھر
جو خدا تک لے چلے، وہ باخدا کلیر میں ہے

قصرِ باطل کیوں نہ خاکستر ہو اِس کی آنچ سے
شعلۂ جاہ و جلالِ مُرتضٰےؓ، کلیر میں ہے

دیکھ لو خود اپنی آنکھوں سے وہاں جا کر نصیرؔ!
جلوۂ حق کی تجلّی جا بجا کلیر میں ہے

در مدحِ

وارثِ فقرِ سُلیمانی، تاجورِ اقلیمِ رُوحانی، مخدومِ اربابِ نظر

حضرت خواجہ شمسُ الحقِّ والدّین سیالوی قدس سرّہٗ السّامی

حق جلوہ و حق شانی، بہ شکلِ نُورانی
قُربانِ جمالِ تُو، حواسِ انسانی

اے مرکزِ محبُوبی، بہ کنعانِ خُوبی
اقلیمِ نِکوئی را، مُبارک سُلطانی

نازد بہ تو دانائی، ز فَرطِ آگاہی
زیبد بہ تُو دارائی کہ شمسِ خُوبانی

تُو شمسِ سِیال اَستی، سُلیمانؒ تمکینی
دادند تُرا تاج، ز فقرِ سلمانیؓ

ہستند حیا طبعاں، بہ پیشت سَر افگن
سُودند ادب اَصلاں، بخاکت پیشانی

اسرارِ طریقت را، وجودت تشریحے
بیدار نگاہاں را، کتابِ عرفانی

ہر کس کہ دَمے ورزد، خیالِ رُویت را
گردد دلِ اُو روشن، ز نُورِ ایمانی

گر بے سر و سامانم، ندارم اندوہے
کز بہرِ تہی دستاں، تُو ساز و سامانی

سطحِ کِہ و مِہ باشد، بچشمِ تو یکساں
درویش و غنی را ہم سراپا اِحسانی

ہرگز ندہم دَستے، بدستِ ہر پَستے
نازم کہ بود دستم، بدستِ لاثانی

دارد دلم از فطرت، نیازِ مقبولاں
اے خواجہؒ! قُبولَم کُن، برائے دربانی

در حیطۂ تحریرم، نیاید اوصافت
انگشت بدندانم، بہ کُنجِ حیرانی

چُوں مہرؒ علی جوید، نصیرؔ از درگاہت
فیضے کہ بہ اُو دادی، ز شاہؒ جیلانی

در رثائے رونقِ بزمِ چشت، شیخ الاسلام
حضرت خواجہ محمد قمرالدّین رحمۃ اللہ علیہ
سجادہ نشینِ آستانۂ عالیہ سیال شریف

عارفِ حق ، زُبدۂ اہلِ نظر   آں سپہرِ دینِ محکم را قمر
حیف، آں سرمایۂ اخیار رفت   ساقیٔ میخانۂ ابرار رفت
دامنِ دل ہا ز دردش چاک چاک   در فراقش سینہ ہا اندوہ ناک
پرتوِ رُوئے ضیاءُ العارفینؒ   افتخارِ دُودمانِ شمسؒ دیں
خوش نہاد و عُمدۃُ الاوصاف بود   در صفات، آئینۂ اسلاف بود
ذاتِ اُو آئینہ دارِ معرفت   بحرِ ناپیدا کنارِ معرفت
یادگارِ اصفیا و اتقیا   عصرِ حاضر را امام و پیشوا
عالمِ موضوع و محمول آمدہ   جامعِ معقول و منقول آمدہ
زیست مارا، زہر اندر کام ریخت   اشکِ خوں از دیدۂ ایام ریخت
آں فدائے صاحبِ شقُّ القمر   جبہہ اش بر عتبۂ خیرُ البشر
آں کہ نُورِ حق ز سیمایش جلی   در دلش حُبِّ نبیؐ ، مہرِ علیؓ

سینہ اش معمور، از یادِ رسولؐ   عاشقِ اصحابؓ و اولادِ رسولؐ
آں بہ وُسعت سرحدِ امکانِ علم   آں بہ خُوبی، یُوسفِ کنعانِ علم
مردِ میداں ، عاشقِ دینِ نبیؐ   مقصدش ترویجِ آئینِ نبیؐ
آں بہ عالَم حامیٔ دستورِ حق   بر لبانش نعرۂ منشورِ حق
محورِ فکرش ، نظامِ مصطفٰے   در نگاہِ اُو مقامِ مصطفٰے
حفظِ ناموسِ نبیؐ ، ایمانِ اُو   جنگ با حق دُشمناں، اعلانِ اُو
فطرتش حق گوئی و حُسنِ عمل   بے نیاز از فکرِ اسباب و عِلل
رمز سنج و نکتہ یاب و دیدہ ور   موجِ لفظش از گُہر تابندہ تر
نو بہارِ آبرو زارِ حیات   بود تصویرِ سَلَف، اندر صفات
تمکنت رفتاریش، عالَم شکار   شیوۂ غم خواریش، اجداد وار
مثلِ قلزم علم و حِلمش بے کراں   بود ہنگامِ سخن، کوثر بیاں
صاف دل با سینۂ بے کینہ اے   رفتگانِ پیش را، آئینہ اے
بر لبش حرفے نیامد ناسزا   از زباں ہم نرم، با خلقِ خدا
نوعِ انساں را گرامی داشتے   آدمی را ، آدمی پنداشتے
خَلق را از خُلقِ خود بنواختہ   جائے خوش در مردمک ہا ساختہ
اہلِ گیتی را نصیب از نعمتش   روز و شب اندر طوافِ حضرتش

جدّ اُو قطبِ زمیں، غوثِ زماں
خواجہ شمسؒ العارفیں، شمسِ جہاں

آستانش سالکاں را مُستقر
گردِ راہش، سُرمۂ اہلِ نَظَر

بُود دستِ جُودِ اُو عالَم پناہ
معرفت درگاہ و عرفاں دستگاہ

وارثِ انوارِ آں شمسِؒ ہُدات
شد قمرؒ در ذات وہم اندر صفات

باشد ایں قانونِ فطرت معتبر
جانشینِ شمس می باشد، قمر

شمس چوں پوشیدہ گردد از نظر
آسماں را رونق افزاید قمر

زُو فروغِ ثابت و سیّار ہست
بر زمیں ہم بارشِ انوار ہست

باشد ایں تنویر، مخصوصِ قمر
ہر دورا ربطیست باہم بیشتر

وارثِ فیضانِ شمس آمد قمر
ایں حقیقت را بداند ہر بشر

ور زمن پُرسی بگویم فاش تر
دیدنِ شمس است، دیدارِ قمر

شکرِ ایزد، کایں دو چشمم بارہا
شد ز دیدارِ قمرؒ، شمس آشنا

من ضیائے شمسؒ دیدم، در قمرؒ
گشتہ ام از جلوہ ہایش بہرہ ور

باد یا رب! مطلعِ قلب و نظر
کاسبِ تنویر، از شمسؒ و قمرؒ

بحضورِ

حضرت سیّد پیر مہرِ علی شاہ گولڑوی قدس سرّہٗ السامی

دلوں کے سہارے، تو آنکھوں کے تارے، مِرے پیشوا پیر مہرؒ علی ہیں
خدا اُن کو پیارا، خدا کو وہ پیارے، مِرے پیشوا پیر مہرؒ علی ہیں

میسّر جسے ہو گئی اِن کی نسبت، اُسے مِل گئی مغفرت کی بشارت
خدا کے ولی، مصطفٰے کے دُلارے، مِرے پیشوا پیر مہرِؒ علی ہیں

نہ کیوں مَیں عقیدت کے جوہر دکھاؤں، نہ کیوں جان و دل اُن پہ اپنے لُٹاؤں
مِرا ہر نَفَس کیوں نہ اُن کو پُکارے، مِرے پیشوا پیر مہرؒ علی ہیں

تجلّی نے اُن کی دکھائیں وہ راہیں کہ حق آشنا ہو گئی ہیں نگاہیں
شب و روز ہوتے ہیں مجھ کو نظارے، مِرے پیشوا پیر مہرِؒ علی ہیں

علیؓ اِن کا مولا، حسنؓ اِن کا جَد ہے، نہیں ہے وہ دانا، جسے اِن سے کد ہے
رسولِؐ خدا، غوثِؒ اعظم کے پیارے، مِرے پیشوا پیر مہرؒ علی ہیں

نکل جائیں گے سارے قسمت کے چکّر، نہ موجوں کا خطرہ، نہ طُوفان کا ڈر
مِری ناؤ خود جا لگے گی کنارے، مِرے پیشوا پیر مہرؒ علی ہیں

اُنہیں کا تصوّر مِرا رہ نُما تھا، ہر اک گام پر اُن کا ہی آسرا تھا
ہمیشہ رہے میرے وارے نیارے، مِرے پیشوا پیر مہرؒ علی ہیں

کسی اور کے کس لیے در پہ جاؤں، کسی اور کو کیوں مَیں اپنا بناؤں
بہ ہر کار مردے، بہ ہر مرد کارے، مِرے پیشوا پیر مہرؒ علی ہیں

کہاں تک عنایت کے قصّے سُناؤں، نصیؔر اُن کے الطاف کیوں کر گناؤں
ہر اک سانس لیتا ہُوں اُن کے سہارے، مِرے پیشوا پیر مہرؒ علی ہیں

بحضورِ

حضرت سیّد پیر مہرِ علی شاہ گولڑوی قدس سرّہٗ السّامی

جگ تُم پر بلہار — خواجہ مہرؒ علی شہ پیر ہمارو

دُکھ چنتا کی ندیا چڑھی ہے — ناؤ بھنور میں آن پھنسی ہے
تورے کرم کی آس لگی ہے — تُم ہو کھیون ہار
خواجہ مہرِ علیؒ شہ پیر ہمارو

زہراؓ کے تُم راج دُلارے — حَسنؓ حُسینؓ کی آنکھ کے تارے
بغدادی بَنرا کے پیارے — حَیدرؓ کے دلدار
خواجہ مہرِ علیؒ شہ پیر ہمارو

طٰہٰ کے، یٰسین، کے صدقے — بسم اللہ، آمین، کے صدقے
خواجہ معینؒ الدّین کے صدقے — ہم کا دیو دیدار
خواجہ مہرِ علیؒ شہ پیر ہمارو

رُوحانی سرتاج ہمارے — بگڑے سنوارو کاج ہمارے
بھاگ جگا دو آج ہمارے — آئے ہیں تُمرے دُوار
خواجہ مہرِ علیؒ شہ پیر ہمارو

خوشیوں سے ہے اپنی اَن بَن — سُونا سُونا دل کا آنگن
تُم پر واروں اپنا تن من — مجھ پہ کرم سرکار
خواجہ مہرِ علیؓ شہ پیر ہمارو

جیسی بھی مَیں بُری بَھلی ہُوں — تورے ہی ٹکڑوں سے پلی ہُوں
ہاتھ پکڑنا! ڈُوب چلی ہُوں — دُور بہت ہے پار
خواجہ مہرِ علیؓ شہ پیر ہمارو

من موہن، مورے بانکے سنوریا — تڑپت تڑپت بیتی عُمریا
اپنے نصیرؔ کی لیجو کھبریا — جیون ہے دُشوار
خواجہ مہرِ علیؓ شہ پیر ہمارو

مُستزاد، در مدحِ عالِم ربّانی قُطبِ یزدانی
حضرت سیّد پیر **مہرِ علی شاہ** گولڑوی قُدّس سرّہٗ العزیز

کب تک رہیں محرومیٔ قسمت کے حوالے
اے گولڑے والے!

اب کون ہے جو تیرے سِوا ہم کو سنبھالے
اے گولڑے والے!

مشتاقِ زیارت ہیں ترے چاہنے والے
کب تک کریں نالے؟

پوشیدہ نہ رکھ، اب رُخِ تاباں کے اُجالے
اے گولڑے والے!

زہراؓ و علیؓ، سیّدِ کونین کا صدقہ
سبطینؓ کا صدقہ

بھر بھر کے پلا بادۂ عرفان کے پیالے
اے گولڑے والے !

ملّاح تو بس وہ ہے جو کشتی کو بچائے
ساحل سے لگائے
میراںؒ کی طرح تُو ہے، بھنور سے جو نکالے
اے گولڑے والے !

اندھوں کو نظر آئے ترا حُسنِ ادا کیا
اِن میں ہے دھرا کیا
جلووں کو ترے دیکھتے ہیں دیکھنے والے
اے گولڑے والے !

اُٹھّی جو نظر تیری تو سب لوگ کہیں گے
اب کُھل کے رہیں گے
ایقان کے دروازے سے، اوہام کے تالے
اے گولڑے والے !

ہو جائے نظر والیٔ بغدادؒ کا صدقہ
اَجداد کا صدقہ

آیا ہُوں دل و جاں سے عقیدت کو سنبھالے
اے گولڑے والے !

ہیں انفُس و آفاق میں جلوے ترے دَم کے
رحمت کے، کرم کے
تقدیر چمک اُٹھّے، جو سینے سے لگا لے
اے گولڑے والے !

پھر ملّتِ اسلام کو ہے تیری ضرورت
اے منزلِ عزّت !
ایسا نہ ہو پڑ جائیں ہمیں جان کے لالے
اے گولڑے والے !

از خاک نشینانِ تو یک بندہ نصیؔر است
بے چارہ فقیر است
خورشید وَشے، لالہ رُخے، زُہرہ جمالے
اے گولڑے والے !

حضرت سید پیر مہرِ علی شاہ قدس سرہٗ العزیز
کی چادر

جمالِ مہرؒ سے، دل جگمگانے آئے ہیں
مزارِ پاک پہ، چادر چڑھانے آئے ہیں

نظر نظر میں لیے جلوۂ شہِؒ جیلاں
چراغِ حُسنِ عقیدت، جلانے آئے ہیں

نگاہِ مہر ہو اے مہرِ آسمانِ سُلوک!
غلام آپ کے چادر چڑھانے آئے ہیں

تمہیں سے چارہ گری کی اُمید ہے ہم کو
جگر کے زخم تمہیں کو دِکھانے آئے ہیں

عطا ہو اِذنِ حُضُوری کہ آج دیوانے
حریمِ ناز کا پردہ اُٹھانے آئے ہیں

بہ صد خُلوص و عقیدت، بہ صد نیاز و ادب
ہم آج اشکِ ندامت بہانے آئے ہیں

حُضُورِ مہرؒ علی شاہ آ گئے ہم بھی
نثار ہونے کو، آنکھیں بچھانے آئے ہیں

جو رُوٹھ جائے پیا تو کہاں سُکوں دل کو
قریب و دُور سے ہم سب، منانے آئے ہیں

ملے گا آپ کے دَر سے شعورِ ذات و صفات
پتہ خدا کا یہیں سے لگانے آئے ہیں

نصیرؔ! تم بھی ذرا حالِ دل بیاں کر لو
سب اپنی اپنی حقیقت، سُنانے آئے ہیں

بحضورِ

عارفِ ربّانی، جگر گوشۂ غوثِ جلی، نُورِ چشمِ مہرِؒ علی، جدّی و مُرشدی

حضرت سیّد غلام محی الدّین بابُوجی گولڑوی قدس سرّہٗ العزیز

یہی زندہ حقیقت ہے ، یہی سچ بات بابُوجیؒ
ہزاروں وصف ہیں اور اک تمہاری ذات بابُوجیؒ

تمہارے دَم قدم سے تھی نرالی بات بابُوجیؒ
نہ ویسے دن ہیں بابُوجیؒ ، نہ ویسی رات بابُوجیؒ

کرم گُستر تمہیں ہم پر رہے دن رات بابُوجیؒ
ہماری لاج ہے اب بھی تمہارے ہات بابُوجیؒ

جو زائر آرہا ہے، کہہ رہا ہے وہ عقیدت سے
اِدھر بھی ہو عنایت کی ذرا برسات بابُوجیؒ

حقیقت ہے، سحر تک خواب میں جلوے تمہارے تھے
حُضوری میں گزاری ہم نے ساری رات بابُوجیؒ

محبت کی نظر سے دوست دُشمن سب کو دیکھا ہے
رہی سب پر کرم فرما تمہاری ذات بابُوجیؒ

چلیں دُشمن نے چالیں اور سب اُلٹی پڑیں اُس پر
بھلائی سے بدی کو تُم نے دی ہے مات بابُوجیؒ

ہمیں اپنا بنایا، پھر کرم ہم سب پہ فرمایا
نگاہِ مہر سے دیکھا کیئے دن رات بابُوجیؒ

وہی سرِّ حقیقت ہے، وہی رازِ طریقت ہے
اشاروں سے ہمیں سمجھا گئے جو بات ، بابُوجیؒ

تمہارے درس ہی نے مجھ کو توحید آشنائی دی
وگرنہ کیا ہُوں مَیں، کیا ہے مِری اوقات، بابُوجیؒ

نصیؔر آیا ہے لے کر آج گُلدستہ عقیدت کا
یہی ہے اُس کا نذرانہ، یہی سوغات بابُوجیؒ !

در رِثائے

عُمدۃُ الواصلین، وارثِ تحریکِ ختمِ نبوّت، پروانۂ شمعِ رسالت

جدّی و مُرشدی حضرت سیّد غلام محی الدّین گولڑوی

المعروف (بابُوجی) قدّس سرّہٗ العزیز

سُنے کون قصّۂ دردِ دل، مِرا غم گُسار چلا گیا
جسے آشناؤں کا پاس تھا، وہ کرم شِعار چلا گیا

وہ سخن شناس، وہ دُور بیں، وہ گدا نواز، وہ مَہ جبیں
وہ حسیں، وہ بحرِ عُلومِ دِیں، مِرا تاجدار چلا گیا

جسے نُورِ مہرِ علیؓ کہیں، وہی جس کا نام ہے مُحیِؒ دِیں
مجھے کیا خبر، کہاں لُوٹ کر، وہ مِری بہار، چلا گیا

وہی بزم ہے، وہی دُھوم ہے، وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس اُسی چاند کی، جو تہِ مزار چلا گیا

کہاں اب سخن میں وہ گرمیاں کہ نہیں رہا کوئی قدرداں
کہاں اب وہ شوق کی مستیاں کہ وہ پُر وَقار چلا گیا

جسے میں سُناتا تھا دردِ دل، وہ جو پُوچھتا تھا غمِ دُروں
وہ گدا نواز بچھڑ گیا، وہ عطا شِعار چلا گیا

بہیں کیوں نصیرؔ نہ اشکِ غم، رہے کیوں نہ لب پہ مرے فغاں
مجھے بے قرار وہ چھوڑ کر، سرِ رہگزار، چلا گیا

چادر بحضورِ

مظہرِ جلال و جمالِ ربّانی، جگر بندِ غوثِ اعظم جیلانیؒ، عارفِ لاثانی

حضرت سیّد غلام محی الدّین گولڑوی

المعروف قبلہ (بابُوجی) قدس سرّہٗ السامی

گھرانہ ہے یہ اُن کا، یہ علیؓ کے گھر کی چادر ہے
مِرے آقا، مِرے داتا، مِرے سرور کی چادر ہے

نگاہیں چُومتی ہیں اور جُھوم اُٹھتی ہیں یہ کہہ کر
یہ مُحیِ الدّین بابُوجیؒ، شہِ خوشتر کی چادر ہے

ہوئے دُشمن بھی جس کے معترف، اغیار بھی قائل
نظر کے سامنے اِس وقت، اُس دلبر کی چادر ہے

وہ خود زیرِ زمیں تو دُھوم اُس کی آسمانوں تک
قوی تھا عجز سے جو، ایسے زور آور کی چادر ہے

جسے دیکھو، عقیدت سے سجا لیتا ہے وہ سَر پر
سعادت کا نشاں ہے اور پھر چادر کی چادر ہے

وہ جس پر اِس کا سایہ ہو قیامت تک نہیں ڈرتا
محمدؐ سے جسے نسبت ہے، یہ اُس گھر کی چادر ہے

نہ کیوں ہو جلوۂ مہرؒ علی ہر تار سے ظاہر
شہِؒ جیلاں کے پیارے، دین کے محور کی چادر ہے

فرشتے چُومتے ہیں، اپنی آنکھوں سے لگاتے ہیں
زہے اوجِ مقدر! مرقدِ انور کی چادر ہے

چمک اُٹّھے طریقت کی شعاعوں سے نقوش اُس کے
کہ یہ چادر، شریعت آشنا پیکر کی چادر ہے

مِرے سَر پر ہے سایہ اُن کے پُر انوار دامن کا
مِری آنکھوں میں اُن کے جلوۂ اطہر کی چادر ہے

شریعت جس پہ نازاں، تذکرہ ہے اُس کا محفل میں
یہ چادر پاسبانِ مسجد و منبر کی چادر ہے

غنی جس نے کیا ہے دولتِ کونین سے مجھ کو
مِرے دستِ طلب میں، اُس کرم گُستر کی چادر ہے

جسے دیکھو، وہ دیوانہ، جسے دیکھو، وہ متوالا
نصیر! اُن کی حسیں چادر، عجب منظر کی چادر ہے

درمدحِ

جگر بندِ غوثِ جلی، فرزندِ مہرؒ علی، جامعِ شریعت و طریقت

جدّی و مُرشدی حضرت سیّد غلام محی الدّین گولڑوی

المعروف (بابُوجی) نُوراللہ ضریحہ وقدس اللہ سرّہٗ العزیز

ضیاءُ الاولیا ہے آپ کی سرکار بابُوجیؒ !
رہے دائم سلامت، آپ کا دربار بابُوجیؒ !
جسے چاہو بنالو یارِ خوش اطوار بابُوجیؒ !
تمہیں قُدرت نے بخشے وہ لبِ گُفتار، بابُوجیؒ !
شناساؤں نے دیکھا یُوں ہزاروں بار، بابُوجیؒ
مدینے میں تمہیں پایا ہے شب بیدار، بابُوجیؒ !
ہزاروں کے مقدّر کُھل گئے ہیں اک اشارے میں
پُکاریں گے تمہیں ہم کہہ کے پالن ہار، بابُوجیؒ !
ہمیں دُنیا کے پیچ و خَم کا خطرہ ہو نہیں سکتا
نظر میں ہیں تمہارے گیسوئے خَم دار، بابُوجیؒ !

وہ شیریں دل کُشا جُملے، وہ لُطف و مہر کی باتیں
کہاں سے پائیں اب وہ لذّتِ گُفتار، بابُوجیؒ !
تمہارے چاہنے والے تُمہیں لج پال کہتے ہیں
بُھلا سکتے نہیں دل سے تمہارا پیار، بابُوجیؒ !
تمہاری رہ نمائی سے، تمہاری ناخدائی سے
ہزاروں ڈُوبتے بیڑے ہُوئے ہیں پار، بابُوجیؒ !
تمہاری شکل و صورت میں، تمہاری نیک سیرت میں
نظر آئے ہیں سب کو مہریّہ انوار، بابُوجیؒ !
تمہاری ذات اک گنجینۂ علم و معارف تھی
تمہارے سَر فضیلت کی بندھی دستار، بابُوجیؒ !
تمہارے سامنے ہر لمحہ، وجہِ شادمانی تھا
تمہارے بعد ہے ہر سانس اک تلوار، بابُوجیؒ !
نگاہیں دیکھنے کو مضطرب ہیں، دل تڑپتا ہے
پھر آ جاؤ نظر کے سامنے اک بار، بابُوجیؒ !
تمہارے قصرِ رُوحانی سے ہٹ کر وہ کہاں جائیں
جو آ بیٹھے ہیں زیرِ سایۂ دیوار، بابُوجیؒ !

کرم کا ہے تمہارے، چار سُو چرچا زمانے میں
عنایت کا تمہاری، سب کو ہے اقرار، بابو جیؒ !
نرالے بیل بُوٹے فقر کے تُم نے اُگائے ہیں
پَھلے پُھولے تمہارے نام کا گُل زار، بابو جیؒ !
تمہیں نے ہر شرف بخشا، تمہیں پر ناز ہے اُس کو
تمہارا تھا، تمہارا ہے، نصیرِ زار، بابو جیؒ !

اظہارِ عقیدت

بحضورِ حضرت خواجہ **غلام فرید** صاحبؒ
کوٹ مٹھن شریف

شعر گوئی میں جُدا ہے طرزِ اظہارِ فریدؒ
زندگی دیتے ہیں جان و دل کو، افکارِ فریدؒ
مرحبا! حاصل ہے سب کو آج، دیدارِ فریدؒ
ہے نظر کے سامنے اِس وقت دربارِ فریدؒ
جس کے پلّے میں ہے کچھ سرمایۂ سوز و گداز
سَر کے بل وہ چل کر آتا ہے ببازارِ فریدؒ
اِس فریدی میکدے میں ہے معارف کی شراب
پی خدا کا نام لے کر او قدح خوارِ فریدؒ!
عشق کے موتی لُٹاتی ہے بہ اندازِ سخن
رنگ پر آتی ہے جب طبعِ گُہر بارِ فریدؒ
ہر بُنِ مُو سے صدا اُٹھتی ہے ذکرِ ذات کی
دل کو تڑپاتا ہے جس دَم، سوزِ گفتارِ فریدؒ

تجھ کو آئے گا نظر ہر سمت ، یوسفؑ کا جمال
اک ذرا بن کر زُلیخا دیکھ ! بازارِ فریدؒ

چہرۂ انور کی جانب با ادب اُٹھے نگاہ
جلوہ گاہِ کبریا ہے ، چشمِ بیدارِ فریدؒ

کور چشمانِ جہاں کب دیکھ سکتے ہیں اِسے
دیدۂ عارف سے پُوچھو ، شانِ گلزارِ فریدؒ

حق یہ ہے حق پر ہیں یہ، حق اِن کا ہے یہ حق کے ہیں
طالبِ حق ، ہے تو پھر بن جا طلبگارِ فریدؒ

مطلعِ ہستی پہ چمکیں گے سدا مثلِ نُجُوم
مِٹ نہیں سکتے کبھی دُنیا سے ، آثارِ فریدؒ

تاجداروں کو وہ خاطر میں کبھی لاتا نہیں
کس قدر دل کا غنی ہے ، کفش بردارِ فریدؒ

تجھ کو مِل جائیں گی پھر ، چشتی نظامی مستیاں
دیکھ تو بن کر ذرا اک روز ، میخوارِ فریدؒ

تجھ کو مِل جائے گا سب کچھ ، تُو غنی ہو جائے گا
ساری دُنیا چھوڑ کر بن جا ، خریدارِ فریدؒ

جلوہ فرما دیکھ لے شاید کسی کو بام پر
بیٹھ جا بستر لگا کر زیرِ دیوارِ فریدؒ

جھُومتے پیڑوں کو جب دیکھا تو یوں مجھ کو لگا
جیسے خود روہی کے ہونٹوں پر ہُوں اشعارِ فریدؒ

تا ابد قائم رہے یا رب ! فریدی میکدہ
سب کو پلواتی رہے یہ چشمِ مَے بارِ فریدؒ

غوثِ اعظمؒ کے حوالے سے نصیؔر آیا ہے آج
در سے پھیریں گے نہ خالی اُس کو ، سرکارِ فریدؒ

نوٹ: یہ اشعار مَیں نے حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ کے سالانہ عُرس مبارک پر حاضری کے وقت ملتان سے کوٹ مٹھن شریف جاتے ہوئے موٹر میں فی البدیہہ کہے۔ آپ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ محبوب فرید صاحب نے بہ طورِ خاص مجھے حضرتؒ کے عُرس مبارک میں شرکت کے لیے یاد فرمایا تھا۔ (نصیؔر)

لوحِ مزار

حضرت سیّد محمد اسمٰعیل شاہ بخاری المعروف (کرمانوالے) رحمۃ اللہ علیہ

خلیفۂ اعظم، شیرِ ربّانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

از بزمِ فقر، صدرِ طریقت شعار رفت
دردا کہ آں سر آمدِ خیلِ کبار رفت

تاریک شد بر اہلِ محبت فضائے دہر
واحسرتا! کہ عارفِ شب زندہ دار رفت

دلبندِ مرتضیٰؑ و جگر پارۂ بتولؑ
ز آلِ رسولؐ، سیّدِ عالی تبار رفت

آں پاکبازِ معرفت و مقتدائے عصر
باحق وصول یافتہ از روزگار رفت

آں مہرِ جلوہ گُستر و آں ماہِ نُور پاش
تابید بر سپہرِ عُلا، در مزار رفت

آں جانشینِ شیرؒ محمد ازیں جہاں
آخر بہ قربِ مُرشدِ گردوں وقار رفت

کارش ہمہ اطاعتِ دینِ حنیف بود
آں وارثِ عُلُومِ نبیؐ، از دیار رفت

مصباحِ جُود، حامیِ دیں، زُبدۂ کرام
اندر پناہِ عاطفتِ کردگار رفت

ممتازِ دُودمانِ کرم، آسماں حَشَم
درد آشنائے بیکسی و غم گسار رفت

توقیرِ اولیائے سَلَف، یادگارِ پیر
شاہے کہ فقرِ اُو ہمہ بُود اختیار، رفت

ہرکس کہ شد دَمے شرف اندوزِ صُحبتش
زیں خاکدانِ سُود و زیاں، کامگار رفت

در باغِ زیست ز آمدن ورفتنش مپرس
مثلِ نسیم آمد و مثلِ بہار رفت
جُستم نصیر ! چوں سَنَہ ارتحالِ شیخؒ
ہاتف ز غیب گُفت ! عبادت گُزار رفت
1385ھ

مَہد سے لحد تک

رب کی ہر شان نرالی ہے ہر سُو اُس کی رکھوالی ہے
دُنیا کب اُس سے خالی ہے پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سَرْوَرِ عالَم صَلِّ علیٰ

سب اُس کے ہیں،وہ ہے سب کا آقا ، داتا ، مالک ، مولا
ثانی نہ کوئی اُس کا ہمتا پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سَرْوَرِ عالَم صَلِّ علیٰ

اُس تک ہی رسائی سچّی ہے اُس کی ہی بڑائی سچّی ہے
اُس کی ہی خدائی سچّی ہے پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سَرْوَرِ عالَم صَلِّ علیٰ

1- دیرینہ روایات کے مطابق پنجاب میں بالخصوص جنازے کیساتھ اشعار پڑھنے کا رواج ہے۔ ہمارے پوٹھوہار کے علاقے میں بھی یہ روایت ابھی تک زندہ ہے۔ چوں کہ پڑھے جانے والے اشعار لفظی اور معنوی اعتبار سے اکثر غیر معیاری ہوتے ہیں لہٰذا اِن اشعار میں حمد، نعت، مرثیہ، بے ثباتیٔ دُنیا اور مناقب کو مخصوص پیرائے میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خدا کرے یہ روایتِ حسنہ ایسے مواقع پر قبولِ عام پائے۔ (نصیر)

سرتاجِ رَسُولاں، صلِّ علیٰ   کامل، اکمل، محبوبِ خدا
کونین میں ہے اُن کا چرچا   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

صدقے اُن کے میخانے پر   ہر دَم رحمت برسانے پر
ہے مُہرِ نبوّت، شانے پر   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

وہ نُورِ حریم عبدُاللہ   وہ ابنِ کریم عبدُاللہ
وہ دُرِّ یتیم عبدُاللہ   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

وہ دائی حلیمہؓ کا پالا   جبریلؑ ہے جس کا متوالا
وہ ختمِ رُسل، کملی والا   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

سرخیلِ رَسُولانِ زَمَنی   میموں قدمی، نُوریں بَدَنی
محبوبِ خدا، مکّی مَدَنی   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

اُس نے ہی جگایا ہے سب کو   دِین اُس نے بتایا ہے سب کو
اُس نے ہی سکھایا ہے سب کو   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

قرآن و حدیث میں آیا ہے   اُمّت کا یہی سرمایا ہے
سرکارؐ نے بھی فرمایا ہے   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

بہتر، برتر، یارانِ نبیؐ   بُوبکرؓ و عُمرؓ عثمانؓ و علیؓ
ہر سُو عزّت اِن چاروں کی   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

سرکارِ مدینہ کو پیارے   ہیں نُورِ مُجسّم، یہ سارے
تکتے ہیں گردوں سے تارے   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

رنگِ حَسَنیؓ اے، صلِّ علیٰ   اندازِ حُسینیؓ، کیا کہنا
ماں اِن کی، فاطمۃُ الزّھرؓا   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

سردارِ جوانانِ جنّت   دونوں سے بڑھی، شانِ جنّت
ہیں شمعِ شبستانِ جنّت   پڑھو لا اِلٰہ اِلّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

بے مثل شہادت میں دونوں   مشہور سیادت میں دونوں
یکتا ہیں قیادت میں دونوں   پڑھو لا اِلٰہ اِلّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

یہ دُنیا، رام کہانی ہے   جو چیز ہے، آنی جانی ہے
اک رسمِ فنا، لافانی ہے   پڑھو لا اِلٰہ اِلّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

ہر سانس قضا کا ڈیرا ہے   یہ دُنیا رَین بسیرا ہے
یہ جسم، جنازہ تیرا ہے   پڑھو لا اِلٰہ اِلّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

دل کو غم سے سُلگائیں گے   جا کر نہ یہ واپس آئیں گے
نازوں کے پلے بھی جائیں گے   پڑھو لا اِلٰہ اِلّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

جب دَور خزاں کا آئے گا   گُل چیں تکتا رہ جائے گا
غُنچہ غُنچہ، مُرجھائے گا   پڑھو لا اِلٰہ اِلّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

زد میں تو قضا کے آنا ہے   ایمان تو اِس پر لانا ہے
دُنیا سے ہر اک کو جانا ہے   پڑھو لا اِلٰہ اِلّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

یہ عِلم نہیں، کب جائیں گے   تنہا ہوں گے، جب جائیں گے
جو آئے ہیں، سب جائیں گے   پڑھو لا اِلٰہ اِلّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

ہر شَے سے دل بیزار ہے اب   آرام وسکوں، دُشوار ہے اب
اپنا جینا بیکار ہے اب   پڑھو لا اِلٰہ اِلّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

مَرقد میں اُتارے تُم بھی گئے   اک تُم تھے سہارے، تُم بھی گئے
ہاتھوں سے ہمارے، تُم بھی گئے   پڑھو لا اِلٰہ اِلّا اللہ
یا سرّورِ عالَم صلِّ علیٰ

کیا آگ لگا کر تم اُٹھے   اپنوں کو رُلا کر تم اُٹھے
اک حشر اُٹھا کر تم اُٹھے   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّوَرِ عالَم صلِّ علیٰ

آنکھیں پُرنم، دل روتا ہے   سینوں میں قیامت برپا ہے
اب جینے میں کیا رکّھا ہے   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّوَرِ عالَم صلِّ علیٰ

سینے میں چُھری سی مار گئے   منجدھار میں ہم، تُم پار گئے
تُم جیت گئے، ہم ہار گئے   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّوَرِ عالَم صلِّ علیٰ

اُٹھنے کے لیے پَر تولو تو   یہ بند کفن کے کھولو تو
چُپ چُپ کیوں ہو، کچھ بولو تو   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّوَرِ عالَم صلِّ علیٰ

اشکوں کے لیے، گجرے گہنے   تن پر کپڑے غم کے پہنے
آئے ہیں خدا حافظ کہنے   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّوَرِ عالَم صلِّ علیٰ

یُوں کیسے اکیلے جاؤ گے   تنہائی سے گھبراؤ گے
رہ رہ کے ہمیں یاد آؤ گے   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّوَرِ عالَم صلِّ علیٰ

مَرقد میں نُورِ نبیؐ ہو گا   میّت کو شُعورِ نبیؐ ہو گا
جاتے ہی ظہورِ نبیؐ ہو گا   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّوَرِ عالَم صلِّ علیٰ

اک شکل دِکھائی جائے گی   تصدیق کرائی جائے گی
تقدیر بنائی جائے گی   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّوَرِ عالَم صلِّ علیٰ

چھائے گی لحد میں تابانی   آئے گی وہ ذاتِ نُورانی
ہو جائے گی دُور پریشانی   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّوَرِ عالَم صلِّ علیٰ

انوار کا مرکز، دل ہو گا   یُوں لُطفِ خدا شامل ہو گا
دیدارِ نبیؐ حاصل ہو گا   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سرّوَرِ عالَم صلِّ علیٰ

اللہ سے ہے اُلفت کتنی — کس دل میں ہے کتنا عشقِ نبیؐ
دیکھیں گے نکیرین آکے یہی — پڑھو لا اِلٰہ اِلاَّ اللہ
یا سَرورِ عالَم صلِّ علیٰ

اعجازِ نظر دِکھلائیں گے — گھبراؤ نہیں، وہ آئیں گے
سرکارؐ، کرم فرمائیں گے — پڑھو لا اِلٰہ اِلاَّ اللہ
یا سَرورِ عالَم صلِّ علیٰ

وہ ذاتِ جلیلہ کافی ہے — بخشش کو یہ حیلہ کافی ہے
حضرتؐ کا وسیلہ کافی ہے — پڑھو لا اِلٰہ اِلاَّ اللہ
یا سَرورِ عالَم صلِّ علیٰ

باہم ملتے سبطینؓ ابرو — ہیں آبروئے دارین ابرو
مازاغ نظر، قوسین ابرو — پڑھو لا اِلٰہ اِلاَّ اللہ
یا سَرورِ عالَم صلِّ علیٰ

دُنیا کے رشتے سب جھوٹے — آنکھیں بھر آئیں، دل ٹوٹے
ماں باپ بہن بھائی چھوٹے — پڑھو لا اِلٰہ اِلاَّ اللہ
یا سَرورِ عالَم صلِّ علیٰ

سب رشتے ناطے، کچّے ہیں — کیا بھائی بہن، کیا بچّے ہیں
اللہ کے وعدے، سچّے ہیں — پڑھو لا اِلٰہ اِلاَّ اللہ
یا سَرورِ عالَم صلِّ علیٰ

دامن اشکوں سے بھگونا تھا — قسمت میں ہماری رونا تھا
وہ ہو کے رہا، جو ہونا تھا — پڑھو لا اِلٰہ اِلاَّ اللہ
یا سَرورِ عالَم صلِّ علیٰ

کیا روگ لگایا قسمت نے — رہ رہ کے رُلایا قسمت نے
یہ دن بھی دِکھایا قسمت نے — پڑھو لا اِلٰہ اِلاَّ اللہ
یا سَرورِ عالَم صلِّ علیٰ

ہر سُو ہے کرم کا آوازہ — دُنیا کو غلط ہے اندازہ
ہر اک پہ کُھلا ہے دروازہ — پڑھو لا اِلٰہ اِلاَّ اللہ
یا سَرورِ عالَم صلِّ علیٰ

رحمت کی گھٹائیں چھائی ہیں — پیغامِ عنایت لائی ہیں
طیبہ سے ہوائیں آئی ہیں — پڑھو لا اِلٰہ اِلاَّ اللہ
یا سَرورِ عالَم صلِّ علیٰ

کیا اُس کو غمِ آئندہ ہے   تاروں کی طرح تابندہ ہے
جو اُن پہ مَرا، وہ زندہ ہے   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سَرْوَرِ عالَم صلِّ علیٰ

ممکن نہیں مدحِ شاہِ ہُدیٰ   گیلانی پیرؒ نے خُوب کہا
"کتھے مہرِ علی، کتھے تیری ثنا"   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سَرْوَرِ عالَم صلِّ علیٰ

دل اُن کے صدقے، سَر قُرباں   ماں باپ تصدُّق گھر قُرباں
سَو جاں سے نصیر اُن پر قُرباں   پڑھو لا اِلٰہ اِلَّا اللہ
یا سَرْوَرِ عالَم صلِّ علیٰ

ابنِ آدم سے خطاب

اے کہ تُو رگ ہائے ہستی میں ہے مثلِ خُوں رواں
شہپرِ اندیشہ سے اُڑ! سُوئے کاخِ لامکاں
ورطۂ جہلِ مُرکّب سے نکل اے بدگماں!
تابہ کَے یہ امتیازِ نسل و آہنگ و زباں

عرش کا دل بند ہو کر، فرش پر اُفتادہ ہے
تُو کہ ہے شہکارِ قدرت اور آدم زادہ ہے

ماسوا کی گَرد سے جب دل ہُوا تیرا ملُول
تیری جانب خالقِ کونین نے بھیجے رَسول
تیری خاطر ہی بنے سارے تمدُّن کے اُصول
ہاں نہ بھُول لے نائبِ حق ! اپنی عظمت کو نہ بھُول

نُطق کی شمشیر میں تیرے ہی دَم سے آب ہے
عرض ہے امکاں، تُو اُس کا جوہرِ نایاب ہے

امتزاجِ آب و گِل ہر چند ہے تیرا جہاں
تیرے نقشِ پا کے ذرّے ہیں جواہر کی دُکاں
تیری صَولت سے لرزتے ہیں زمین و آسماں
کانپتا ہے عجز سے تیرے، غُرورِ آسماں

اپنے دل سے دُور کر دے زَعمِ نسل و رنگ کو
صاف کر آئینۂ کردار سے، اِس زنگ کو

تیرے ادراک و تخیُّل میں ہیں اسرارِ اَلَست
تُو ہے دانائے رُموز و آشنائے بُود و ہست
حق پسند و حق نگاہ و حق پناہ و حق پرست
ماہ بر دوش و صبا در دامن و گُلشن بدست

تُو اُجالا دہر کا ہے، تُو دیا قُطبَین کا
تُو اگر چاہے، تو پھر سکتا ہے رُخ کونَین کا

مَرد بن کر جادۂ شبّیرؓ پر ہو گام زن
سیکھ فقرِ بُوذرؓ و سَلمانؓ سے جینے کا چلن
ہاں گرا دے قلعۂ دارائیِ اہلِ فِتن
اے فدائے پنج تنؓ ! اے عاشقِ خیبرؓ شکن !

مانگ شانِ حیدریؓ سے دولتِ عزم و وقار
لا فَتیٰ اِلّا علیؓ لا سَیفَ اِلّا ذُوالفِقار

پیروی کر اپنے پیغمبرؐ کی اے نوعِ بشر!
وہ پیمبرؐ، جس کی رحمت ہے محیطِ بحر و بر
فرش جس کا بوریا ہے، عرش پر جس کی نظر
جس کے نقشِ پا سے روشن ہے رُخِ شمس و قمر

جس نے ضربِ فقر سے، شاہی کی گردن توڑ دی
عجز نے جس کے، تکبّر کی کلائی موڑ دی

مہبطِ رُوحُ الامین و حاملِ اُمّ الکتاب
جان و ایمانِ بلاغت، جس کا اندازِ خطاب
جس کی آمد سے وُجودِ زیست پر آیا شباب
جس کی بعثت نے اُٹھایا رُوئے معنیٰ سے نقاب

واسطہ جس کا شفاعت کا مری سامان ہے
جس کی اُلفت میرا مذہب ہے، مرا ایمان ہے

افتخارِ انبیاءؑ و آبروئے مُرسَلیں
رونقِ ارض و سما، زینتِ دِہِ دُنیا و دِیں
مصدرِ خُلقِ عظیم و مطلعِ عزم و یقیں
خسروِ مُلکِ بقا، مخدومِ جبریلؑ امیں

خُلق ایسا، خون کے پیاسے بھی دَم بھرنے لگے
گُفتگو ایسی، کہ دُشمن دوستی کرنے لگے

جس نے مظلوموں کو اُن کا حق دلایا وہ رسوؐل
جس نے محروموں کو سینے سے لگایا وہ رسوؐل
جس نے زانو پر یتیموں کو بٹھایا وہ رسوؐل
دُشمنوں کے جور پر، جو مسکرایا وہ رسوؐل

پیرِ زن کی آہ، جس کی رُوح کو تڑپا گئی
جس کی رحمت کی گھٹا، سارے جہاں پر چھا گئی

سُوئے اسرارِ ازل جس دَم اُٹھی اُس کی نگاہ
فکرِ انساں پر کُھلی قُربِ خداوندی کی راہ
مِٹ گئی تفریقِ سُلطان و گدا و کوہ و کاہ
گونج اُٹھی صحنِ عالَم میں صدائے لا الٰہ

عقل و دانش کی اداؤں میں روانی آ گئی
پیکرِ تہذیبِ انساں پر، جوانی آ گئی

زندگی کے باغ میں چلنے لگی بادِ بہار
اوڑھ لی سلمائے فطرت نے قبائے زر نگار
جُھوم اُٹھا یہ مناظر دیکھ کر ہر دلفگار
دل کُھلے، سَنکی ہَوا، مہکے چمن، چہکے ہزار

آ گیا وہ، ذات جس کی مُوجبِ توقیر ہے
جس کے دستِ پاک میں، کونین کی تقدیر ہے

جس کے طرزِ زندگی پر آج تک دُنیا ہے دنگ
جس کی حکمت نے مِٹایا امتیازِ نسل و رنگ
جس نے سمجھائے زمانے کو اُصولِ امن و جنگ
دین کی نعمت سے بخشا زندگی کو نیک ڈھنگ

جس کی دارائی نے، ناداروں کو، دارا کر دیا
ذرّہ ناچیز تھے، آنکھوں کا تارا کر دیا

بدکلامی پر بھی دی جس نے، دُعائے مُستجاب
جس نے بدخواہوں کو اپنایا، بہ لُطفِ بے حساب
کس مرّوت سے کیا ہے اُس نے اعدا سے خطاب
"ما و تُو از یک گلستانیم، از ما رُو متاب"

محو ہو سکتا نہیں، تاریخ کے اوراق سے
درس جو مِلتا ہے اُس کے مکتبِ اخلاق سے

ابرِ وحدت جُھوم کر اُٹھا فلک پر ناگہاں
شِرک کے ایوان پر، برسیں ہزاروں بجلیاں
ہو گیا خونِ جواں، پھر جسمِ پیری میں رواں
جَہل کے سینے میں کی پیوست، انساں نے سِناں

چار سُوئے خانۂ باطل، اندھیرا ہو گیا
خاورِ حق سے کِرن پُھوٹی، سویرا ہو گیا

اے محمدؐ! اے خدیوِ جُود و سُلطانِ کرم
دیدہ و دل پر ہمارے ہیں، ترے نقشِ قدم
خَم ہے تیرے آستانے پر سرِ لوح و قلم
اے ہدایت کی سرافرازی! رسالت کے بھرم!

آج اُمّت مبتلائے پستیٔ افکار ہے
اوج کی خیرات مِل جائے، تو بیڑا پار ہے

بد دُعائے درویشاں

مَن عادٰی لِی وَلیًّا فقد اٰذَنتُہٗ بالحرب

ترجمہ

جس نے میرے کسی ولی کے ساتھ عداوت کی
پس میرا اُس کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے
(الحدیث)

مفہومِ منظوم از نصیرؔ

ممکن ہے، جی اُٹھے قضا کا مارا
شاید بچ جائے، اژدہا کا مارا
مت اُلجھیے اللہ کے درویشوں سے
اُٹھتا نہیں اِن کی بد دُعا کا مارا

بحضور سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مرحبا یہ جلوۂ زیبائے بامِ عائشہ
ہے ہلالِ آمنہ ، ماہِ تمامِ عائشہ

روز و شب پیشِ نظر زُلف و رُخسارِ نبی
رشکِ صد خُلدِ بریں وہ صبح و شامِ عائشہ

دُخترِ صدیقِ اکبر ، زوجۂ خیرالوریٰ
ہے دوگونہ اَوج کا حامل ، مقامِ عائشہ

چھب وہی ہیبت وہی نُدرت وہی قُدرت وہی
پرتَوِ نُطقِ نبوت ہے کلامِ عائشہ

تُجھ کو کیا معلوم ، تو چھوٹا ہے تری محدود سوچ
پوچھ اُمّت کے بزرگوں سے مقامِ عائشہ

کوئی اوچھا وار مت کر عائشہ کی ذات پر
ورنہ قُدرت تُجھ سے لے گی انتقامِ عائشہ

تو اگر ماں کا رہا گُستاخ ، توبہ کر ابھی
ہے کھلا تیرے لیے دارُالسّلامِ عائشہ

عائشہ کے اس شرف کو بھی ذرا ملحوظ رکھ
اپنے منہ سے مُصطفٰی لیتے تھے نامِ عائشہ

مِل نہیں سکتا خدا جز دولتِ حُبِ نبی
مل نہیں سکتے نبی ، بے احترامِ عائشہ

عائشہ کے ساتھ رُخصت ہو گیا اُن کا مقام
ہو سکا کوئی نہ پھر قائم مقامِ عائشہ

اُن کی عصمت کی ہیں آیات برأت پہردار
سورۂ النّور ، تیغِ بے نیامِ عائشہ

آ نہ جائے سُن کے زہرہ کی طبیعت پر ملال
لیجیو مت بے ادب لہجے میں نامِ عائشہ

قبرِ اطہر پر کیوں حاضری جنّ و بشر
جب اُترتے ہیں ملک بہرِ سلامِ عائشہ

نام لیکر عائشہ کا رب نے بھیجا تھا سلام
ضو فشاں ہے عرش پر قندیلِ نام عائشہ

جن کے علم و فضل کے آگے سرِ اُمّت ہے خم
ہے وہ اِک شخصیّتِ ذی احترام عائشہ

جب نکیرین آئیں گے ، کہہ دوں گا اُن سے قبر میں
مُجھ سے مت کُچھ پوچھیے ، میں ہوں غلام عائشہ



بحضورِ
سیّدہ فاطمۃ الزّہرا سلام اللہ علیہا

پڑا ہُوں در پہ ترے مثلِ کاہ یا زھراؓ
ملے فقیر کو خیراتِ جاہ یا زھراؓ

ہیں جن کے نور سے اُمّت کے روز و شب روشن
حسنؓ حسینؓ ترے مہر و ماہ یا زھراؓ

ترے حسینؓ کا کردار دیکھ کر اب تک
پکارتے ہیں ملک واہ واہ یا زھراؓ

ملے جو اِس کی اجازت مجھے شریعت سے
تو تیرا در ہو مری سجدہ گاہ یا زھراؓ

بھروں تو کیسے بھروں دم تری غلامی کا
بہت بڑی ہے تری بارگاہ یا زھراؓ

کہاں تُو ایک نجیبہ ، عفیفہ ، پاک نظر
کہاں مَیں ایک اَسیرِ گناہ یا زَھراؓ

تُو بادشاہِ دو عالم کی ایک شہزادی
میں اک غریب تری گردِ راہ یا زَھراؓ

اُجڑ چکا ہوں غمِ زندگی کے ہاتھوں سے
کھڑا ہوں در پہ بحالِ تباہ یا زَھراؓ

ہُوں معصیت کی سیاہی مَلے ہوئے مُنہ پر
کسے دکھاؤں یہ رُوئے سیاہ یا زَھراؓ

مَیں گو بُرا ہوں، مگر تیرا وہ گھرانہ ہے
کِیا بُروں سے بھی جس نے نباہ یا زَھراؓ

بھری ہیں در سے ہزاروں نے جھولیاں اپنی
مِری طرف بھی کرم کی نگاہ یا زَھراؓ

نہ پھیر آج مجھے اپنے در سے تو خالی
کہ تیرے بابا ہیں شاہوں کے شاہ یا زَھراؓ

جِیوں تو لے کے جیوں تیری دولتِ نسبت
مَروں تو لے کے مَروں تیری چاہ یا زَھراؓ

بروزِ حشر نہ پُرساں ہو جب کوئی اُس کا
ملے نصیؔر کو تیری پناہ یا زھراؓ

☆☆☆

درمدحِ پیرانِ پیر حضرت محبوبِ سبحانی الشیخ

سیّد عبدالقادر جیلانی قدّس سرّہ السّامی

تری شان سب سے جدا غوثِ اعظمؒ
نہ پہنچے تجھے اولیا غوثِ اعظمؒ

جمالِ رسولِ خدا غوثِ اعظمؒ
جلالِ علیؓ مرتضیٰ غوثِ اعظم

مزاجِ حسینؓ ابنِ زہراؓ کے وارث
شبیہِ حسینؓ مجتبیٰ غوثِ اعظمؒ

اجابت بڑے پیشوائی کو آگے
اُٹھائیں جو دستِ دعا غوثِ اعظمؒ

نہ کیوں حل ہوں مُشکل سے مُشکل مسائل
کہ ہیں ابنِ مُشکل کُشا غوثِ اعظمؒ

رسولوں کے انداز نبیوں کے تیور
ودیعت ہوئے تجھ کو یا غوثِ اعظمؒ

زمانے کا ہر پیر زیرِ قدم ہے
ہیں ایسے جگت پیشوا غوثِ اعظمؒ

پہنچتی ہے پھر کیسے نصرت خدا کی
ذرا کہہ کے تو دیکھ یا غوثِ اعظمؒ

نہیں ہے کوئی اور سارے جہاں میں
مرا پیر تیرے سوا غوثِ اعظمؒ

ذرا جلوۂ مصطفیٰ مَیں بھی دیکھوں
ذرا صورت اپنی دکھا غوثِ اعظمؒ

ترا دور افسوس پایا نہ میں نے
کبھی خواب ہی میں تُو آ غوثِ اعظمؒ

نہ اُٹھے ہیں خالی نہ اُٹھیں گے خالی
ترے در سے تیرے گدا غوثِ اعظمؒ

عنایت سے بھر دیجیے مری جھولی
کرم کیجیے آج یا غوثِ اعظمؒ

مصائب کے طوفاں سے ٹکرا رہا ہوں
میں لے کر ترا آسرا غوثِ اعظمؒ

ہوا ہے نہ ہوگا نہ ہے اِس جہاں میں
کوئی اور تیرے سوا ''غوثِ اعظمؒ''

کجا یک گدا و کجا شاہؒ جیلاں
کجا یک فقیر و کجا غوثِ اعظمؒ

سناؤں نہ کیوں اِن کو افسانۂ دل
کہ ہیں میرے درد آشنا غوثِ اعظمؒ

اگر اِن سے لو درسِ توحید تُم بھی
تو کر دیں اُسے کیا سے کیا غوثِ اعظمؒ

دُرستی عقائد کی کر لوں یہاں پر
کہ ہیں قبلۂ حق نُما غوثِ اعظمؒ

نصیرؔ آج آیا ہے بن کر سوالی
اِسے بھی ملے بھیک یا غوثِ اعظمؒ

